برکاتِ توحید

(فضائل و برکات کلمہ طیبہ مع جسمانی وروحانی امراض کا علاج)

بفیضِ روحانی

تاجدارِ اہلسنت شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی

تالیف

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلپورہ۔حیدرآباد-اے پی)

﴿ بہ نگاہ کرم مجددِ دوراں، غوثِ زماں، مفتی سوادِ اعظم، تاجدارِ اہلسنت، امام المتکلمین
سلطان المشائخ حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب	برکاتِ توحید
تصنیف	ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحیٰی انصاری اشرفی
تصحیح ونظر ثانی	خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی
ناشر	شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (مکتبہ انوار المصطفٰے ۔مغلپورہ حیدرآباد)
اشاعت اُول	اپریل ۲۰۰۷
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	Rs. 50

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ　　صَلِّ عَلٰی شَفِیۡعِنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّد

مَنَّ عَلَیۡنَا رَبُّنَا اِذۡ بَعَثَ مُحَمَّدًا　　اَیَّدَہٗ بِاَیۡدِہٖ اَیَّدَنَا بِاَحۡمَدًا

اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا　　اپنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور احمد مجتبیٰ سے ہماری مدد فرمائی

اَرۡسَلَہٗ مُبَشِّرًا اَرۡسَلَہٗ مُمَجَّدًا　　صَلُّوۡا عَلَیۡہِ دَآئِمًا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ سَرۡمَدًا

اللہ نے آپ کو خوشخبری دینے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا　　اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

آیئے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ　　نام ہو اولیاء کے ساتھ، حشر ہو انبیاء کے ساتھ

شغل وہ ہو کہ شغل میں کردے ہمیں خدا کے ساتھ　　پڑھیئے درود جھوم کر سیّد خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

اے میرے مولیٰ کے پیارے　　نور کی آنکھوں کے تارے

اب کسے سیّد پُکارے　　تم ہمارے ہم تمہارے

یا نبی سلام علیک　یا رسول سلام علیک

(حضور محدث اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہٗ)

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

حقیقتِ شرک : توحید اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اُسے سمجھنے کے لئے شرک کا سمجھنا ضروری ہے جو توحید کے مقابل ہے۔ عبادت اطاعت اور اتباع، ذاتی اور عطائی صفات اور مسئلہ علم غیب، عبادت واستعانت اور شرک کی جاہلانہ تشریح ۔۔ وہ تمام آیات قرآنی جو مشرکینِ مکہ اور کفارِ عرب کے حق میں نازل ہوئیں، سمجھے بے سمجھے مسلمانوں پر چسپاں کرنے والے بدمذہبوں کا مدلل وتحقیقی جواب ۔۔ یہی اس کتاب کا موضوع ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان یاد رہے کہ ہمیں یہ خوف نہیں کہ تم ہمارے بعد شرک میں مبتلا ہوگے (بخاری شریف)

الاربعین الاشرفی فی تفہیم الحدیث النبوی ﷺ

شارح : حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

مجدد دوراں تاجدارِ اہلسنت رئیس المحققین شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے قلم گوہر بار سے نکلی ہوئی سیر حاصل شروحاتِ احادیث کا ایک مجموعہ ہے۔ الاربعین الاشرفی (فی تفہیم الحدیث النبوی ﷺ) مشکوٰۃ المصابیح کی (۴۰) احادیث مبارکہ کی شروحات پر مشتمل ہے۔جن احادیث شریفہ کا اس مجموعہ میں انتخاب کیا گیا ہے اُن کا تعلق مندرجہ ذیل موضوعات سے ہے۔ ارکان خمسہ' ایمان کے درجات' ایمان کی لذت' مسلمان کی تعریف' معیارِ محبت رسول' زمانے کی حقیقت' حقوق اللہ' حقوق العباد' فرائض ونوافل' جہاد' اوامر ونواہی' صدقہ وخیرات' مغفرتِ گناہ' صبر وثواب' دخول جنت ......وغیرہ......شروحات کے اس گلدستے میں حدیث' کتابت حدیث اور حجیت حدیث کے تعلق سے دلائل وبراہین پر مبنی اہم مضامین اس کتاب میں شامل کردیئے گئے ہیں۔

ملک التحریر علامہ محمد یحیٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

خواتین اسلام کے لئے انمول تحفہ ...... عورتوں کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا

خواتین کے لئے قرآن وسُنت کی روشنی میں صحیح عقائد

اعلیٰ اخلاق اور نیک اعمال کا بے مثال مجموعہ

کامیاب زندگی بسر کرنے کے لئے بہترین راہنما کتاب

مشکل الفاظ اور فقہی اصطلاحات کے لئے انگریزی الفاظ کا استعمال

گلدستہ خواتین جس میں جدید مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے

زندگی وبندگی کے خصوصی مسائل کا خزانہ

سُنّی بہشتی زیور اشرفی

لڑکیوں کے دینی مدارس وجامعات میں داخل نصاب ہوچکی ہے

فہرست مضامین

فہرست مضامین

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علیٰ سيد الأنبيآء والمرسلين
وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعين

اللہ جلّ مجدہ'

اللہ کے معنٰی: اللہ : ذات باری کا عَلَمٌ (نام) ہے اور یہ لفظ اُن تمام صفات کا جامع ہے جو متعدد صفاتی ناموں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں رب تعالیٰ کے سارے نام صفاتی ہیں اور اللہ اسم ذات ہے۔ اسی لئے قادر، علیم، رحیم، عزیز، حی، سمیع وغیرہ مخلوق کو بھی کہہ سکتے ہیں مگر اللہ کسی کو نہیں کہہ سکتے۔

خیال رہے کہ رب تعالیٰ کی صفات دو قسم کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جن کی تجلی مخلوق پر نہیں پڑی اور اُن کو کسی معنی سے مخلوق کے لئے استعمال نہیں کر سکتے جیسے واجب الوجود، معبود، خالق، قدیم۔ بعض کے نزدیک رحمٰن بھی اور بعض صفات وہ ہیں جن کی جھلک مخلوق پر ڈالی گی اور مخلوق پر بھی ان کا بول دینا درست ہے جیسے حی، سمیع، بصیر، مالک، عزیز، رؤف، رحیم۔۔۔ یہ صفات مجازاً بندے کے لئے بھی بولی جاتی ہیں، مگر مخلوق کے لئے ان ناموں کے معنٰی دوسرے ہی ہوں گے۔

حق تعالیٰ کے دوسوایک نام دلائل الخیرات شریف میں بیان ہوئے ہیں۔ مدارج النبوت میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمتہ نے رب تعالیٰ کے ایک ہزار نام گنائے ہیں۔

لفظ 'اللہ' الہٌ سے بنا ہے جس کے معنٰی ہیں سکون اور چین اور قرار۔ چونکہ حق تعالیٰ کے ذکر سے سب کو چین اور قرار آتا ہے اس لئے اس کا نام اللہ ہے۔

بعض نے فرمایا ہے کہ لفظ ولہٌ سے بنا ہے جس کے معنی ہیں حیرانی۔ چونکہ تمام مخلوق اس کی ذات وصفات میں حیران ہے۔ محرومین تو جہالت کی تاریکیوں میں پھنسے ہیں اور واصلین الی اللہ بجز تجلیات نورانی کچھ نہ پا سکے اور اس کی حقیقت کو نہ پہنچ سکے۔

حق تعالیٰ کی ذات تمام ممکنات سے بلند و بالا تر ہے اس لئے اس کو اللہ کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ لفظ اللہ **لاہٌ** سے بنا ہے جس کے معنی حجاب کے ہیں (یعنی پردہ) چونکہ حق تعالیٰ کی ذات نظر، خیال، گمان، وہم، عقل، سب سے وراء ہے اس لئے اللہ کہتے ہیں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ نے فرمایا۔۔

اے برتر از قیاس وخیال وگمان ووہم — وز ہر چہ گفتہ اند وشنیدیم وخواندہ ایم

لطف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات زیادتی ظہور کی وجہ سے چھپ گئی اور کمال نور کی وجہ سے نظر نہ آسکی۔

بے حجابی یہ کہ ہر ذرے میں جلوہ آشکار — اس پہ گھونگٹ یہ کہ صورت آجتک نادیدہ ہے

بعض فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ اس **اِلہٌ** سے بنا ہے جس کے معنی ہیں عاجزی وزاری کرنا۔ چونکہ تمام بندے اسکی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کرتے ہیں لہذا اُسے اللہ کہتے ہیں کبھی کبھی انسان اسباب پر نظر کر لیتا ہے، لیکن پھر بھی اس کی انتہا مُسبب الاسباب پر ہی ہوتی ہے بعض لوگوں نے کہا ہے کہ لفظ اللہ اس **اَلَہٌ** سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں گھبرا کر آنا۔ چونکہ تمام مخلوق ہر مصیبت میں آخر کار رب کی طرف پناہ پکڑتی ہے اس لئے اس کا نام اللہ ہے صاحب تفسیر کبیر نے اسی معنی کے ماتحت فرمایا کہ مقروض قرض خواہ کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔ لیکن پروردگار ایسا کریم ہے کہ اس کے مقروض بندے اسی کی بارگاہ کی طرف بھاگتے ہیں بلکہ وہ خود بلا رہا ہے۔ فرماتا ہے

﴿فَفِرُّوٓا اِلَى اللّٰهِ﴾ (بھاگ کر آؤ اللہ تعالیٰ کی طرف) بادشاہ مالدار فقیر سے اپنے دروازے بند کرتے ہیں تاکہ فقیر ہمارے پاس نہ آئیں لیکن رب تعالیٰ وہ غنی ہے کہ جس کا دروازہ ہر وقت ہر ایک کے لئے کھلا ہے اور تو بھگاتے ہیں مگر وہ اپنے دروازے کی طرف بلاتا ہے۔فرماتا ہے ﴿اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ (اے بندے! مجھ سے مانگو میں تمہاری بات مانونگا)

حکایت: دو بھائی تھے۔ایک متقی پرہیزگار دوسرا فاسق و بدکار۔جب فاسق مرنے لگا تو متقی بھائی نے کہا' دیکھا تجھے میں نے بہت سمجھایا مگر تو اپنے فسق و فجور سے باز نہ آیا'اب بول تیرا کیا حال ہوگا؟ اس نے جواب دیا'اگر قیامت کے روز میرا رب میرا فیصلہ میری ماں کے سپرد کردے تو بتاؤ کہ ماں مجھے کہاں بھیجے گی؟ دوزخ میں یا جنت میں؟ پرہیزگار بھائی نے کہا' ماں تو واقعی جنت میں بھیجے گی۔ گنہگار نے جواب دیا' میرا رب میری ماں سے زیادہ مہربان ہے۔ یہ کہا اور انتقال ہوگیا۔ بڑے بھائی نے خواب میں نہایت خوشحال دیکھا۔ مغفرت کی وجہ پوچھی' کہا کہ میری اسی مرتے وقت کی بات نے میرے تمام گناہ بخشوادیئے۔

ہم گنہ گاروں پہ تیری مہربانی چاہئے
سب گنہ دُھل جائینگے رحمت کا پانی چاہئے
گنہ گاروں پہ ہنسنے والو نہ یوں کسی کا مذاق اُڑاؤ
نہ جانے حصے میں کس کے آئے خدا کی رحمت کا شامیانہ

لفظ اللہ کی خصوصیات: تفسیر کبیر شریف میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ لفظ **اَللّٰه** میں بے شمار خصوصیات ہیں۔ایک یہ کہ لفظ اللہ رب کی ذات پر دلالت کرنے میں حرفوں کا محتاج نہیں۔الف کو گراؤ تو **لِلّٰه** رہتا ہے۔وہ بھی

ذات کو بتا رہا ہے۔حق تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ ۔اگر اسکا پہلا لام بھی گرا دو تو لـہ کی شکل پر رہتا ہے یہ بھی اسی ذات کو بتا رہا ہے فرماتا ہے ﴿لَهٗ الْمُلْكُ وَلَهٗ الْحَمْدُ﴾ ۔اگر دوسرا لام بھی گرا دیں تو فقط ہُ باقی رہتا ہے۔ وہ بھی ذات کو بتا رہا ہے ﴿لَآاِلٰہ اِلَّا ھُوَ﴾ جس طرح سے کہ اس کا نام حروف کا محتاج نہیں ایسے ہی اس کی ذات کسی کی محتاج نہیں ۔ دوسری خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دوسرے اسماء خاص خاص صفتوں پر دلالت کرتے ہیں لیکن لفظ اللہ ساری صفتوں پر؛ جس نے اللہ کہہ کر پکار لیا اس نے گویا ساری صفتوں سے پکارا کیونکہ اللہ وہی ہے جس میں ساری صفتیں موجود ہوں ۔تیسری خصوصیت یہ ہے کہ کلمہ طیّبہ میں لفظ اللہ ہی داخل ہے جس کو پڑھ کر کافر مومن بنتا ہے۔اگر کوئی لاالــہ الا الــرحمن کہہ دے یا اس کے دیگر سارے اسموں سے کلمہ پڑھ لے مومن نہ ہوگا۔مگر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے ہی دولتِ ایمان سے مالا مال ہو جاتا ہے۔لفظ محمد میں قریب قریب یہ ساری خصوصیتیں موجود ہیں اور اس میں بہت عجیب عجیب نکات موجود ہیں لیکن یہاں اس کے بیان کا موقع نہیں صرف ایک نکتہ عرض کرتا ہوں ۔لفظ اللہ بولو تو ہونٹ ملتے نہیں ۔مگر لفظ 'محمد' کے بولتے ہی نیچے کا ہونٹ اُوپر والے سے دوبارہ مل جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کا نام نیچوں کو اوپر والے سے ملانے والا ہے اور ان کی ذات مخلوق کو خالق سے ملانے والی ہے۔تو ان کا نام انکے کام بتا رہا ہے ﷺ ۔۔۔ (تفسیر نعیمی)

تیری ذات تجھ سے ہے اے خدا تیری شان جلّ جلالہٗ
نہیں تجھ سا کوئی تیرے سوا تیری شان جلّ جلالہٗ

اے اللہ ! تیرا نام اللہ ہے جو تیرے سوا کسی اور کے لئے نہیں اور یہ صرف تیرے لئے ہی ہے کیونکہ تیرے سوا اور کوئی اللہ ہوسکتا نہیں ۔۔تیرا نام اسم اعظم ہے اور لفظ اللہ کا ایک ایک حرف کامل ہے اور تیری ذات پر دلالت کرتا ہے ۔۔اللہ وہ

ہے کہ جسے روزِ ازل میں ہر روح نے مانا کہ تو ہمارا اللہ ہے۔۔اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیرا طالب ہے اور تو اس کا مطلوب ہے کوئی تجھے کسی نہ کسی رنگ میں اپنا محبوب بنائے بیٹھا ہے۔۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ ہر کوئی تیری تلاش میں شام وسحر سرگرداں ہے۔۔ اے اللہ! تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ ہر بندے کی منزل تو ہی ہے ہم تیرے ہیں اور تو ہمارا ہے۔ اے اللہ! تو اس لئے اللہ ہے کہ تجھے اللہ کہنے سے دل سکون کے سمندر میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا سکون پاتا ہے جو تیرے سوا اور کہیں سے نہیں مل سکتا ۔۔اے اللہ! جسے تو نے چاہا اپنی معرفت سے مالا مال کردیا۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تیرا نام لینے سے دلِ بے قرار، قرار پاتا ہے ہر دل تیرا شیدا ہے ہر روح تجھ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے تیری شان اعلیٰ ہے اتنا حسین وجمیل ہے ہمارے فہم وادراک سے بلند وبالا ہے۔۔ تو اس لئے بھی اللہ ہے کہ تو ہمارا معبود اور ہم تیرے بندے ہیں کیونکہ تیرے سوا اور کوئی معبود بننے کے لائق نہیں۔ ہر چیز تیری تسبیح خواں ہے اور ہر چیز تیری بارگاہ ہی میں سجدہ ریز ہوتی ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو احد اور واحد ہے اس کی ذات میں کوئی دوسرا اُس کا شریک نہیں۔ وہ کائنات کی ہر شئے کا خالق ہے ہر شئے کا رب اور ہر شئے کا مالک ہے۔۔اللہ وہ ہے کہ زمین وآسمان کے خزانے اسی کے قبضہ میں ہیں کیونکہ وہ ارض وسماء کا مالک ہے۔۔ اللہ وہ ہے جو ہمارے دلوں کی چُھپی ہوئی چیزوں اور سینوں میں ڈھکے ہوئے رازوں کو جانتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو تحت الثریٰ اور فوق ثریا تک کی تمام پوشیدہ حقیقتوں کو جاننے والا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو رات کو دن میں اور دن کو رات میں بدلتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو آسمانوں سے بارش برسا کر زمین سے سبزہ اگاتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو خاکی بندوں کو اپنے نوری ملائکہ سے بڑھ کر شان عطا فرما دیتا ہے۔۔اللہ وہ ہے جو سالکوں

کو راہ حق دکھا تا ہے اور طالبوں کی طلب پوری کرتا ہے ۔۔اللہ وہ ہے جو اپنی رحمت سے ہر چیز کو پال رہا ہے اور اپنے رحم سے اپنے بندوں پر فضل وکرم کی بارش کرتا ہے ۔۔اللہ وہ ہے کہ اپنے ملک میں جیسے چاہتا ہے عزت بخشتا ہے اور جس سے چاہتا ہے عزت چھین لیتا ہے جسے وہ عطا فرمائے اُسے کوئی روک نہیں سکتا اور جس سے وہ چھینے اُسے کوئی دے نہیں سکتا۔ وہ اپنے ملک کی ہر چیز کا مالک ہونے کے ساتھ محافظ بھی ہے۔۔ اللہ وہ ہے کہ جب کسی چیز کو کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے 'کُنْ' تو پس 'فَیَکُوْنْ' وہ اسی وقت جس طرح چاہتا ہے ہو جاتی ہے۔

اسم 'اَللّٰـہ' چونکہ اسم اعظم ہے اس لئے اس کا وِرد تمام اسرار ورموز کا خزانہ ہے ہر قسم کے فیوض و برکات کا منبع ہے اس لئے جو **یـااللہ** کا ہمیشہ وِرد کرے اسے دین ودنیا میں کسی چیز میں کمی نہ رہے گی یہ اسم جمال کا مظہر ہے۔ لفظ **اللہ** قرآن مجید میں ۲۳۶۰ مرتبہ آیا ہے۔اس کے خواص اور فوائد بے پناہ ہیں۔

ولی اللہ بننے کا وظیفہ : اللہ تعالیٰ کا دوست بننے کے لئے لفظ **اللـــہ** کا وظیفہ لازم ہے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں'**یـااللہ** کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ سے دوستی کا شرف حاصل ہوتا ہے اور پڑھنے والا ولی اللہ بن جاتا ہے کیونکہ جس کسی کو جو کچھ ملا اللہ تعالیٰ کے نام کی بدولت ہی ملا۔لہذا جو شخص اللہ تعالیٰ کا بندہ بننا چاہے تو اُسے چاہئے کہ **یـااللہ** کو گیارہ ہزار مرتبہ صبح اور گیارہ ہزار مرتبہ شام پڑھے اور کم ازکم سات سال تک پڑھے۔اگر گن کر نہ پڑھ سکتا ہو تو ایک گھنٹہ فجر کی نماز سے پہلے اور ایک گھنٹہ فجر کی نماز کے بعد' ایک گھنٹہ مغرب کی نماز کے بعد اور ایک گھنٹہ عشاء کی نماز کے بعد سانس کے ساتھ پڑھے ان شآء اللہ باطن کھل جائے گا' روحانیت حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں شمار ہو جائے گا۔

صاحب کشف بننے کا وظیفہ :

لفظ '**اللہ**' صاحب کشف بننے کے لیے بھی بہت ہی مؤثر ہے۔ لہذا جو شخص صاحبِ کشف بننا چاہے وہ ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام کے بعد تصور کے ساتھ **یااللہ** کو کھلا پڑھے اگر ہلکی سی آواز کے ساتھ پڑھے تو زیادہ مناسب ہے اور جب تصور قائم ہو جائے تو دل میں پڑھے اور دل پر ضرب لگائے ان شاء اللہ سال تک اسی طرح پڑھنے سے صاحبِ کشف بن جائے گا اور اس پر باطن کے اسرار اور موزعیاں ہوں گے۔

عشقِ الٰہی کا حصول : جو شخص ہر نماز کے بعد **یااللہ** ایک ہزار مرتبہ پڑھنے لگے تو اس کا دل دنیا سے متنفر ہو جائے گا اور یاد الٰہی کی طرف خوب مائل ہو گا۔ نماز اور نوافل پڑھنے کو دل بہت چاہے گا، یعنی **یااللہ** کے پڑھنے سے دل اللہ تعالیٰ کی عبادت میں خوب لگتا ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ کا عشق حاصل ہو گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت اور عشق کی طرف مائل ہو جاتا ہے اس کا ایمان بیحد مضبوط ہو جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر جینے لگتا ہے اور اس کے دل سے دنیا کی محبت کم ہو جائے گی۔ بہر کیف جو خلوص دل سے اس کا نام لینے لگتا ہے وہ اس کا بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہو جاتا ہے۔

دُنیاوی فیوض و برکات کا حصول:

جو شخص اسے اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے کثرت سے پڑھے، یعنی جب یاد آیا اسی وقت اللہ تعالیٰ کے لفظ کا ذکر شروع کر دیا تو اسے دنیاوی لحاظ سے بے پناہ فیوض و برکات حاصل ہوں گے اگر ایک ہزار مرتبہ گن کر بعد نماز فجر اور ایک ہزار مرتبہ بعد نماز

عشاء پڑھنے کا معمول بنا لے تو وہ مستجاب الدعوات بن جائیگا اس کی ہر دُعا قبول ہو گی بشرطیکہ ہمیشہ پڑھتا رہے۔ اگر کوئی کام رُک گیا ہو تو **یااللہ** کو چالیس دن میں سوا لاکھ مرتبہ پڑھیں، رُکا کام ہو جائے گا۔ اگر کوئی دِلی خواہش یا حاجت درپیش ہو تو وہ بھی باذن اللہ تعالیٰ پوری ہو جائے گی غرضیکہ لفظ **اللـــــہ** پڑھنے سے دنیا کے ہر کام میں برکت پیدا ہو گی اور پریشانیاں ختم ہوں گی۔

شفائے امراض :

لفظ **اللـــــہ** شفائے امراض کے لیے بہت مؤثر ہے اگر کسی شخص کو کسی مرض سے شفا حاصل نہ ہوتی ہو تو اس کے ورثاء **یااللہ** کو سوا لاکھ مرتبہ مل کر پڑھیں اور پانی پر دم کر کے اسے پلائیں ان شآء اللہ شفا حاصل ہو گی۔۔ اگر عمر ختم ہونے پر ہو تو خاتمہ بالا یمان ہو گا۔

یا اللہ کا جامع وظیفہ :

یہ وظیفہ '**یـا اللـہ**' کا جامع وظیفہ ہے اور یہ قضائے حاجات اور تسخیر مخلوق کے لیے بہت مجرب ہے۔اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس وظیفہ کو ۴۴۴۴ مرتبہ چالیس دن تک پڑھیں ان شآء اللہ ہر جائز خواہش پوری ہو گی اور لوگوں میں بے پناہ مقبولیت ہو گی۔جس کسی سے کوئی کام یا واسطہ پڑے گا وہ بے لوث کام کر دے گا۔ اگر کوئی کثرت سے پڑھتا رہے تو ہمیشہ تندرست رہے گا اور لوگ اسے عزت سے پیش آئیں گے **یَـا اَللّٰہُ الْمَحْمُوْدُ فِیْ کُلِّ فِعَالِہٖ یَا اَللّٰہ** (اے اللہ تو اپنے ہر کام میں تعریف کیا گیا ہے اے اللہ)

جو شخص بلا ناغہ **یَـا اَللّٰہُ یَا ھُوْ** ایک ہزار مرتبہ پڑھے گا وہ صاحبِ یقین ہو گا **یااللہ** کی کثرت سے شکوک وشبہات دور ہوں گے۔ اگر لا علاج مریض ہو تو اس وظیفہ کی بدولت ان شآء اللہ تعالیٰ مکمل صحت حاصل ہو گی۔نماز جمعہ سے پہلے ایک سو مرتبہ پڑھنے سے تمام امور آسان ہو جائیں گے۔

کلمہ طیبہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ تعالی کے سوا کوئی عبادت کے لائق (معبود) نہیں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں

اسلام کی بنیاد ان پانچ ارکان پر ہے: ایمان (**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی گواہی)، نماز، روزہ، زکوۃ اور حج۔

ان میں سب سے اہم اور پہلا رکن کلمہ طیبہ ہے۔ یہی کلمہ توحید ہے جسے پڑھ کر انسان صاحب ایمان بنتا ہے یہی کلمہ توحید بندے کی طرف سے توحید اور رسالت کو دل سے قبول کرنے اور زبان سے اظہار کا اقرار ہے اسی کلمہ توحید کے اقرار کے لئے اللہ تعالیٰ نے عرش معلیٰ پر لکھ دیا۔

کلمہ توحید کے دو جز ہیں پہلا جزء **لا الہ الا اللہ** ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں ہے جو عبادت اور بندگی کے لائق ہو۔ اسلام کے سارے نظام فکر وعمل کی بنیاد توحید پر ہے زمین وآسمان کی اس کائنات میں عبادت وبندگی کی مستحق صرف ایک ہی ذات ہے جس کا نام اللہ ہے وہ اکیلا سب کا معبود ہے الوہیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے کمالات کی جامع اور جملہ نقائص سے اس کی ذات منزہ اور پاک ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزء **محمد رسول اللہ** رسول اللہ ﷺ کی رسالت ہے یعنی توحید کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار وتصدیق کرنا اور شہادت دینا ہے۔ ان دونوں جزوں (توحید ورسالت) کو دل وجان سے قبول کرنے کا نام ایمان ہے۔

رسول کریم ﷺ کو ماننے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے جملہ ارشادات کو تسلیم کیا جائے لہذا اگر کوئی کسی عقیدے کا منکر ہے تو صرف یہی نہیں کہ وہ اس ایک عقیدے کا منکر ہے بلکہ اسے رسالت محمد کا منکر قرار دیا جائے گا......المختصر......رسول کریم ﷺ کی رسالت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ سارے عقائد اسلامیہ پر ایمان لایا جائے۔

مجدد دوراں حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی فرماتے ہیں:

اسلام کی تعمیر پانچ بنیادوں (کھمبوں) پر کی گئی ہے یا پانچ خصلتوں یا پانچ چیزوں یا پانچ اجزاء یا پانچ اصول پر کی گئی ہے۔

اس ارشاد مبارک میں اسلام کی اس حالت کی تشبیہ جو اپنے ان پانچوں ارکان سے **علی وجه الدوام** اسے حاصل ہے اس خیمے کی حالت سے بھی مقصود ہو سکتی ہے جسے پانچ سہاروں پر کھڑا کیا گیا ہو جس میں ایک درمیانی ستون ہو اور باقی اس درمیانی کھمبے کے کنارے کنارے رہنے والے ستون۔

خیمۂ اسلام کا درمیانی کھمبا لفظ 'شہادت' ہے۔ جو دل کی گہرائی سے ابھرنے والی شہادت پر گواہ ہے۔ ان پانچوں کے سوا ایمان کی باقی شاخیں خیمے کی کھونٹیوں کی منزل میں ہیں۔ ایک جنازہ میں حاضر ہونے والے ایک مجمع میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرزوق سے دریافت کیا کہ تو نے اس مقام کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ فرزوق نے جواب دیا کہ میں اتنے سال سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی شہادت دے رہا ہوں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا' یہ تو ستون ہے' مجھے اس کی طنابیں دِکھاؤ۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا ارشاد بطور تمثیل ہے۔ آپ نے اسلام کو خیمے کے مشابہ قرار دیا جس کا ستون کلمہ توحید ہے اور جس کی طنابیں اعمال صالحہ ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک شخص نے تصدیق قلبی کے ساتھ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کی شہادت دی تو وہ بالاتفاق مسلمان ہوگیا اور اس کی اسلامیت میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ حالانکہ ابھی اس سے اعمال صوم وصلوٰۃ اور افعال حج وزکوٰۃ کا صدور ہی نہیں ہوا' تو ان چاروں کھمبوں کے بغیر اسلامیت کا خیمہ...... یا...... اسلامیت کی چھت ...... یا...... اسلامیت کا ایوان' صرف ایک کھمبے' یعنی شہادت کلمہ توحید پر کیسے قائم ہوگیا؟ برخلاف اس کے کہ ایک شخص...... بالفرض...... نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ ان چاروں اعمال پر اسلام کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کرتا ہے لیکن کلمہ توحید کی شہادت نہیں دیتا' نہ قلبی گواہی نہ لسانی' تو وہ بالاتفاق مسلمان نہیں۔ حالانکہ چار کھمبے موجود ہیں صرف ایک ہی کھمبا تو نہیں۔ تو کیا یہ حیرت کی بات نہیں؟ کہ ایک کھمبے پر تو اسلام کی عمارت قائم ہو جائے لیکن اگر وہ مخصوص کھمبا نہ ہو تو اس کے سوا چار کھمبے بھی اس کو قائم نہ رکھ سکیں۔ یہ ظاہر ہے کہ مکان یا خیمہ صرف کھمبوں کا نہیں بلکہ کھمبوں کے سوا بھی کوئی چیز ہوتی ہے جو کھمبوں سے مل کر مکان کہلاتی ہے۔ آخر وہ کون سی چیز ہے جو ان کھمبوں سے مل کر اسلام کے نام سے موسوم ہوئی۔ بعض گمراہوں کے سوا سب ہی مدعیان اسلام اس پر اتفاق رکھتے ہیں کہ 'نفس ایمان' کے لئے صرف تصدیق قلبی درکار اور کافی ہے اور صرف 'نفس ایمان' ہی سے ایک شخص اسلام والا ہو جاتا ہے۔ تو شہادت لسانی جس کا ذکر حدیث میں ہے اور دوسرے اعمال مذکورہ ان میں سے کوئی بھی موجود نہیں' یعنی پانچوں کھمبوں میں سے کوئی کھمبا نہیں لیکن اسلام موجود ہے۔ تو آخر یہ اسلام کیسا مکان ہے کہ اپنے وجود میں کھمبوں کا بھی محتاج نہیں۔

ان تمام شکوک وشبہات کو یوں دور کیا جا سکتا ہے کہ ایک ہے 'نفس اسلام' اور

ایک ہے 'اسلام کامل'۔ 'اسلام کامل' اپنے وجود میں 'نفس اسلام' کامحتاج ہے۔لیکن 'نفس اسلام' اپنے وجود میں 'اسلام کامل' کامحتاج نہیں۔ 'نفس اسلام' **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی پوری پوری شہادت قلبی کا نام ہے اور 'اسلام کامل' میں اس تصدیق کے ساتھ 'شہادت لسانی' اور 'اعمال' بھی داخل ہیں۔

'نفس اسلام' ہی 'شہادت لسانی' کے ساتھ اسی شخص کے لئے 'اسلام کامل' ہے جو عمر تکلیف نہ رکھتا ہو' لیکن باشعور ہو...... یا......عمر تکلیف تو رکھتا ہو' لیکن اسے وقت وجوب ادائیگی عمل حاصل نہ ہو......مثلاً وہ کافر جو ٹھیک نصف النہار کے وقت ایمان لایا اور پھر نصف النہار ختم ہونے سے پہلے ہی انتقال کرگیا ہو۔

ایک شخص کلمہ اسلام کی تصدیق کے ساتھ جملہ اوامر ونواہی شرعیہ کا پابند ہے لیکن رمضان کا مہینہ اس کو میسر نہیں آتا اور وہ انتقال کر جاتا ہے تو اس کا اسلام بغیر صوم رمضان کے کامل ہے۔

ایک شخص کلمہ اسلام کی تصدیق کے ساتھ جملہ اوامر ونواہی شرعیہ کا پابند ہے لیکن حج کی استطاعت نہیں رکھتا اور اسی عالم بے استطاعی میں داعی اجل کو لبیک کہہ دیتا ہے تو اس کا اسلام بغیر حج کے کامل ہے۔

ایک شخص کلمہ اسلام کی تصدیق کے ساتھ تمام شرعی اوامر ونواہی کا پابند ہے لیکن صاحب نصاب نہیں' جو زکوٰۃ دے سکے اور اسی حال پر اس کی موت واقع ہوگئی تو اس کا اسلام بغیر زکوٰۃ کی ادائیگی کے کامل ہے۔

اسلام کا دعویٰ اور دلیل : اسلام کا دعویٰ ہے **لا الـه الا الـلـه** اور اس دعوے کی دلیل ہیں **محـمـد رسـول الله** ۔ توحید دعویٰ ہے رسالت دلیل ہے

﴿**يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا**﴾ (النساء)

اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نُور (محمد رسول اللہ ﷺ) کو نازل کیا۔

دعوے کو سمجھانے کے لئے دلیل کو سمجھانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ منکرین کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ دعوے کو اگر نہیں ماننا چاہا تو دلیل کا انکار کیا جاتا ہے۔ دلیل میں نقص نکالتے ہیں کہ یہ کیسی دلیل دی ہے یہ تو بہت کمزور دلیل ہے یہ دلیل اس سے ٹوٹتی ہے اس میں یہ عیب ہے اس میں یہ کمی ہے۔ معلوم یہ ہوا کہ دعوے سے کوئی نہیں الجھا کرتا' الجھتے ہیں تو دلیل سے الجھتے ہیں۔ لڑتے ہیں تو دلیل سے لڑتے ہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں **لاالہ الا اللہ** سے کوئی کلمہ گو ٹکراتا ہوا نظر نہیں آتا ہے بلکہ جو ٹکرا رہا ہے وہ **محمد رسول اللہ** سے ٹکرار ہا ہے۔ جو الجھ رہا ہے **محمد رسول اللہ** سے الجھ رہا ہے۔ اگر دلیل ٹوٹ گئی تو دعویٰ بھی ٹوٹ جائے گا۔ شیطان کو بھی دعوے سے کوئی الجھن نہیں پیدا ہوئی تھی۔ جب تک دعویٰ اس کے کان تک تھا اس وقت تک اسے کوئی الجھن نہیں پیدا ہوئی تھی۔ **لاالہ الا اللہ** کا منکر شیطان کبھی نہیں تھا۔ **لاالہ الا اللہ** کا منکر وہ پہلے ہی سے ہوتا تو گروہ ملائکہ میں کیسے شامل کیا جاتا۔ **لاالہ الا اللہ** کا اگر وہ پہلے ہی سے منکر ہوتا تو جنت کی ہوائیں کیسے اُس تک پہونچ سکتیں۔ **لاالہ الا اللہ** کا منکر وہ کبھی نہ تھا۔ جب امتحان کی منزل آئی تو کہا گیا تم دعویٰ **لاالہ الا اللہ** کو دلیل **محمد رسول اللہ** کی روشنی میں مانتے ہو کہ نہیں' وہ انکار کر گیا۔ ظاہر ہو گیا کہ **محمد رسول اللہ** دلیل اور **لاالہ الا اللہ** دعویٰ ہے۔ لہذا جو دلیل کا منکر ہوا وہ دعوے کا منکر سمجھا گیا۔ قرآن نے بھی یہی انداز اختیار کیا ہے۔ دلیل کو پہلے منوایا ہے ﴿**اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ**﴾ اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کا اِدّعا رکھتے ہو' میری اتباع کرو۔ میری پیروی کرو' محبت ہو خُدا سے' پیروی ہو

مصطفیٰ کی۔ امتحان ایسا ہی لیا جا تا ہے۔ یہ تو ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خُدا کی محبت کا دعویٰ کرے مگر رسول کی محبت کا دعویٰ نہ کرے۔ مگر ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی محمد رسول اللہ کو مانے اور اللہ تعالیٰ کو نہ مانے۔ ایسی کوئی نظیر ہی نہیں مل سکتی' ایسی کوئی مثال ہی نہیں مل سکتی۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی رسول کو چاہے اور اللہ تعالیٰ کو نہ چاہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی صحابہ اور اہلبیت کو چاہے اور رسولِ خُدا کو نہ چاہے۔ یہ ناممکن ہے کہ ائمہ مجتہدین کو ماننے والا صحابہ وتابعین کو نہ مانے۔ یہ ناممکن ہے کہ غوث جیلانی' خواجہ اجمیری' داتا گنج' حضرت شاہ نقشبند اور بزرگانِ دین کو ماننے والا امام اعظم' امام شافعی' امام مالک' امام احمد بن حنبل کو نہ مانے۔

ظاہر ہو گیا کہ دعوے کو نہ ماننے والا اس کی دلیل ہی میں الجھا کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے ﴿بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ﴾ یہ تمہارے رب کی دلیل ہے۔ اب اس دلیل کو توڑنے کے لئے یا تو رب تعالیٰ کے برابر علم لے آ ویا رب تعالیٰ سے بڑھ کر علم لے آؤ' اور جب دونوں چیزیں محال ہیں تو اس دلیل کے اندر عیب ونقص کا ہونا بھی محال ہے۔ اس لئے کہ یہ رب تعالیٰ کی دلیل ہے۔ بتاؤ اگر قادر مطلق یہ چاہے کہ اس کی دلیل ٹوٹنے نہ پائے تو کون توڑ سکے گا۔ جسے خُدا سنوارے اُسے کون بگاڑ سکتا ہے۔ ﴿بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ﴾ یہ تمہارے رب کی دلیل ہے۔ تم بگاڑنے کی کوشش کرو گے لیکن نہیں بگاڑ سکو گے۔ تمہارا مقدر تو بگڑ سکتا ہے مگر یہ دلیل نہیں بگڑ سکتی۔۔۔ تو **لاالہ الا اللہ** اسلام کا دعویٰ ہے اور **محمد رسول اللہ** اس کی دلیل ہے۔ اسی لئے دلیل کو سمجھایا جاتا ہے۔

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ نہیں کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ صحابہ کرام نے بھی یہی پڑھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

تابعین نے بھی یہی پڑھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ہم بھی یہی پڑھ رہے ہیں کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ قیامت تک آنے والا ہر مومن یہی پڑھے گا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ لفظ 'ہیں' یہ بتا رہا ہے کہ وہ موجود ہیں۔ یہ تو کلمہ اس کا ہے جو رسول کے وجود کو مانتا ہو اور جو نہیں مانتا اُسے چاہیے کہ مُردوں والا کلمہ پڑھے۔ یہ تو زندوں والا کلمہ ہے۔ **لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ۔۔۔۔۔ بتاؤ اس سے بڑھ کر اور نفاق کیا ہوگا کہ کہتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور مانتے ہیں محمد اللہ کے رسول تھے۔ارے کم سے کم زبان کو دل کے مطابق تو کرلو۔

نام محمد (ﷺ) سے مدد : اچھا ایک بات اور بتلاؤں کہ حضور ﷺ ہماری نگاہوں سے روپوش ہوگئے کہ نہیں ہوگئے؟ مگر ایک بات بتلاؤ کہ اگر کوئی آج کفر کی حالت سے نکلنا چاہے اور صرف **لاالہ الا اللہ** کی تکرار کرے' کیا وہ مسلمان ہوگا؟ ہرگز نہیں۔ اس کے بعد کہنا پڑے گا **محمد رسول اللہ** یہ کہنا تھا کہ ظلمت سے نکلا اور نور میں پہونچ گیا۔ دیکھو کہ نام محمد نے مدد کیا کہ نہیں کیا؟ قیامت تک مدد کرے گا کہ نہیں کرے گا؟ نام کا یہ حال ہے تو ذات کا کیا حال ہوگا۔ ظلمت سے نکل کر ہدایت میں آجاؤ۔ مدد کیا کہ نہیں کیا؟

توحید و رسالت :

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کلمہ توحید کہتے ہیں حالانکہ اس کلمہ طیبہ میں توحید اور رسالت کا سبق ہے۔ **لاالہ الا اللہ** کا مطلب ہے' نہیں ہے کوئی معبود اللہ تعالیٰ کے سوا' نہیں ہے کوئی الوہیت والا اللہ تعالیٰ کے سوا' نہیں ہے کوئی الٰہیت والا اللہ تعالیٰ کے سوا۔ ظاہر ہوگیا کہ میرا خُدا وہ ہے جو اپنی الوہیت میں وحدہ لاشریک ہے۔مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کا نام کلمہ توحید کیوں رکھا؟ کلمہ رسالت

کیوں نہیں رکھا؟ کلمہ توحید ورسالت کیوں نہیں رکھا؟ **لاالہ الا اللہ** میں بھی توحید ہے اور **محمد رسول اللہ** میں بھی توحید ہے۔ **لااله الا الله** نے ہمیں یہ سمجھایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی الٰہیت اور الوہیت میں لاشریک ہے اور **محمد رسول اللہ** نے سمجھایا کہ حضور ﷺ اپنے کمالات رسالت ونبوت میں وحدہ لاشریک ہے۔تو وہاں توحید الٰہیت ہے اور یہاں توحید رسالت ہے۔ معلوم ہوا کہ مشرک کی دو قسمیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی کو شریک کرے وہ بھی مشرک' اور جو رسول کی ذات وصفات میں کسی غیر رسول کو شریک کرے وہ بھی مشرک۔

لااله الا الله دعوت ہے **محمد رسول الله** داعی ہیں۔ **لااله الا الله** کا پیغام رکھنے سے پہلے رسول نے اپنے کو سمجھایا اور اپنے کو منوایا۔ حضور ﷺ نے چالیس سال تک خاموش اور مثالی زندگی گزاری اور اس کے بعد فاران کی چوٹی سے اپنی قوم کو بُلایا اور پوچھا کہ تم مجھ کو کیا سمجھتے ہو۔ سب نے کہا' صادق وامین۔ سچے دیانتدار ...... الغرض بہت تعریف کردی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب سچا سمجھتے ہو تو اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر ہے جو تمھیں تباہ کردینا چاہتا ہے۔ میرے کہنے سے مانو گے۔ سب نے کہا کہ آپ کبھی جُھوٹ نہیں بولے' آپ کہیں گے تو ہم مان لیں گے۔ میرے رسول نے فرمایا کہ جب میرے کہنے سے تم بن دیکھے لشکر کو مان رہے ہو' تو میرے ہی کہنے سے بے دیکھے خُدا کو مان لو۔ **قولوا لااله الا الله تفلحوا** ... **لااله الا الله** کہو' فلاح پاجاؤ گے۔حضور ﷺ نے **لااله الا الله** کی دعوت پیش کرنے سے پہلے اپنی ذات کو سمجھایا اور منوایا۔ اس لئے کہ **لااله الا الله** دعوت ہے **محمد رسول الله** داعی ہیں۔ **لااله الا الله** ہدایت ہے **محمد رسول الله** ہادی ہیں **لااله الا الله** ذکر ہے **محمد رسول الله** ذاکر ہیں۔

لااله الا الله ارشاد ہے **محمد رسول الله** مُرشِد ہیں۔ **لااله الا الله** کلام ہے **محمد رسول الله** متکلم ہیں ۔۔۔ جو داعی کو نہ مانے گا وہ دعوت کو کیا مانے گا۔ جو ہادی کو نہ مانے گا وہ ہدایت کو کیا مانے گا۔ جو قائل کو نہ مانے گا وہ قول کو کیا مانے گا۔ جو ذاکر کو نہ مانے گا وہ ذکر کو کیسے مانے گا۔

لااله الا الله یہ رسول کا ذکر ہے اور **محمد رسول الله** یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

لااله الا الله یہ رسول کا کلام ہے اور **محمد رسول الله** یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ قرآن نے بھی کہا ہے : اے محبوب ﴿**قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ**﴾

اے محبوب تم کہو کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، تم کہو کہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، تم کہو کہ نہ وہ کسی کی اولاد نہ اُس کی کوئی اولاد ہے وہ ﴿ **لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ** ﴾ ہے۔ تم کہو یعنی یہ تمہاری بات بنے۔ مرضی الٰہی یہ ہے کہ اے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کلام تو ہمارا ہو اور زبان تمہاری :

قل کہہ کے اپنی بات بھی منہ سے ترے سُنی — اتنی ہے گفتگو ترے اللہ کو پسند!

ہماری صفات تو تم دُنیا کو بتاؤ۔ اور فرما دو ﴿**اَللّٰهُ اَحَدٌ**﴾ اور تمہاری صفات ہم ارشاد فرماتے ہیں ﴿**مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ**﴾

لااله الا الله تم کہو **محمد رسول الله** میں کہوں۔ جو **لااله الا الله** کہے گا وہ سُنتِ مصطفیٰ ادا کرے گا اور جو **محمد رسول الله** کہے گا وہ سُنتِ کبریا ادا کرے گا۔ جب تک سنت مصطفیٰ نہ پاؤ گے تمہیں آگے بڑھنے کی اجازت نہ ملے گی۔ اگر کوئی انسان آپ کی غلامی کے بغیر ہماری صفات کو جانے مانے، ہرگز عارف یا موحد نہیں۔ جب تک کہ آپ کی بتائی ہوئی توحید آپ کے دامن پاک سے لپٹ کر نہ مانے۔

رسالت کی دستگیری کے بغیر صحیح توحید حاصل نہیں ہوتی۔

جب تک انسان دلیل کو نہیں سمجھتا، دعوے پر ایمان نہیں لاتا۔ جب جادوگروں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا تب معجزہ نے جادو کو شکست دی تھی اور اس کے بعد نتیجے میں وہ جادوگر ایمان لا رہے ہیں﴿اٰمَنَّا رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ٗ رَبِّ مُوْسٰی وَھَارُوْنَ﴾ ہم رب العالمین پر ایمان لائے جو موسیٰ و ہارون کا رب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ و کمال دیکھا اور ایمان لا رہے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب پر۔ معلوم ہوا کہ یہ دلیل وہ دعویٰ۔ جو دلیل کو مانتا ہے اس کو دعوے کو ماننا پڑے گا۔ اور جب تک تم دلیل سے دور رہو گے دعویٰ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دلیل کو سمجھ لیا تو دعوے کو ماننا پڑ گیا۔

غزوہ بدر کے بعد کا واقعہ ہے صفوان ابن امیہ اور عمیر ابن وہب یہ دونوں حطیم کعبہ کے پاس بیٹھے کچھ گفتگو کر رہے تھے۔ اُن دونوں کے سوا کوئی تیسرا نہیں ہے۔ عمیر کا لڑکا وہب جنگ بدر کے قیدیوں میں جا چکا ہے عمیر اپنے اضطراب و بے چینی کا اظہار کر رہا ہے کہ اگر میں اہل وعیال والا نہ ہوتا اگر میرے اوپر بارِ قرض نہ ہوتا تو میں محمد عربی کا کام تمام کر دیتا۔ صفوان ابن امیہ نے کہا کہ ہم تمھارے بچوں کی کفالت کا عہد کرتے ہیں تمہارے قرض کو ادا کر دیں گے۔ مگر اس راز کو کسی تیسرے پر ظاہر نہ کرنا۔ منصوبے کے تحت عمیر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے۔ سرکار رسالت ﷺ نے پوچھا کہ عمیر تم کس لئے آئے ہو؟ تو کہا کہ اپنے بچے کی رہائی کی درخواست لے کر آیا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں اور صفوان ابن امیہ میں یہ بات نہیں ہوئی؟ مکے کے اندر، کعبے کے قریب، حطیم کے پاس؟ کیا اس نے تمھارے بچوں کی کفالت نہیں لی؟ کیا اُس نے تمہارے قرض کو ادا کرنے کا

وعدہ نہیں لیا؟ سُنو عمیر۔ تمہارے اور میرے مابین خُدا کا ارادہ حائل ہے۔ تم مجھے کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے۔ اتنا سُننا تھا کہ عمیر کے دماغ میں ایک عجیب انقلاب پیدا ہوگیا۔ ایک تحریک پیدا ہوئی کہ بات تو ہوئی تھی مکے میں' مدینے والے نے کیسے جان لیا۔ بات تو ہوئی تھی دو میں' تیسرے نے کیسے جان لیا۔ فوراً پڑھا ﴿**اشهد ان لااله الا الله وحده لاشريك له' واشهد ان محمدا عبده' ورسوله**﴾ کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اب میں تم سے ایک سوال کروں کہ حضرت عمیر کو جو ایمان کی دولت ملی' اس کی تحریک کہاں سے پیدا ہوئی؟ اس کا محرک کون تھا؟ کس نے یہ انقلاب پیدا کیا کہ ایمان لاؤ؟ یہی بات تو تھی کہ رسول نے غیب کی بات بتادی۔ ان کے دل میں ایمان کی تحریک پیدا ہوگئی۔ رسول کے علم غیب کو جب انھوں نے سمجھ لیا تو وہ ایمان لانے مجبور ہوگئے۔ زمانہ کتنا بدل چکا ہے۔ کبھی رسول کے علم غیب کو لوگ مان کر مومن بنتے تھے۔ آج انکار کر کے ایمان کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ تو دیکھو جب تک عمیر' رسول سے دور تھے ایمان نہ لاسکے۔ **لااله الا الله** کو مان نہیں سکے اور جب قریب ہوگئے تو مان لیا۔ ظاہر ہوگیا **لااله الا الله** دعویٰ ہے اور **محمد رسول الله** دلیل۔ جب تک تم دلیل کو نہیں سمجھو گے' دعوے کو نہیں مان سکتے۔

دلیل کی کیفیت:

دلیل کا کام اطمینان دینا ہے اور دعوے کا کام ہے اضطراب دینا' بے قراری دینا ۔۔۔ ہم نے ایک دعویٰ کیا' آپ پریشان ہوگئے۔ یہ کیسے؟ ہم نے دلیل دے دیا۔ آپ دلیل سے مطمئن ہوئے اور معاملہ سمجھ گئے۔ دعوے نے مضطرب بنادیا' دلیل نے سکون دیا۔

حدیث میں ہے کہ جب عرش پر **لاالہ الا اللہ** لکھا گیا تو ہیبت جلال الٰہی سے عرش کانپنے لگا اور جب **محمد رسول اللہ** لکھ دیا گیا تو اس کو سکون ہو گیا۔ دعوے کا کام مضطرب کر دینا، دلیل کا کام ہے سکون دے دینا۔ ہر ہر منزل میں دیکھو۔ دعویٰ اگر اضطراب دیتا ہے تو دلیل سکون بخشتی ہے۔

انسان کے ساتھ نزع کی کیفیت بہت سخت مرحلہ ہے۔ علماء یہ کہتے ہیں کہ بس ایسا محسوس کرو کہ ببول کے کانٹے پر بھیگی ہوئی ہلکی چادر ڈال کر کھینچ لو تو ریشے ریشے کی حالت خراب نظر آتی ہے عجیب وغریب کیفیت ہوگی۔ ایسا محسوس ہوگا جیسے جسم کے ہر حصے سے کوئی کانٹے کو کھینچ رہا ہو۔ میرے رسول نے کیا کہا؟۔ مومن کی روح ایسا نکلے گی جیسے پُھول سے خوشبو نکل جاتی ہے۔ دعوے نے تو بہت ہیبت دے دی تھی۔ دلیل نے سکون دے دیا۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ ایک بزرگ نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو پوچھ لیا، حضور نزع کی تکلیفیں تو بہت ہیں مگر آپ کہتے ہیں کہ روح ایسا نکلے گی جیسے پُھول سے خوشبو نکل جائے۔ سرکار آپ کا یہ کلام بلاغت نظام ہماری سمجھ میں نہ آسکا۔ سرکار رسالت ﷺ نے فرمایا سورہ یوسف میں غور کرو۔ جب انھوں نے سورہ یوسف دیکھا تو یہ منظر اُن کے سامنے آیا کہ جمال یوسفی، مصر کی عورتوں کے سامنے بے حجاب ہوا تو سارے ہوش وحواس اُن کے جمال یوسفی میں گم ہو گئے۔ اور انھوں نے نیموں کے بجائے اپنی انگلی کاٹ لی۔ جب کوئی انگلی کاٹتا ہے تو تکلیف ہوتی ہے مگر یقین جانو کہ مصر کی عورتوں کو احساس بھی نہ ہوا۔ بات یہ ہے کہ ان کے حواس جمال یوسفی میں گم ہو گئے تھے ۔۔ درد ہوا لیکن محسوس نہ ہوا۔ تکلیف ہوئی، احساس نہ ہوا۔۔ سارے احساس ادھر متوجہ ہو گئے۔

رسول اپنے کرم سے فرمانا چاہتے ہیں کہ جب مومن کی روح نکلے گی تو جمال مصطفےٰ

نگاہوں کے سامنے ہوگا سارے ہوش وحواس گم ہو جائیں گے رُوح نکل جائے گی پتہ نہ چلے گا۔ دَرد ہوگا محسوس نہ ہوگا۔ تکلیف ہوگی' احساس نہ ہوگا۔۔ **لااله الا الله** نے ایک اضطراب پیدا کیا تھا جمال مصطفیٰ نے سکون دے دیا۔ دلیل کا کام ہی سکون دینا ہے۔ جہاں دعوے کا جلال و ہیبت ہو' وہاں دلیل جمال ورحمت ہو۔ مگر ایک بات خیال رہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ رسول ہمارے سامنے آ سکتے ہیں انھیں کے سامنے آئیں گے ۔۔۔اور جو کہتے ہیں کہ نہیں آ سکتے' معلوم ہوتا ہے نزع کی ساری تکلیفیں انھیں کے لئے مقدر ہو چکی ہیں۔ دوسری منزل قبر کی ہے وہاں بھی جہاں دعویٰ ہے وہیں دلیل ہے۔

حشر کا منظر : قیامت کے دن رسول کبھی جہنم کے دروازے پر دکھائی دے رہے ہیں کبھی پُل صراط پر ہیں کبھی میزان کے سامنے ہیں۔ بیٹھ کر تاجداروں کی طرح یہ حکم نافذ کر سکتے تھے۔ اے ملائکہ دیکھو' میرا کوئی اُمتی اگر جہنم میں جائے اس کو نکالنے کا بندوبست کرو۔ میزان کی بھی خبر رکھو۔ پل صراط کو دیکھو' مگر ایسا نہیں کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ میرے رسول کو تو ایک عجیب منظر پیش کرنا ہے۔ انھیں جہنم کے دروازے پر بھی رہنا ہے انھیں پل صراط پر بھی رہنا ہے انھیں میزان کے پاس بھی رہنا ہے۔ صرف حکم دینے پر وہ اکتفا نہیں فرما رہے ہیں۔ اس لئے کہ جب میری اُمت کے گنہگار جہنم کی طرف لائے جائیں گے اس وقت ان کے قدم ڈگمگا رہے ہوں گے ان کے دل میں اضطراب ہوگا اور جب جہنم کے دروازے پر مجھے دیکھیں گے تو انھیں سکون ہو جائے گا۔ میرا نکالنے والا تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ میرا بچانے والا تو پہلے ہی سے موجود ہے **لااله الا الله** نے بے قرار کیا تو **محمد رسول الله** نے اطمینان دے دیا۔ دلیل کا کام ہی اطمینان دینا ہے۔ ایسے ہی جب تم گناہوں

کی گٹھری کو لے کر لرزتے ہوئے قدم' دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ میزان کی طرف بڑھو گے تو کتنی پریشانی ہوگی؟ کتنا اضطراب ہوگا؟ مگر وہاں تم رسول کو دیکھ لو گے تو تمھیں اطمینان ہو جائے گا کہ رحمۃ للعالمین تو پہلے ہی سے موجود ہے۔ جب تم پُل صراط سے گزر رہے ہوں گے اس وقت تمھارے قدم' تمھاری لغزش کا کیا عالم ہوگا؟ مگر جب تم رسول کو دیکھ لو گے تمہیں اطمینان ہو جائے گا کہ اب میری لغزش پا مجھے گرا نہیں سکتی' میرا بازو تھامنے والا پہلے ہی سے موجود ہے۔۔۔ جہاں جہاں دعوے کا جلال ہے وہاں وہاں دلیل کا جمال ہے۔ جہاں جہاں دعوے کی ہیبت ہے وہاں وہاں دلیل کی رحمت ہے۔ **لااله الا الله** دعویٰ ہے اور **محمد رسول الله** دلیل ہے۔

کلمہ طیبہ کا ذکر: کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہر طرح کی مشکل و پریشانی کو رفع کرنے کے لئے بہترین وِرد ہے اگر کوئی غیر مسلم صدقِ دل سے کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے تو کفر کی ضلالت وظلمت اس سے دُور ہو جاتی ہے۔ اس کے قلب سے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں اور قلب منور ہو جاتا ہے اسلام کی ابدی روشنی اس کے سینے میں سما جاتی ہے جس کے اُجالے میں وہ اپنی ہر مشکل کو دور کرتا جاتا ہے اور یہ یقیناً کلمہ طیبہ کی برکت سے ہے۔ کلمہ طیبہ ہر مسلمان مرد وعورت کے لئے نہ صرف دُنیا میں باعثِ رحمت و برکت ہے بلکہ قبر وحشر میں بھی کلمہ طیبہ ہر مشکل کو حل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پاک کلمہ کی برکت سے ہر ایک کی مشکل کو حل فرماتا ہے پریشانی وگھبراہٹ دُور فرماتا ہے ہر نیک اور جائز حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ کلمہ طیبہ کا وِرد بیماروں اور پریشان حال افراد کے لئے بہت ہی فائدہ مند ہے۔

کلمہ طیبہ جس کو کلمہ توحید بھی کہا جاتا ہے جس کثرت سے قرآن پاک اور حدیث شریف میں ذکر کیا گیا ہے شاید ہی اس کثرت سے کوئی دوسری چیز ذکر کی گئی ہو اور جب کہ

اصل مقصود تمام شرائع اور تمام انبیاء کی بعثت سے توحید ہی ہے تو پھر جتنی کثرت سے اس کا بیان ہو وہ قرین قیاس ہے۔ کلام پاک میں مختلف عنوانات اور مختلف ناموں سے اس پاک کلمہ کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ کلمہ طیبہ' قول ثابت' کلمہ تقویٰ' **مقالید السمٰوٰت والا رض** (آسمانوں اور زمینوں کی کنجیاں) وغیرہ الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے احیاء العلوم میں نقل کیا ہے کہ یہ کلمہ توحید ہے کلمہ اخلاص ہے۔ کلمہ تقویٰ ہے۔ کلمہ طیبہ ہے۔ **عروۃ الوثقٰی** (مضبوط حلقہ) ہے۔ دعوۃ الحق ہے۔ ثمن الجنتہ ہے۔ چونکہ یہ کلمہ دین کی اصل ہے ایمان کی جڑ ہے اس لئے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی۔ ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دُنیا کے وجود کا مدار اسی کلمہ پر ہے چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والا کوئی زمین پر ہو۔ دوسری حدیثوں میں آیا ہے کہ جب تک کوئی بھی اللہ اللہ کہنے والا روئے زمین پر ہو قیامت نہیں ہوگی۔

کلمہ توحید کا اقرار وتصدیق : انسانوں میں کلمہ طیبہ کی تصدیق اور قرار کا سلسلہ عالم ارواح ہی سے شروع ہوا اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ﴾ (الاعراف/۱۷۲) اور اے محبوب ! یاد کرو جب تمہارے رب نے بنی آدم کی پشت سے اُن کی نسل نکالی اور انھیں خود اُن پر گواہ بنا کر پوچھا: کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا' ہاں۔ ہم اس پر گواہ ہوئے یہ اس لئے کیا کہ کہیں قیامت کے روز یہ نہ کہہ دیں کہ ہمیں اس بات کی خبر نہ تھی۔

یہ ہے وہ اقرار جو ہر رُوح نے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ سے کیا تھا کہ اے اللہ تیرے سوا ہمارا کوئی رب نہیں ۔یعنی تو ہی پالنے والا ہے پیدائش سے لے کر موت تک کی زندگی کی بقاء کا سامان مہیا کرنے والا ہے۔تو ہی ہمیں روزی دینے والا ہے۔تو ہی ہماری حفاظت کرنے والا ہے۔پس جب انسان کی بقاء کے لئے اللہ کی رحمت درکار رہے تو پھر ہر قسم کی حمد وثنا اور عبادت کا مستحق بھی اللہ ہی ہے اس کے سوا کسی اور کو معبود نہ مانا جائے۔اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے سب سے پہلے کلمے ہی کا اقرار لیا ہے۔

مسند احمد میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں اس طرح مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا (دست قدرت)۔تو قیامت تک پیدا ہونے والی رُوحیں نکل آئیں تو اُن کی الگ الگ جماعتیں مقرر فرما دیں ۔ نبیوں کی الگ، ولیوں کی الگ، مسلمانوں کی الگ، کافروں کی الگ، نیکوں کی الگ، اور بدوّں کی الگ الگ جماعتیں مقرر کر کے ہر ایک کی ویسی ہی صورت بنائیں جیسی کہ دُنیا میں بنانا تھیں ۔ پھر ہر ایک کو بولنے کی قوت اور طاقت دی۔تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا **الست بربکم** ۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: ہاں تو ہمارا رب و مالک ومختار ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ساتوں آسمانوں اور زمینوں اور تمہارے باپ آدم کو تم پر گواہ بنا تا ہوں کہ تم نے میری ربوبیت کا اقرار کرلیا ہے ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو ہمیں خبر نہیں تھی کہ ہم اس سے ناواقف تھے۔ **اعلموا انه لا اله غيری** ۔ یقیناً جان لو کہ میرے علاوہ کوئی عبادت کا مستحق نہیں ۔اور نہ میرے علاوہ کوئی رب ہے۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اس قول واقرار کے یاد دلانے کے لئے نبیوں اور رسولوں کو بھیجوں گا اور تم پر اپنی کتابیں بھی نازل کروں گا۔ اس پر تمام انسانوں کی رُوحوں نے کہا۔ہم سب نے اقرار کیا

اور کہا لا الــہ لـنـا غیرك تیرے سوا ہمارا کوئی معبود نہیں۔ یہ تھا وہ وعدہ جو انسانی رُوحوں نے عالم ارواح میں اللہ تعالیٰ سے کیا۔

تمام انبیاء کی دعوت کلمہ طیبہ ہے :

اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی ترویج اور اشاعت کے لئے اپنے نبیوں اور رسولوں کے بھیجنے کا سلسلہ جاری کیا اور ہر نبی نے کلمہ طیبہ کی دعوت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَیْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ (الانبیاء/۲۵) اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہ بھیجا مگر یہ کہ ہم اس کی طرف وحی فرماتے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری ہی عبادت کرو۔

کلمہ کی یہ دعوت کوئی انوکھی دعوت نہیں ہے بلکہ نبوت و رسالت کا سلسلہ جب سے شروع ہوا ہے اور جو حضرات اس منصب پر فائز ہوئے ہیں سب نے اپنے اپنے زمانہ میں اپنے اپنے قبیلوں اور قوموں کو یہی دعوت دی ہے۔

ہر نبی پر وحی آتی تھی نبوت کے لئے وحی لازم و ضروری ہے یہاں رسول سے مراد نبی ہیں کبھی نبی اور رسول میں فرق ہوتا ہے اور کبھی ایک دوسرے کے معنی میں آتے ہیں۔

سارے انبیاء عقائد میں متفق ہیں، اعمال میں فرق ہے۔ کسی نبی کے دین میں شرک جائز نہیں ہوا۔عقیدۂ توحید میں سر موکوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے زمانے میں اپنی قوم کو کلمہ طیبہ کی دعوت دی۔ قرآن مجید میں اُن کی دعوتِ حق کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ﴾ (الاعراف/۵۹) بے شک ہم نے نوح

کواس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں بے شک مجھے تم پر بُرے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

اللہ تعالیٰ جس طرح انسان کی حیات ظاہری کی بقاء اور اس کی توانائیوں کی نشو ونما کے لئے ہر ضرورت کے وقت بارش نازل فرماتا ہے اور اس سے ہر چیز اپنی استعداد کے مطابق استفادہ کرتی ہے اسی طرح انسان کی روحانی زندگی کے لئے بھی رسالت کا ابر رحمت بارہا آمڈ کر آیا۔ اس سے ہدایت ربانی کی بارشیں برسیں اور نیک فطرت لوگ اس سے مستفید ہوئے اور بدفطرت لوگ انبیاء کی مخالفت اور عداوت پر اتر آئے اور طرح طرح کی حجت بازیوں کے باعث اس نعمت سے اپنے آپ کو محروم کر دیا۔ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو اے میری قوم کے محبت بھرے کلمات سے خطاب فرما رہے ہیں تا کہ ان میں یہ احساس بیدار کیا جائے کہ میں کوئی بیگانہ اور اجنبی نہیں ہوں بلکہ ہم سب ایک ہی قوم کے فرد ہیں اور جب ہمارا نفع ونقصان عزت وذلت ایک ہے تو کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ میں صحیح راہ سے تمہیں ہٹا کر غلط راستے پر ڈال دوں گا۔ آپ نے سب سے پہلے انھیں شرک کی پستیوں سے نکل کر توحید کی رفعتوں کی طرف آنے کی دعوت دی اور انھیں بتایا کہ اس ذات پاک کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ نوری وناری آبی وخاکی سب اس کی مخلوق ہیں اور اس کے حکم کے سامنے سرافگندہ ہیں جب اس کے بغیر اور کوئی خدا نہیں تو اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت کی جائے تو آخر کیوں؟

حضرت ہود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قوم عاد کی طرف بھیجا اور انھوں نے بھی اپنی قوم سے کہا کہ ایک خدا کو مانو اور اسی کی عبادت کرو اُن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔

﴿وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ ﴾ (ہود/۵۰) اور عاد کی طرف (ہم نے) اُن کے مشفق ہم قبیلہ ہود کو (بھیجا) انہوں نے فرمایا اے میرے (مخاطب، مشرک) لوگو اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ نہیں ہو تم مگر (اللہ پر شریک کا) بہتان باندھنے والے۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کا نام عاد تھا۔ قوم طرح طرح کی برائیوں کے علاوہ شرک کی گمراہی میں بھی مبتلا تھی۔ انھوں نے مختلف کاموں کے لئے الگ الگ دیوتا مقرر کر رکھے تھے اور ان ہی کی وہ پوجا کیا کرتے تھے۔ اپنے خالق سے ان کا رشتہ منقطع ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا انھیں خیال بھی نہیں آتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا نبی آتا ہے انھیں دعوتِ حق بھی دیتا ہے اپنی صداقت کی ایک عقلی دلیل بھی پیش کرتا ہے اور اس گمراہی کے اثرات بد سے بچنے کا طریقہ بھی بتاتا ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا سبق دیتے ہیں اور جھوٹے خداؤں سے قطع تعلق کی تلقین فرماتے ہیں فرمایا ﴿ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ ﴾ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ یہ مٹی پتھر کے بت بھی کبھی خدا بن سکتے ہیں، یہ تمہاری من گھڑت باتیں ہیں جو ہرگز توجہ کے لائق نہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود کی طرف مبعوث ہوئے۔ انھوں نے بھی اپنی قوم کو کلمہ حق کی دعوت دی اور قوم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیوں کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔

﴿وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰیَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾ (الاعراف/۷۳) اور قوم ثمود کی

طرف اُن کی برادری سے صالح علیہ السلام کو بھیجا' کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں' بے شک تمہارے پاس رب کی طرف سے روشن دلیل آئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اُسے چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھانے اور اُسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔

حضرت شعیب علیہ السلام مدین کی طرف' اللہ تعالیٰ کے پیغمبر مبعوث ہوئے۔ انھوں نے بھی اپنی قوم کو کلمہ طیبہ کی دعوت دی ہے ان کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴾ (ہود/۸۴) اور مدین کی طرف اُن کے ہم قوم شعیب علیہ السلام کو بھیجا (آپ نے) کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور مجھے تم پر گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام کو حسن خطابت کی وجہ سے خطیب الانبیاء کہا جاتا ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے خطبہ میں دو باتیں ارشاد فرمائی' پہلی یہ کہ اپنے خدا کی عبادت کرو اور من گھڑت خداؤں کی پوجا سے باز آجاؤ' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' دوسری بات آپ نے ارشاد فرمائی کہ کاروبار میں بددیانتی چھوڑ دو۔ ہر قوم اپنے مخصوص حالات اور ماحول کی وجہ سے مخصوص اخلاقی کمزوریوں میں مبتلا ہوتی ہے۔ اہل مدین کیونکہ ایک بین الاقوامی منڈی میں آباد تھے اور کاروبار میں بڑی

مہارت رکھتے تھے اس لئے اُن میں وہی کمزوریاں پوری شدت سے رونما ہوئیں جو عام طور پر اس ماحول کی پیداوار ہوتی ہیں۔ ناپ اورتول میں خیانت لیتے وقت زیادہ ناپنا اور زیادہ تولنا' اور دیتے وقت کم ناپنا اور تولنا آپ نے اسی حرکت سے انھیں باز رہنے کی تلقین فرمائی کہ کاروبار میں بددیانتی چھوڑ دو' پورا تولو' پورا ناپو' اسی میں تمہارا بھلا ہے ورنہ فتنہ وفساد کی آگ بھڑک اٹھے گی اور تم پر قہر خداوندی نازل ہوگا۔

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بت پرست قوم کو ان الفاظ میں کلمہ طیبہ کی دعوت دی۔

﴿وَاِبْـرَاهِيْـمَ اِذْ قَـالَ لِـقَـوْمِهِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَـعْـلَـمُـوْنَ ۚ اِنَّـمَـا تَـعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّتَـخْـلُقُوْنَ اِفْكًا ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ تَـعْبُـدُوْنَ مِـنْ دُوْنِ الـلّٰـهِ لَايَـمْـلِـكُـوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَعْبُـدُوْهُ وَاشْـكُـرُوا لَـهٗ ۚ اِلَيْـهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (العنکبوت/۱۶۔۱۷) اور ابراہیم کو یاد کرو جب آپ نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس سے ڈرو اس میں تمہارا بھلا ہے اگر تم حقیقت جانتے ہو' تم اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو پوجتے ہو اور نرا جھوٹ گڑھتے ہو۔ بیشک وہ جنھیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو' تمہاری روزی کے کچھ مالک نہیں' تو اللہ تعالیٰ کے پاس رزق ڈھونڈو اور اس کی بندگی کرو اور اس کا احسان مانو' تمھیں اس کی طرف پھرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور مقام عبدیت کی رفعتوں تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اسی میں انسانی عظمت کا راز مضمر ہے یہی کمال انسانیت ہے کہ انسان اپنی حقیقت کو سمجھ لے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان اسے حاصل ہو جائے۔ اے خود فراموشو کہاں مارے مارے پھر رہے ہو۔ اس نے بن مانگے جن گراں بہا نعمتوں' زندگی' صحت

وغیرہ سے تمہیں سرفراز فرمایا ہے ان کا شکریہ ادا کرو۔ وہ ان نعمتوں سے بھی اعلیٰ نعمتوں کے خزانے تمہارے لئے کھول دے گا۔

اگر عمر بھر اپنے معبود برحق سے منہ موڑے رہے اور دنیا کی فانی لذتوں کے حصول میں ہی مگن رہے تو یاد رکھو تمہیں ایک دن اس کے حضور میں پیش کیا جائے گا اس دن تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر جو فرمایا کرتے تھے وہی سچ تھا۔

﴿قَالَ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الاعراف/۱۴۰)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا ورکوئی خدا تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہیں سارے جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

قوم موسیٰ کو جب فرعون سے نجات ملی اور وہ صحرائے سینا میں آئی تو وہاں انھوں نے ایک بت پرست قوم کو دیکھا جو بت بنا کر پوجتی تھی تو اس پر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمارے لئے بھی ایک خدا بنا دو' تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو سمجھایا کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمہارے لئے کوئی اور معبود تلاش کروں یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی سچا معبود نہیں' اور میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو سر بلند کرنے کے لے آیا ہوں' اس لئے اس توحید پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت دی ہے۔ اپنے مسلک کی بڑی زوردار دلیل پیش فرمائی کہ میں اپنے خالق حقیقی کے سوا کسی غیر کی عبادت نہیں کرتا۔ فرمایا کہ انسان اشرف المخلوقات ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کو چھوڑ کر کسی اور شئے کو اپنا معبود بنالے جو مرتبہ میں اس سے کہیں حقیر اور کم تر ہے۔

((دنیا کی ساری قومیں' خاندان اور اُن کے افراد' اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہونے میں اور آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے میں سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

برتری اور بزرگی کا دارومدار وہ عمدہ صفات اور خوبیاں ہیں جن سے قوم یا فرد متصف ہوتا ہے۔ صرف کسی خاندان کا فرد ہونا یا کسی نسل سے ہونا کوئی معنیٰ نہیں رکھتا۔ ہدایت، علم وحکمت اور حکومت یہ تین ایسی چیزیں تھیں جو مجموعی طور پر اس وقت بنی اسرائیل کے علاوہ کسی اور قوم میں نہیں پائی جاتی تھیں۔ اس لئے ان کی بزرگی اور فضلیت مسلم تھی لیکن جب ضد اور تعصب کی وجہ سے انھوں نے پیغام ہدایت کو ٹھکرادیا اور اپنی خواہشات کی تسکین کے لیئے علم وحکمت کے آسمانی صحیفوں میں تحریف اور بگاڑ شروع کردیا، انبیاء کرام کی توہین اور بے ادبی کو اپنا پیشہ بنالیا اور بعض کو قتل بھی کردیا۔ ان کرتوتوں کی وجہ سے ان پر ذلت ومسکنت کی لعنت مسلط کردی گئی۔ گویا انھوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنی فضلیت کا گلا گھونٹ دیا اور اپنی بزرگی کا جنازہ نکال دیا۔ اب چونکہ ان فضائل اوصاف کی وارث امت مسلمہ تھی اس لئے فضلیت وکرامت کا تاج اس کے سر پر رکھ دیا گیا اور اسے ﴿ **کنتم خیر امة** ﴾ کا مژدہ سُنا دیا گیا۔ اس لئے امت مسلمہ پر بنی اسرائیل کی فضلیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا))

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے میں اپنے ساتھیوں کو کلمہ طیبہ کی تلقین فرمائی۔ قرآن پاک میں آپ کی اس دعوت کو یوں بیان کیا گیا ہے۔

﴿ **يٰصَاحِبَىِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَاتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآاَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۝ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۝ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ۝ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَايَعْلَمُوْنَ** ﴾ (یوسف/۳۹۔۴۰)

اے میرے قید خانہ کے دونوں ساتھیو، کیا جُدا جُدا رب اچھے یا ایک اللہ جو سب پر غالب۔ تم اس کے سوا نہیں پوجتے مگر نرے نام جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے

تراش لئے ہیں، اللہ نے اُن کی کوئی سند نہ اُتاری، حکم نہیں مگر اللہ کا، اُس نے فرمایا کہ اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو، یہ سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانے کے ساتھیوں کو صاف صاف بتا دیا کہ یہ مختلف قسم کے دیوی دیوتا جو تم نے بنا رکھے ہیں اور ان کو مختلف قسم کے اختیارات تفویض کر رکھے ہیں۔ یہ سب تمہاری خودساختہ باتیں ہیں جن کا حقیقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں۔ کائنات کی ہر چیز اللہ وحدہ لاشریک کے زیرِ نگین ہے۔ بلندیوں اور پستیوں میں اسی کا حکم نافذ ہے اسی واحد قہار کا یہ حکم ہے کہ اسی کی عبادت کی جائے اور اسی کو معبود برحق اور مالک حقیقی تسلیم کیا جائے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی بنی اسرائیل کو کلمہ طیبہ (ایک خدا کو معبود بنانے کی) دعوت دی۔ اُن کی دعوتِ حق کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيٓ اِسْرَآئِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوٰهُ النَّارُ ۚ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾

(المائدہ ۷۲/۵)

اور مسیح نے تو یہ کہا تھا اے بنی اسرائیل، اللہ تعالیٰ کی بندگی کرو جو میرا رب اور تمہارا رب ہے، بیشک جو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عیسائی اِلٰــہ مانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے۔ عیسائیوں کی بکواس خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم کے خلاف ہے (عیسائیوں میں یعقوبیہ اور ملکائیہ فرقہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کہتا تھا یہ لوگ حلول الوہیت کے

قائل تھے کہ عیسیٰ علیہ السلام میں الوہیت ایسی سرایت کی ہوئی ہے جیسے پھول میں رنگ وبو' اسی طرح شیعوں میں نصیریہ فرقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا کہتا ہے ان کا مطلب بھی یہی ہے) عیسائیوں کے دعویٰ کا بطلان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان سے کرایا جارہاہے۔ آپ فرماتے ہیں صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ کون اللہ؟ جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے۔ رب کا معنی ہے آہستہ آہستہ کسی چیز کو اس کی استعداد کے مطابق نقص سے کمال کی طرف' کمزوری سے قوت کی طرف پہنچانے والا۔ تو جب وہ مجھے مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تو پھر میں خدا کیسے ہوسکتا ہوں۔ خدا تو وہ ہے جو ہر نقص اور کمی سے پاک اور منزہ ہو۔ وہ کسی کے پاک کرنے اور منزہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔

اگر تم مجھے خدا سمجھو گے تو شرک کا ارتکاب کروگے اور جو شرک کرتا ہے وہ ظلم کرتا ہے اور اس روز ظالم کی امداد نہیں کی جائے گی اور میں بھی تم سے دست بردار ہوجاؤں گا۔

حضور سید المرسلین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ ﷺ نے بھی کلمہ طیبہ (اللہ تعالیٰ کی عبادت) کی دعوت دی ہے :

﴿قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (کہف/۱۱۰)

(اے پیکر رعنائی وزیبائی) آپ فرمائیے کہ میں بشر ہی ہوں تمہاری طرح' وحی کیجاتی ہے میری طرف کہ تمہارا معبود تو صرف ایک معبود ہے۔ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو تو اُسے چاہئے کہ وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔

﴿قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴾ (الانعام/۱۹) تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے اور میں بیزار ہوں اُن سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔

معبود تو وہ ہوسکتا ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور ہر چیز اس کی محتاج ہو' تمہارے یہ بنائے ہوئے معبود اور خدا تو سراپا احتیاج ہی احتیاج ہیں۔ ہاں میرا معبود جو زمین وآسمان کا خالق وہی وہ معبود برحق ہے جو ہر محتاج کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ ہر چیز کو رزق پہنچاتا ہے اور خود کسی چیز کا محتاج نہیں۔ نہ کھانے کا نہ پینے کا نہ کسی اور چیز کا' اب تم انصاف کرو معبود حقیقی کون ہے؟

ان تمام آیات قرآنی سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر حضور سید المرسلین رحمتہ اللعالمین ﷺ تک سب نبیوں اور رسولوں نے اہل دُنیا کو کلمہ طیبہ ہی کی دعوت دی ہے۔

﴿قُلْ هُوَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ مَتَابِ﴾ (الرعد/۳۰)

آپ فرمادیجئے کہ وہ میرا رب ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میری رجوع ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ اسی طرح رسول بنا کر بھیجے گئے تھے جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کی طرف اپنے رسول بھیجے تھے تو نبی مبعوث ہونے پر آپ نے قوم کو اللہ تعالیٰ کے کلام کی دعوت دی مگر کافروں نے اس سے انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو تاکید کی کہ آپ انہیں کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں' اس لئے اس پر بھروسہ کرکے اسی کی طرف رجوع رکھو۔

﴿قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعَا نِ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ﴾ (الاعراف/۱۵۸)

آپ فرمایئے اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کی رسالت تمام مخلوق کے لئے ہے' رحمتہ للعالمین ہیں' سارے عالموں کے لئے رحمت ہیں' اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا کہ اے محبوب لوگوں میں اعلان کر دیں تم سب کے لئے زمین و آسمان کے مالک اور خالق کی طرف سے کلمے کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہ مانو' اس لئے اللہ تعالیٰ کو معبود مانتے ہوئے اس کی عبادت کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے جتنے رسولوں کا ذکر ہوا وہ خاص خاص علاقوں اور مخصوص قوموں کے ایک مقررہ وقت تک مرشد و رہبر بن کر آئے تھے لیکن اب جس مرشد اولین و آخرین' جس رہبر اعظم کا ذکر خیر ہو رہا ہے اس کی شان رہبری' نہ کسی قوم سے مخصوص ہے اور نہ کسی زمانہ سے محدود۔ جس طرح اس کے بھیجنے والے کی حکومت و سروری عالم گیر ہے اسی طرح اس کے رسول کی رسالت بھی جہاں گیر ہے ہر خاص و عام' ہر فقیر و امیر' ہر عربی و عجمی' ہر رومی و حبشی کے لیئے وہ مرشد بن کر آئے۔ اسی لئے اس بات کا اعلان بھی اس کی زبانی حقیقت ترجمان سے کرایا کہ اے اولاد آدم میں تم سب کے لئے اپنے زمین و آسمان کے خالق و مالک کی طرف سے رشد و ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ اب تمہارے لیئے ہدایت اور فلاح کا راستہ یہی ہے کہ اس کتاب کی پیروی کرو جو میں لے کر تمہارے پاس آیا ہوں اور میرے نقوش پا کو اپنے لئے خضر راہ بناؤ' میری سنت سے انحراف نہ کرو۔

فائدے۔ حضور نبی کریم ﷺ تا قیامت سارے جن وانس بلکہ ساری مخلوق کے نبی

رسول ہیں۔ سب پر آپ کی اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے۔ یہ رسالت عامہ حضور نبی کریم ﷺ کی وہ خصوصی صفت ہے جوحضورانور ﷺ کے سواء کسی کو نہ ملی۔ حضور نبی مکرم ﷺ کی نبوت زمین وزمان کی قیود سے آزاد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے موجود‘ معدوم‘ دورنزدیک‘ تمام سے خطاب فرما سکتے ہیں۔۔ سب کو پکار سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کا کلام سب کو سنا دیتا ہے۔ حضور ﷺ نے موجودہ آئندہ تمام انسانوں بلکہ جن وانس کو پکارا‘ جن میں سے بہت لوگ حضور نبی کریم ﷺ سے دُور تھے‘ بہت ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے‘ قیامت تک پیدا ہونے والے تھے۔ دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظّمہ بنا کر سارے انسانوں کو حج کی دعوت دی سب کو اللہ تعالیٰ نے سنا دی تا قیامت اس دعوت پر لبیک کی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔

ساری مخلوق کا اصل انسان ہے باقی سب چیزیں انسان کے تابع ہیں جو اس کے لئے بنائی گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ اگر چہ جہاں بھر کے رسول ہیں مگر خطاب فرمایا گیا صرف انسانوں سے کہ جب حضور نبی الرحمہ ﷺ انسانوں کے رسول تو ساری مخلوق کے بھی رسول ہوئے۔ کوئی جن وانس کسی درجہ پر پہنچ جائے حضور ﷺ کی نبوت سے کسی حالت میں نکل نہیں سکتا۔ سارے اولیاء علماء حتیٰ کہ چار زندہ نبی حضرت عیسیٰ‘ حضرت ادالیس‘ حضرت الیاس‘ حضرت خضر علیہم السلام اسی طرح اصحاب کہف سب کے سب حضور ﷺ کے امتی ہیں حضور ﷺ ان سب کے رسول ہیں۔

جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء ورسل　　　اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا خالق ومالک ہے اس کے یہ رسول زمین وآسمان کے نبی ورسول ہیں جہاں خدا کی خدائی وہاں حضورانو ﷺ کی بادشاہی ہے۔

کلمہ طیبہ کی مثال ایک پاکیزہ درخت کی سی ہے

کلمہ طیبہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شجرہ طیبہ کا نام بھی دیا ہے جس کا مطلب پاکیزہ درخت ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ:

﴿اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً کَشَجَرَۃٍ اَصۡلُھَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُھَا فِی السَّمَآءِ ۙ تُؤۡتِیۡۤ اُکُلَھَا کُلَّ حِیۡنٍۭ بِاِذۡنِ رَبِّھَا ؕ وَ یَضۡرِبُ اللّٰہُ الۡاَمۡثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّھُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ۙ وَمَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیۡثَۃٍ کَشَجَرَۃٍ خَبِیۡثَۃِۣ اجۡتُثَّتۡ مِنۡ فَوۡقِ الۡاَرۡضِ مَالَھَا مِنۡ قَرَارٍ﴾

اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی مثال بیان فرمائی کہ پاکیزہ کلمہ اس پاکیزہ درخت کی طرح ہے جس کی جڑ قائم ہو اور شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوں اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہو اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ یاد رکھیں۔ اور گندی بات کی مثال اس گندے درخت کی طرح ہے کہ جسے زمین کے اُوپر سے کاٹ دیا گیا اب اسے کوئی قیام نہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دُنیا کی زندگی میں اور آخرت میں حق بات پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو گمراہ رہنے دیتا ہے اور جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے (ابراہیم/۲۴۔۲۷)

کلمہ طیبہ سے مراد ایمان ہے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

مفسرین نے فرمایا کہ کلمہ طیبہ میں سات قول ہیں۔ اس سے مراد کلمہ اول لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ہے۔ یا اس سے مراد قرآن مجید ہے یا اس سے مراد اسلام ہے یا شریعت یا سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے یا مراد بندہ مومن مگر عرفاء فرماتے ہیں اس سے مراد ذات مصطفٰی ہے اور سیرت مصطفٰی کے پندرہ اسباق ہیں۔

اس لیے بندہ کامل کی پندرہ علامتیں ہیں۔

(۱) عہد میں مضبوطی (۲) طبیعت میں خوشگواری (۳) سیرت وعادت میں پاکیزگی (۴) فکر کی بلندی (۵) روح میں سلامتی (۶) اخلاق میں لطافت (۷) جسم میں پاکیزگی (۸) معاشرت میں عدل وانصاف (۹) معاملات میں حسن سلوک (۱۰) سیاست میں دیانت (۱۱) قتال میں شرافت (۱۲) قلب میں سوز (۱۳) مزاج میں ذوق (۱۴) عبادت میں خلوص (۱۵) ظاہر عجز۔ باطن عشق۔

یہی وہ کلمہ ہے جس کی مثال ایسے درخت کی ہے جو طیب یعنی مضبوط میٹھے پھلوں والا، خوشبو والا، مفید ہرا بھرا، گھنا، گہرا ہے۔ اس کی جڑ ثابت یعنی نیچے زمین کی گہرائیوں تک جس کو کوئی طاقت، کوئی طوفان نہ ہلا سکے اور اُس کی شاخیں آسمانوں میں پہنچی ہوئیں۔ اپنے پھل ہر موسم میں ہر آن ہر زمانہ ہر گھڑی۔ ہر قت دیتا ہے۔ اپنے پروردگار کے حکم اور اجازت سے۔ سیرت ذات پاک احمد مصطفٰے کا مکمل نقشہ کھینچا گیا ہے مومن کی یہی زندگی ہے۔ آستانہ نبوی شجر طیبہ ہے ارواح اولیاء اللہ اس کی شاخیں ہیں، پھول احادیث مبارکہ ہیں پھل آیت قرآنیہ ہیں اور اس کی جڑیں سینہ مومن تک پہنچی ہوئی ہیں۔ فیضان اولیاء علماء اس کے حین ہیں۔ اہل تفسیر فرماتے ہیں کہ حین کم سے کم ایک منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ چھ ماہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے پوچھا بتاؤ شجرہ طیبہ سے کونسا درخت مراد ہے؟ کسی نے کچھ کہا، کسی نے کچھ۔ میرے دل میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے مگر میں جھک گیا بچہ تھا، بول نہ سکا۔ پھر پیارے آقا ﷺ نے خود فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے بعد میں مجھ کو اپنے نہ بولنے پر افسوس بھی ہوا۔ میں اپنے والد پاک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بیان کیا تو آپ نے

فرمایا کہ اگر تم اس وقت بیان کر دیتے تو مجھ کو سرخ اُونٹ ملنے سے زیادہ خوشی ہوتی ۔ یہ عجیب حکمت کی مثالیں ہیں جس کو اللہ قدرتوں والا بیان فرماتا ہے۔ اپنے پاکیزہ عقل و دماغ والے مقدس رُوحوں والے انسانوں کے لئے تاکہ نصیحت و سمجھداری حاصل کریں ۔ایک قول ہے کہ شجرہ طیبہ سے مراد جنتی درخت ہے۔ (تفسیر نعیمی)

ایمان ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے اور پاکیزہ اور عمدہ درخت کی یہ صفات ہوتی ہیں کہ جڑیں کافی گہری ہوتی ہیں۔ کوئی تند و تیز آندھی بھی اُسے اکھڑ نہیں سکتی۔ اس کی شاخیں خوب پھیلی ہوئی اور اونچی ہوتی ہیں۔ اس طرح اس کا سایہ بھی خوب گھنا ہوتا ہے اور اس پر پھل بھی بکثرت لگتا ہے وہ پھلدار بھی ہوتا ہے اور اس کا پھل مقدار میں زیادہ اور ذائقہ میں لذیذ ہوتا ہے۔ فرمایا' ایمان بھی ان تمام صفات اور خوبیوں سے متصف ہے جو ایک پاکیزہ درخت کے خواص ہیں۔ اس کی جڑیں دِل کی گہرائیوں میں پیوست ہوتی ہیں ۔مصائب وآلام کا کوئی طوفان اس کو ہلا نہیں سکتا۔ اسلام سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی ہمشیرہ فاطمہ کو مار مار کر لہو لہان کر دیا تھا ۔کیا اس ظلم و تشدد سے اُن کا شجر ایمان اُکھڑ سکا تھا۔ اس کی شاخیں اتنی بلند ہیں کہ آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہیں اور اس میں کیا شک ہے ۔مومن کے کردار اس کے خلق عظیم اور اس کے جذبہ للٰہیت کی رفعتوں کا کوئی کیا اندازہ لگا سکتا ہے اور اس درخت کا جو پھل ہے اس کی شان ہی نرالی ہے ۔دوسرے درختوں پر سال میں ایک بار پھل لگتا ہے اور وہ بھی کبھی زیادہ کبھی کم ۔کبھی پکتا ہے اور کبھی کچا ہی گر جاتا ہے لیکن شجر ایمان کا کیا کہنا۔ ہر سال بارہ مہینے اس کی فلک بوس شاخیں میٹھے اور لذیذ پھلوں سے لدی ہوئی جھومتی رہتی ہیں ۔ایک لمحہ بھی تو ایسا نہیں آتا کہ اس کی شاخیں ثمر سے خالی ہوں ۔

یہ نغمہ فصلِ گل ولالہ کانہیں پابند بہار ہو کہ خزاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

رات ڈھلتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے بندے اشک سحر گاہی سے وضو کر کے دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ صبح ہوتی ہے تو مسجدیں سجدہ کرنے والوں سے بھر جاتی ہیں۔ ہر سانس کے ساتھ **اللّٰہ ھو** کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ کبھی ذکر کا غلغلہ ہے اور کبھی فکر کی خاموشی۔ کبھی تسبیح اور کبھی حمد' کبھی ترتیل قرآن ہو رہی ہے اور کبھی صاحب قرآن پر صلوٰۃ وسلام اور جب ایسی بابرکت اور با مقصد زندگی گزار کر مومن قبر کی سنسان وادی میں خمیہ زن ہوتا ہے تو نزول رحمت کا سلسلہ یہاں بھی ٹوٹنے نہیں پاتا' اللہ تعالیٰ کے دوسرے بندے تلاوت قرآن' صدقات وخیرات سے اُس کی رُوح کو ایصال ثواب کررہے ہوتے ہیں تو **تؤتی اکلھا کل حین** کا منظر دیکھنا ہو تو مقبولان بارگاہ خداوندی کے مزارات پُرانوار پر حاضر ہو کر اپنی انکھوں سے مشاہدہ کرلو۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کلمہ طیبہ سے مراد **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کی شہادت ہے۔ پاکیزہ درخت کی طرح کا مومن ہے اس کی جڑ مضبوط ہے یعنی مومن کے دل میں **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** جما ہوا ہے اس کی شاخ آسمان میں ہے یعنی اس توحید کے کلمہ کی وجہ سے اس کے اعمال آسمان کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں۔

ابن ابی حاتم میں ہے کہ کسی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مال دار لوگ درجات میں بہت بڑھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یاد رکھو اگر تمام دُنیا کی چیزیں لے کر انبار لگا دو تو بھی وہ آسمان تک نہیں پہنچنے کی ہیں۔ تجھے ایسا عمل بتلاؤں جس کی جڑ مضبوط اور جس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔ اس نے پوچھا وہ کیا ہے۔

فرمایا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ وَاللّٰہ اَکْبَرُ وَسُبْحَانَ اللّٰہ وَالْحَمْدُ لِلّٰہ ہر فرض نماز کے بعد دس بار کہہ لیا کرو جس کی اصل مضبوط اور جس کی فرع (شاخ) آسمان میں ہے۔

ایمان کے برعکس کفر ایک خبیث درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں نہیں ہوتیں۔ ہوا کا ایک جھونکا آیا اور اُسے اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا۔ ایسے درخت کی شاخیں کہاں ہوں گی اور وہ پھل کیا دے گا یعنی کفر کا اس دنیا میں نہ کوئی فائدہ ہے اور نہ آخرت میں بلکہ الٹا کفر کی بنا پر آخرت میں عذاب کا مزا چکنا پڑے گا۔

جس طرح کلمہ طیبہ ایمان وعرفان کی اور شجرۂ طیبہ مومن و عارف کی مثال ہے اس طرح کفر و کافر کی مثال فرمائی جارہی کہ خبیث اور ناپاک بات کی مشابہت اس کمزور بیکار بے پھل، کڑوے کیلے بدبودار درخت کی طرح ہے جو اُکھاڑ پھینکا گیا ہو زمین کے اُوپر سے۔ یا اس لئے کہ اُس کی جڑ اتنی چھوٹی تھی کہ درخت کا بوجھ نہ سہار سکے اور درخت اُکھڑ کر خود گر گیا، یا اس لیے کہ ہوا نے اُکھیڑ کر پھینک دیا، یا اس لیے کہ باغ کے مالی نے اس خودرو بیکار بلکہ نقصاندہ پودے کو اُکھڑ پھینکا۔ بہر حال جب زمین پر گرا تو مَا لَھَا مِنْ قَرَارٍ اب اس کو زمین پر اس جگہ کوئی ٹہرنے نہ دے گا۔ جانوروں انسانوں کی ٹھوکروں سے نہ جانے کہاں کہاں روندا جائے گا۔ اس کے لیے کہیں قرار نہ ہوگا۔

مومن شجرۂ طیبہ ہے کافر شجر خبیث۔ نگاہ مصطفٰے سے نوازا جانے والا شجر طیب ہے پیارے آقا کی نگاہ کریمہ سے گر جانے والا شجر خبیث ہے۔

نہ اٹھ سکے گا قیامت تلک خدا کی قسم کہ جس کو تو نے نظر سے گرا کے پھینک دیا

آیات کلمہ طیبہ

کلمہ طیبہ کے بارے میں قرآن مجید میں بہت سی آیات بیان ہوئی ہیں اگرچہ یہ آیات مختلف اوقات میں نازل ہوئیں لیکن اُن کے نزول کا مقصد صرف اللہ کی توحید ہے جس سے کلمہ طیبہ کی اہمیت اورفضیلت واضح ہوتی ہے۔

﴿وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ﴾ (البقرۃ/۱۶۳) اورتمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہ ہی بہت رحمت والا مہربان ہے۔

وہ خدائی میں اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور نہ اس جیسا کوئی اور ہے وہ واحد ہے اوراس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ معبود ہونے کے ساتھ رحمٰن اوررحیم بھی ہے یعنی یہی وہ کلمے کا مقصد ہے جسے تسلیم کرنا ضروری ہے۔

یہ آیت قرآن حکیم کی عظیم ترین آیتوں میں سے ہے اس کے پہلے ٹکڑے میں توحید کا ثبوت دوسرے میں شرک کی نفی اورتیسرے میں دونوں کی دلیل ہے یعنی جب اسی کی وسیع رحمت پرتمہارے وجودتمہاری بقااورنشوونمااورتمہارے آرام وراحت کا دارومدار ہےتواس کےعلاوہ اورکون ہے جو الہ یا معبود بننے کا حقدار ہو۔

شانِ نزول: ایک بار کفار نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اپنے رب کی صفتوں کا ذکر کیجئے تا کہ ہم اس میں اوراپنے معبودوں میں فرق کرسکیں' اس موقعہ پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں اس کی ذات اورعام صفتوں کا ذکر ہے یہ آیت ذات وصفات کے بیان میں اول درجہ کی ہے بلکہ ابوداؤداورترمذی میں ہے کہ رب تعالیٰ کا اسم اعظم دوآیتوں میں ہے ایک تو یہ ہی ہے دوسرے ﴿الٓمّٓ ۚ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (خزائن العرفان)

اے لوگو۔ حقیقی مستحق عبادت وہ ایک ہی معبود ہے کہ جس میں کسی لحاظ سے شرکت کا احتمال نہیں' وہ ہرطرح ایک اور اکیلا ہے اس کا کوئی ہمسر وساتھی نہیں' تمہیں یہاں اور وہاں نعمتیں دیتا ہے' واحد تو مخلوق وخالق سب پر بولا جاتا ہے مگر احد مطلق خدا کے سوا کسی پر نہیں بولتے ۔ واحد حقیقتاً وہ ہے جس کا کوئی جز و نہ ہو اور کٹ بٹ نہ سکے۔ ایک انسان کو بھی اسی لئے ایک کہتے ہیں کہ اس میں سے کٹ کر دو انسان نہیں نکل سکتے۔ ہاں ہاتھ پاؤں وغیرہ اجزاء نکلیں گے مگر وہ انسان ہیں۔ اور جہاں رب کی صفت ہو اس سے مراد ہوتا ہے کہ وہ ذات وصفات وافعال میں اکیلا اور بے مثل کہ نہ اس کے اجزاء اور نہ وہ کسی کا جزء' نہ اس میں کثرت اور زیاتی اور نہ وہ کثرت میں' نہ وہ کسی کی حقیقت' نہ اس کی کوئی حقیقت' وہ ماہیت وغیرہ سے پاک ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور سچا معبود نہیں' لہذا اسی کو جانو' اسی کو پہنچانو' اسی سے ڈرو' امید رکھو اس کے سوا غیر کی عبادت نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے یعنی اپنے وجود ازلی وابدی میں ایک ہے وہ اس وقت بھی موجود تھا جب کوئی چیز موجود نہ تھی اور اس وقت بھی موجود رہے گا جب کوئی چیز موجود نہ رہے گی اس لئے وہ اس کا مستحق ہے کہ اس کو واحد کہا جائے۔ لفظ واحد یہ تمام حیثیتیں توحید کی ملحوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ کثرت سے پاک مگر صفات سے خالی نہیں۔ اس کی صفتیں بے شمار ہیں انھیں میں سے ہے **الرحمن الرحیم** ۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ دیکھو رب نے اپنی معرفت **بسم اللہ' الحمدللہ** میں اور یہاں رحمت سے کرائی نہ کہ غضب وقہر سے' رحمت رب تعالیٰ کی صفات اصلیہ ہے۔ قہر وغضب ہماری بدکاریوں کی بناء پر' اسی لئے رب تعالیٰ بغیر

کسی عمل کے جنت تو عطا فرمادے جیسے مسلمانوں کے فوت شدہ بچے یا دیوانہ مگر بلاقصور کسی کو دوزخ نہ دے گا۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو تبلیغ کرتے وقت رب کی رحمتوں کا ذکر زیادہ کریں۔ جب وہ ضد کریں تو اس کے قہر وغضب کا ذکر کریں۔ دیکھو رب نے اول تبلیغ میں اپنی رحمت کا ذکر فرمایا' نرمی سے امید دلا کر تبلیغ کرنا دل میں اثر کرتا ہے۔

اکثر علماء نے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ** کو اسم مانا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا کہ **اللہ** اسم اعظم ہے کیونکہ اسم ذات ہے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے کس پر نہیں بولا جاتا' بعض نے فرمایا کہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ** اسم اعظم ہے۔ بعض کے خیال میں اللہ تعالیٰ کے بعض نام بعض کے مقابلہ میں اسم اعظم ہیں جیسے رحمٰن بمقابلہ رحیم کے اسم اعظم ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت یزید فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم یعنی بڑا نام ان دونوں آیتوں میں ہے ایک آیت یہ ہے۔ ﴿**وَاِلٰهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ**﴾ (البقرۃ/۱۶۳) تمہارا اللہ صرف ایک ہے اس کے سواء کوئی معبود نہیں۔ وہی جو بڑا مہربان' نہایت رحم والا ہے اور دوسری آیت سورہ آل عمران کے شروع میں ہے۔ ﴿**الٓمّٓ ۚ اَللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ**﴾ (العمران/۲) نہیں ہے کوئی معبود مگر ایک اللہ جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اور ہم مخلوق کی ہستی کو قائم رکھنے والا ہے۔ (ابوداؤد' ترمذی)

اس حدیث کی بناء پر بعض علماء نے فرمایا' رب تعالیٰ کا اسم اعظم **لاالٰہ الاھو** ہے کیونکہ ان دونوں آیتوں میں یہ ہی مشترک ہے۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ اسم اعظم ﴿**اللہ الذی لاالہ الا ھو رب العرش العظیم**﴾ ہے۔

بعض نے فرمایا کلمہ طیبہ اسم اعظم ہے۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسم اعظم **الحی القیوم** ہے امام جزری نے فرمایا کہ اسم اعظم **لاالہ الاھو الحی القیوم** ہے۔

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو یہ دُعا کرتے ہوئے سنا **اللھم انی اسئلك اشھد انك انت اللہ ° لاالہ الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد** اے اللہ۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس ذریعہ سے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ تو ہی ایک' یکتا اور بے نیاز ہے' نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا' اور نہ کوئی تیرا جوڑ اوہمسر ہے۔
حضور ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ کے اسم اعظم کے ساتھ دُعا کی ہے۔ جب اسم اعظم سے مانگا جائے تو دیتا ہے اور جب اس نام سے دُعا کی جائے تو قبول کرتا ہے (ترمذی' ابوداؤد) یعنی مولا تیرے ناموں کے توسل (وسیلہ) سے تجھ سے دُعا مانگ رہا ہوں ان ناموں کے صدقہ سے میری سن لے۔ یہ دُعا مانگنے والے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے ساتھ دُعا کرنا بہتر ہے۔ وسیلہ خواہ اسمائے الٰہیہ کا ہو' خواہ اس کے کسی محبوب بندے کا۔

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے۔ ایک یہ کہ دُعا میں **اللّٰھم** کہنا بہت بہتر ہے کہ **اللہ** اسم ذات ہے۔ دوسرے یہ کہ دُعائے آداب سے یہ ہے کہ پہلے حمد الٰہی کرے' پھر حضور انور ﷺ پر درود شریف' پھر اپنے گناہوں کا اعتراف' پھر عرض حاجات۔ تیسرے یہ کہ **اللہ یا اللّٰھم** یا **لا الہ الاانت** اسم اعظم ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مسجد میں بیٹھا تھا ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس نے کہا **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اَسْئَلُكَ** الٰہی میں تجھ سے مانگتا ہوں کیونکہ تیری ہی تعریف ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو مہربان نعمتیں دینے والا ہے آسمان و زمین کا موجد ہے۔ اے جلالت و کرم والے، اے زندہ، اے قائم رکھنے والے، میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس نے رب کے نام کے ساتھ دُعا مانگی کہ جب اس نام سے دُعا مانگی جائے تو قبول فرماتا ہے اور جب اس نام سے کچھ مانگا جائے تو دیتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

ان دونوں حدیثوں میں **اللّٰھم** اور **لاالـہ الا انت** مشترکہ طور پر موجود ہیں۔ اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ ان دونوں میں کوئی نام اسم اعظم ہے۔ بعض نے فرمایا کہ جمعہ کی ساعت، قبولیت دُعا اور شب قدر کی طرح اسم اعظم بھی مخفی ہے تاکہ بندے اس کی تلاش میں رہیں اور یہ تلاش بھی عبادت ہے۔

﴿**اَللّٰہُ لَآاِلٰهَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ**﴾ (البقرہ/۲۵۵) اللہ (وہ ہے کہ) جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ خود زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے۔

اس آیت میں اللہ کی وحدانیت کا بیان ہے کہ ساری مخلوق کا وہی اللہ ہے اور اس کے معبود ہونے کی برتری اور عظمت اس میں ہے کہ وہ خود زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی بلکہ دوسروں کو قائم رکھنے والا ہے پس دُنیا اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بے نیاز ہے اس لئے ان اوصاف کی بنا پر صرف اُسے ہی عبادت کے لائق ماننا چاہئے۔

اللہ ذات باری کا علم (نام) ہے اور یہ لفظ ان تمام صفات کا جامع ہے جو متعدد صفاتی

ناموں میں الگ الگ پائی جاتی ہیں فرمایا کہ وہ ذات پاک ہے جس کا نام اللہ ہے صرف وہی معبود برحق ہے اس کے بغیر اور کوئی نہیں جو عبادت کئے جانے کے لائق ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ موت اور فنا کے نقص سے بہت پاک اور نہایت بلند ہے۔ کائنات کی ہر چیز کی تخلیق نشوونما اور بقاء کی تدبیر فرمانے والا ہے۔

معبود سے مراد لائق عبادت ہے نہ کہ وہ جس کی عبادت ہوتی ہو' کیونکہ رب تعالیٰ معبود ازلی ہے اور مخلوق حادث۔ جب کوئی عابد نہ تھا اس وقت اس کی معبودیت میں کمی نہ تھی۔ رب کی تمام صفات کا یہ ہی حال ہے چنانچہ وہ ہمیشہ سے رزاق' سمیع' بصیر ہے۔ اگرچہ مرزوق' سموع' مبصر' حادث ہیں۔۔ اللہ تعالیٰ رزاق ہے خواہ کوئی اس سے روزی لے یا نہ لے۔ آفتاب چمکانے والا ہے کوئی اس سے چمکے یا نہ چمکے۔

﴿ **الٓمّٓ ۚ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ** ﴾ (العمران/۲)

اللہ وہ ہے جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ اور قائم ہے۔

یہ سورت آل عمران کی پہلی اور دوسری آیت ہے یعنی اس سورت کا آغاز کلمہ کی تصدیق سے ہوتا ہے وہ اللہ جس نے قرآن پاک نازل کیا' وہی اصل میں معبود صادق ہے' اس لئے صرف اس کی عبادت کی جائے۔ اس آیت میں بھی صفت **حی القیوم** کی بناء پر یہ دعوت دی گئی ہے کہ کلمہ توحید پر ایمان لاؤ اور صرف ایک خدا کی عبادت کرو۔ ﴿**لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ**﴾ دعویٰ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی معبود (عبادت کے لائق) نہیں اور **الحی القیوم** اس کی دلیل ہے یعنی معبود تو وہ ہوسکتا ہے جو **الحی** ہمیشہ سے زندہ ہو اور ہمیشہ تک زندہ رہنے والا ہو' جو **القیوم** ہو یعنی ہر چیز اپنے وجود بقاء اور اپنی نشوونما میں اس کی محتاج ہو اور یہ صفات اللہ تعالیٰ ہی کی ذات میں پائی جاتی ہیں' اسی لئے صرف وہی معبود ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو خدا یا خدا کا بیٹا کہا کرتے تھے۔ ان مختصر الفاظ سے ان کی تردید کردی گی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں یہ صفات نہیں پائی جاتیں تو ان کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ عیسائیوں کی تردید کے ساتھ تمام مشرک قوموں کے عقیدہ کا بطلان بھی ہوگیا جو کسی مخلوق کو الٰہ بنائے ہوئے ہیں۔

﴿وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (العمران/٦٣)

اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ غالب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کلمہ اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ وہ غالب حکمت ہوا ہے یعنی اللہ کو معبود تسلیم کرنے کی ایک وجہ جواز اس کا غلبہ اور حکمت ہے۔ مقصد یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی غالب قوت نہیں رکھتا تو پھر اس کی صفت غلبہ کی بنا پر اس کو تسلیم کرنا ضروری ہے۔

﴿قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ﴾ (ال عمران/٦٤)

اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب' ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں ہے اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ کے سوا ایک دوسرے کو رب نہ بنالے پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

یہودیوں اور نصرانیوں کو یہ بتایا گیا ہے کہ اس کلمہ کی طرف آؤ یعنی اس مقصد کی طرف آؤ جس کے لئے مسلمانوں اور دوسرے انسانوں کو پیدا کیا گیا ہے اور وہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور صرف ایک خدا

کی عبادت کی جائے اور یہی دعوت جو تمام انبیاء نے دی ہے۔

اہل کتاب بمقابلہ مشرکین و دیگر کفار کے اسلام سے قریب تھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسولوں اس کی کتابوں وغیرہ کو مانتے تھے نیز مدینہ منورہ و اطراف مدینہ میں ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا کہ یہ لوگ اہل علم بھی تھے اور اولاد انبیاء بھی۔ ان کے اسلام قبول کر لینے سے دوسروں کے ایمان لے آنے کی قوی امید تھی اس لئے اس آیت میں خصوصی طور پر اہل کتاب ہی کو دعوت اسلام دی گئی کہ یہ ذریعہ اشاعت اسلام ہے لہذا ارشاد ہوا کہ اے محبوب ﷺ آپ سارے اہل کتاب سے یوں خطاب کریں کہ اے اہل کتاب' ایسے دین کی طرف آجاؤ جو ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے۔ جس میں نومسلم اور پرانے مسلم' امیر وزیر' بادشاہ فقیر' چھوٹے بڑے' کالے گورے' آقا غلام ۔۔ کا کوئی فرق نہیں اور جو افراط و تفریط سے خالی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم رب کے سواء کسی کو نہ پوجیں' انبیاء اولیاء اللہ سب کو اللہ تعالیٰ کا بندہ سمجھیں' ان میں سے کسی کو معبود نہ بنالیں اور کسی کو خدا کا شریک نہ سمجھیں' نہ بتوں کو نہ چاند سورج کو نہ صلیب کو نہ کسی اور شئی کو نیز کوئی کسی کو خدا کے سواء اپنا رب اور احکام کا مالک نہ بنائے' علماء صلحاء سب کو دین کا پیروکار سمجھیں۔ خیال رہے کہ انسان کے سواء تمام جاندار چیزیں رنگ' شکل' بولی' غذا میں برابر ہیں۔ ہر جگہ کے کوئے بکری مینڈک کی غذائیں بولی شکل وصورت میں کوئی فرق نہیں۔ انسان ہی وہ مخلوق ہے جو نہ زبان میں متفق ہے نہ غذا میں' نہ شکل و شباہت میں' نہ لباس میں۔ ان بکھیروں کو ایک کرنے والا اور ان سب کو ایک جگہ جمع کرنے والا اگر کوئی ہے تو وہ اسلام ہے۔ اس لئے فرمایا گیا ﴿ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ﴾ اگر وہ لوگ اس سے بھی منہ موڑیں اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا

ماننے اورصلیب کی پرستش کرنے اور اپنے پادریوں کواحکام کا مالک ماننے پرضد کریں تو آپ ان سے کہہ دو کہ تم یہاں بھی گواہ بن جاؤ اور آخرت میں بھی گواہی دینا کہ ہم مخلص مسلمان ہیں چونکہ اہل کتاب میں یہ تینوں حرکات تھیں کہ وہ صلیب کی پرستش بھی کرتے تھے' عیسیٰ علیہ السلام وحضرت مریم کو خدا کا شریک بھی ٹھہراتے تھے کہ انھیں رب کا بیٹا' بیوی مانتے تھے اور اپنے پادریوں کو مالک احکام بھی سمجھتے تھے۔ اس لئے یہاں تبلیغ میں ان تینوں چیزوں کا ذکر ہوا۔ قیامت وفرشتوں وغیرہ کا ذکر نہ ہوا کہ یہ چیزیں تو وہ مانتے ہی تھے۔ کسی کافر کو مسلمان کرتے وقت اس کے کفریات سے توبہ کرانا ضروری ہے۔ دہریے سے یہ کہلوایا جائے گا کہ خالق ہے' مشرک سے کہلوایا جائے گا کہ خالق ایک ہے' مرزائی سے کہلوایا جائے گا کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ عیسائی سے کہلوایا جائے گا کہ حضرت عیسیٰ ومریم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ اہل کتاب تم ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آپس میں کیوں جھگڑتے ہو کہ یہودی کہتے ہیں وہ یہودی تھے اور عیسائی کہتے ہیں وہ عیسائی تھے۔ ذرا تو سوچو کہ یہودیت توریت آنے کے بعد بنی اور نصرانیت نزول انجیل کے بعد ظہور میں آئی اور ابراہیم علیہ السلام ان دونوں سے بہت پہلے گذرے کہ آپ کا زمانہ موسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار سال اور عیسیٰ علیہ السلام سے تین ہزار سال پہلے ہے (روح المعانی) پھر وہ یہودی یا عیسائی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ کیا کوئی شخص کتاب آنے سے پہلے اس کی پیروی کرسکتا ہے؟ تم میں اتنی بھی عقل نہیں کہ اتنی موٹی بات سمجھ سکو' نہ وہ یہودی تھے نہ عیسائی بلکہ حنیف ومسلم تھے۔ اسلام ان کی ملت کے موافق ہے اگر تم ان کی پیروی چاہتے ہو تو مسلمان ہو جاؤ۔ خیال رہے کہ اس آیت میں وہ پیغام ہے جو حضور ﷺ سلاطین روم وشام وفارس وغیرہ کو بھیجتے اور اس کے

ذریعہ انھیں دعوت اسلام دیتے تھے چنانچہ آپ نے قیصر شاہ روم کو جوفرمان نامہ بھیجااس کا مضمون یہ تھا کہ یہ فرمان محمد رسول اللہ (ﷺ) کی جانب سے شاہ روم حرقل کی طرف ہے۔ سلام ہواس پر جو ہدایت قبول کرے۔ اے شاہ روم میں تجھے دعوت اسلام دیتا ہوں اسلام لے آ سلامت رہے گا۔اسلام لے آ تجھے اللہ تعالیٰ دُگنا اجر دے گا اوراگر منہ پھیرلے گا تو تجھ پر پیشواؤں کا گناہ ہوگا پھر **یاھل الکتب** سے **مسلمون** تک آیت متحریرفرمائی۔ جب یہ فرمان شاہ روم حرقل کے پاس پہنچا تو اُس نے حضورﷺ کے حالات دریافت کئے اور بولا کہ اگر میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوتا تو اُن کے پیر دھوتا' بعض روایت میں ہے کہ اُن کے قدم چومتا مگر سلطنت کے خوف سے ایمان نہ لایا۔اسی عظمت کی برکت سے اس کی سلطنت باقی رہی مگر کسریٰ شاہ فارس نے فرمان نامہ چاک کردیا اس کا انجام یہ ہوا کہ اسی رات وہ قتل کیا گیا اور آتش پرستوں کی سلطنت کا قیامت تک کے لئے خاتمہ ہوگیا اور اُن کی جماعت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی۔

﴿**اَللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَارَيْبَ فِيْهِ ۚ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا**﴾ (النساء/۸۷) اللہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اور وہ ضرور تمہیں جمع کرئے گا قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا معبود ہونا بالکل حق اور سچ ہے کیوں کہ اس کے دعوے کی حقیقت قیامت کے روز معلوم ہوگی جس دن انصاف سے جزا یا سزا دی جائے گی مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات سب سے بڑھ کرحق اور سچ ہے اس لئے اس کا کلمہ بھی برحق ہے۔

الـــــہ وہ جولائق عبادت ہو' وہ وہی ہے جوغنی و بے نیاز ہو' دوسرے اس کے حاجتمند ہوں' وہ سب سے بے نیاز **الـله الصمد** ۔لہذا اگر چہ بندے کوبھی اللہ تعالیٰ کے نام اور کام عطا ہوتے ہیں مگر بندہ محتاج ہے لہذا بندہ ہے۔ رب بے نیاز ہے لہذا **الـہ** ہے۔ بندہ سمیع بصیرعلیم ورحیم رؤف وغیرہ ہے۔ بعض بندے علم وقدرت والے ہیں۔ مُردوں کوزندہ کرتے' بیماروں کوشفا بخشتے ہیں' بارش پراُن کا قبضہ ہے' دورونزدیک سے سنتے ہیں جیسا کہ قرآنی آیات اس پرشاہد ہیں......مگر ہیں بندے۔۔ کیونکہ وہ ان صفات میں رب کے قبضہ میں ہیں لہذا وہ بندے ہیں **الـہ** نہیں' اللہ تعالیٰ اپنی ان تمام صفات میں مستقل ہے' بے نیاز ہےلہذا وہ **الـــہ** ہے۔ مدارالوہیت بے نیازی ہے جوکسی بندے کوبے نیاز مانے وہ مشرک ہے اور جورب تعالیٰ کو نیاز مند مانے وہ مشرک ہے جیسے کفارعرب۔

﴿**قُلۡ اَرَءَيۡتُمۡ اِنۡ اَخَذَ اللّٰهُ سَمۡعَكُمۡ وَاَبۡصَارَكُمۡ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوۡبِكُمۡ مَّنۡ اِلٰهٌ غَيۡرُ اللّٰهِ يَاۡتِيۡكُمۡ بِهٖ**﴾ (انعام/۴۶) تم فرماؤ کہ ذرا بتاؤتو۔۔اگراللہ تعالیٰ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں لے لےاور تمہارے دلوں پرمہرکردے تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون خدا ہے جو یہ چیزیں تمہیں واپس لاکردے؟

اللہ تعالیٰ مشرکین کے عقیدہ کی بےسروپائی کوایک اورطریقہ سے واضح فرمارہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کوحکم دیتا ہے کہ ان بےوقوفوں سے دریافت فرمائیے کہ اگراللہ تعالیٰ تمھیں اندھااور بہرہ کردےاور تمہارے دلوں پرغفلت کے پردے ڈال دےاور سمجھنے اور سوچنے کی قوت سلب کرلےتو بھلا بتاؤتمہارے یہ خدا جن کی تم پوجا کیا کرتے ہو' اُن میں سے کسی میں ہمت ہے کہ وہ تمہیں یہ چیزیں عطا کردے؟ اوراگرنہیں اور ہرگزنہیں تو پھر معبود حقیقی کوچھوڑکران باطل اور عاجز

چیزوں کی عبادت کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ کتنی واضح اور مضبوط دلیل ہے جس سے ہر ادنی اور اعلیٰ عامی اور عارف یکساں طور پر ہدایت کی روشنی حاصل کر سکتا ہے۔

قرآن کا اسلوب استدلال اُکتا دینے والا نہیں بلکہ اس میں وہ رنگینی اور تنوع ہے کہ طبیعت ہر بار ایک نیا لطف محسوس کرتی ہے اور ایک نئی لذت سے سرشار ہوتی ہے۔ کبھی عقلی دلائل پیش کئے جاتے ہیں، کبھی تاریخی شواہد مذکور ہوتے ہیں، کبھی اپنی رحمت کا مژدہ سُنایا جاتا ہے اور کبھی اپنی ناراضگی اور غضب کے انجام سے ڈرایا جاتا ہے۔

﴿**ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْہُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ**﴾ (سورہ انعام/۱۰۲) وہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار، پس اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر چیز کا پیدا کرنے والا، اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا نگہبان ہے۔

وہی اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا فرمایا ہے اس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں، پس اس کی عبادت کرو۔ مقصد یہ ہوا کہ کلمہ کو تسلیم کرنا اس لئے ضروری ٹھہرتا ہے کہ جب اللہ ہی انسانی زندگی کا ہر لحاظ سے کارساز ہے تو پھر اس کی عبادت کیوں نہ کی جائے۔

اے مومنوں عبادت کرو کہ پرہیزگار بن جاؤ، اے پرہیزگارو عبادت کرو کہ اخلاص اختیار کرو، اے مخلصو عبادت کرو کہ قرب الٰہی میں ترقی کرو، اے غریبو عبادت کرو کہ نماز و روزہ کی پابندی کرو، اے امیرو عبادت کرو کہ حج و زکواۃ دو، اے بندو عبودیت کرو کہ میری رضا پر صابر و شاکر رہو، کبھی میری شکایت نہ کرو۔ حضور ﷺ کی جسمانی اداؤں کا نام ہے عبادت۔۔قلبی اداؤں کا نام ہے عبودیت ۔۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرما کہ یوں ہی بے یارومددگار نہ چھوڑ دیا بلکہ وہ ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ کا حافظ اس کا متولی اس کا نگرانی فرمانے والا ہے کہ ہر وقت ہر چیز اور اس کی ہر ضرورت کی خبر رکھتا ہے (روح المعانی وخازن)

ہم اُسے بھول جائیں مگر وہ ہم کو نہ بھولتا ہے نہ چھوڑ تا ہے۔ خیال رہے کہ حقیقی نگہبان صرف رب تعالیٰ ہے مجازی نگران بہت سے بندے ہیں۔ چنانچہ فوج ملک کی نگہبان، پولیس شہر کی نگہبان، فرشتے ہمارے نگہبان ﴿**وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً**﴾ (الانعام/٦١) اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے۔۔ یہاں حقیقی نگہبانی مراد ہے۔سب کے رزق، موت، عمل، اجل سب اس کی نگہبانی میں ہیں اس کے باوجود ہم کو حکم ہے کہ کفار سے بچاؤ کے اسباب اختیار کرو۔ مصیبت کے وقت حکام، حکیم کے پاس جاؤ کیونکہ یہ لوگ رب تعالیٰ کی نگہبانی کے مظہر ہیں۔ایسے ہی ضرورت کے وقت حاجت روائی کے لئے نبی ولی کے دروازے پر جانا ضروری ہے توکل کے خلاف نہیں۔

مسئلہ: اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر ادنیٰ واعلیٰ چیز کا خالق ورب ہے مگر ادب یہ ہے کہ اس کو اعلیٰ بندوں کی نسبت سے یاد کیا جائے یہ کہو یا رب محمد ﷺ ۔ یہ نہ کہو کہ یا رب الشیطان کہ اس میں سخت بے ادبی ہے۔

مسئلہ: اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حافظ ووکیل ہے مگر اس کے باوجود ہم کو بھی اپنی حفاظت وغیرہ کا حکم ہے مجازی مددگاروں کی مدد دَرحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی مدد ہے خلاف توکل نہیں۔

﴿**فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ**﴾ (التوبہ/١٢٩) پھر اگر وہ پھر جائیں تو آپ فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے لئے کافی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تسلی دی ہے کہ میرے حبیب ﷺ اگر یہ آپ کی دعوت سے منہ پھیر لیں تو آپ انھیں کہہ دیں کہ میرے لئے میرا اللہ کافی ہے جس کے

علاوہ کوئی اور بندگی کے لائق نہیں' میں اسی پر بھروسہ کیا اور بڑے عرش کا مالک ہے۔

وظیفہ: ﴿ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴾ میرے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں۔ اس پر میں نے بھروسہ کرلیا اور وہ عرش اعظم کا مالک ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ جو شخص صبح وشام سات مرتبہ ﴿ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴾ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُس کے دنیا اور آخرت کے ہر غم کے لئے کافی ہو جائے گا۔ (روح المعانی)

اس آیت کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دُنیا اور آخرت کے ہموم کے لئے کیوں کافی ہو جاتا ہے؟ فرماتا ہے ﴿وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴾ وہ رب ہے عرش عظیم کا ۔اور عرش عظیم مرکز نظام کائنات ہے جہاں سے دونوں جہاں کے فیصلے صادر ہوتے ہیں پس جب بندہ نے اپنا رابطہ رب عرش عظیم سے قائم کرلیا تو مرکز نظام کائنات کے رب کی پناہ میں آ گیا پھر غموم وہموم کہاں باقی رہ سکتے ہیں ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ جو شخص صبح کو سات مرتبہ ﴿ حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیْهِ تَوَکَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ﴾ پڑھ لے گا' نہیں پہنچے گی اس کو اس دن اور اس رات میں کوئی بے چینی اور نہ کوئی مصیبت اور نہ وہ ڈوبے گا۔ (روح المعانی)

حضرت محمد ابن کعب سے روایت ہے کہ ایک سریہ روم کی طرف روانہ ہوا ان میں سے ایک شخص گر گیا اور اس کی ہڈی ٹوٹ گئی' پس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس بات پر قادر نہ ہو سکے کہ اس کو اٹھا کر لے جائیں انھوں نے اس کا گھوڑا پاس باندھ

دیا اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں اور سامان بھی پاس رکھ دیا اور آگے بڑھ گئے۔ ایک مرد غیبی آیا اور پوچھا کہ تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ کہا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اور میرے ساتھیوں نے مجھے چھوڑ دیا ہے اس مرد غیبی نے کہا کہ اپنا ہاتھ وہاں رکھو جہاں تکلیف محسوس کررہے ہو اور پڑھو ﴿**فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ**﴾ پس انھوں نے اپنا ہاتھ وہاں رکھا اور یہ آیت پڑھی اور صحت یاب ہوگئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے ساتھیوں میں جا پہنچے۔ (روح المعانی)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں کہ یہ آیت ﴿**حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ**﴾ اس فقیر کے معمولات سے ہے۔ برسوں سے اس نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اس آیت کی برکت سے ہم کو خیر کی توفیق بخش اور حق تعالیٰ شانہ خیر الموفقین ہیں۔

فائدہ: اس ورد کے بعد دعا بھی کرے کہ اے اللہ تعالیٰ بہ برکت بشارت حضور ﷺ اس آیت کریمہ کے ورد کے وسیلہ سے ہماری دنیا و آخرت کی تمام فکروں کے لئے آپ کافی ہوجایئے۔

﴿**یُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِہٖ عَلٰی مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ**﴾ (النحل/۲)

ملائکہ کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اُتارتا ہے کہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں، تو مجھ سے ڈرو۔

حضور ﷺ نے جن لوگوں کو توحید اور رسالت کا پیغام دیا تو کفار مکہ نے آپ پر

طرح طرح کے سوالات کئے اور بے شمار تکالیف میں مبتلا کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں کہا کہ بندوں میں سے جس بندے کو میں پسند کروں اس پر وحی اُتارتا ہوں اور حضور ﷺ کو فرمایا کہ لوگوں میں کلمہ توحید کا پرچار کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی تاکید کرو۔

﴿وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ بَغْیًا وَّ عَدْوًا ؕ حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآئِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (یونس/۹۰) 'اور ہم بنی اسرائیل کو دریا پار لے گئے تو فرعون اور اس کے لشکروں نے اُن کا عداوت اور سرکشی سے پیچھا کیا یہاں تک کہ جب ڈوبنے سے غرق ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں ایمان لایا کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ فرعون اور اس کا لشکر جب دریا میں غرق ہونے لگا تو اس نے کہا کہ اے اللہ میں کلمہ پڑھ کر تجھ پر ایمان لاتا ہوں جس طرح کہ بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔تو اُس پر اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ مرتے وقت کا کلمہ پڑھنا قبول نہیں، اس لئے یہ غیر مسلموں کے لئے دعوت ہے کہ موت آنے سے پہلے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔

﴿فَاِلَّمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰہِ وَاَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ فَھَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (ہود/۱۴) تو اے مسلمانو ! اگر وہ تمھاری بات کا جواب نہ دے سکیں تو سمجھ لو کہ وہ اللہ کے علم ہی سے اُترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، تو کیا اب تم مانو گے۔

کفار نے قرآن مجید پر اعتراض کیا کہ یہ قرآن مجید اپنی طرف سے بنا لیا گیا ہے

تو اس کا اللہ تعالیٰ نے یوں جواب دیا کہ اگر یہ بنایا گیا ہے تو اس کے مقابلے میں تم بھی بنا کر دکھاؤ تو مسلمانوں کی اس بات کا جواب اُن کے پاس نہ ہوگا تو پھر یقین کر لینا چاہئے کہ یہ اللہ ہی کا اُتارا ہوا کلام ہے کیوں کہ وہی سچا معبود ہے لہذا اسی کا کلمہ پڑھو جس نے قرآن مجید کو نازل فرمایا ہے۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (التغابن/۱۳)

اللہ تعالیٰ جو معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ تو مومنوں کو چاہیئے کہ خدا ہی پر بھروسہ رکھیں

مومن کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا چاہے اور توکل کے ساتھ اسے معبود حقیقی ماننا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کئے بغیر نجات نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان اور اس پر توکل بندۂ مومن کا طرۂ امتیاز ہے اس طرح کہ اگر چہ اسباب پر عمل کریں مگر اعتماد اور بھروسہ صرف رب تعالیٰ پر کریں لہذا بیماری میں علاج کرنا مصیبت میں حکام ظاہری یا حکام باطنی اولیاء اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا توکل کے خلاف نہیں۔

﴿اِتَّبِعْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ﴾

(الانعام/۱۰۷) آپ خود اس پر چلتے رہیے جس کی رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور مشرکوں سے منہ پھیر لو۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ اور آپ کی اُمت کو حکم دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کلمہ اُترا ہے اُس کی اتباع کرتے رہو' کیوں کہ وہی حق ہے یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ کیوں کہ اس میں کوئی آمیزش نہیں اور مشرکین سے اعراض کرو اور

اُن سے دَرگزر کرو اور اُن کے ایذاءرسانی کو برداشت کرلوحتٰی کہ اللہ تعالیٰ تمھیں اُن پر غلبہ عطا فرمادے۔

﴿وَمَا اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ (التوبہ/۳۱)
اور انھیں حکم نہ تھا مگر یہ کہ ایک اللہ کی عبادت کریں اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔

عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کلمہ کو بگاڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنادیا' اس کے علاوہ انھوں نے اپنے پادریوں اور راہبوں کو بھی خدا کا شریک ٹھہرادیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں تاکید کی کہ تمھیں ایسا کرنے کو تو نہیں کہا گیا تھا بلکہ تمہارے لئے تو یہ حکم تھا کہ ایک خدا کی عبادت کرو اور اس کے علاوہ کسی کو اپنا معبود نہ بناؤ۔ مقصد یہ ہوا کہ کلمہ نے جس امر کا تم سے تقاضا کیا تھا اس پر قائم رہتے ہوئے ایک خدا کی عبادت کرو۔

﴿رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا﴾ (المزمل/۹)
(وہی) مشرق اور مغرب کا مالک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ۔

اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کا مالک ہے ہر چیز اللہ تعالیٰ کے کنٹرول میں ہے ہر کام اس کی مرضی کے مطابق ہوتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لئے ہر کام میں اس کو اپنا کارساز بنالینا ہی اصل توحید ہے۔ اپنے سارے احوال اپنی ساری ضرورتیں اسی کے سپرد کردو اور یقین رکھو کہ وہ کارسازی فرمائے گا اور دین ودنیا میں سچی کامیابی تمھیں نصیب ہوگی۔اللہ تعالیٰ پر توکل اور بھروسہ کے یہ معنی نہیں کہ کسب معاش اور دفع بلا کے جو اسباب وآلات قدرت حق نے آپ کو عطا فرمائے ہیں ان کو معطل کر کے

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو بلکہ حقیقت توکل کی یہ ہے کہ اپنے مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت وتوانائی اور جو اسباب میسر ہیں ان سب کو پورا استعمال کرو، اعمال اختیاریہ کو کر لینے کے بعد نتیجہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے بے فکر ہو جاؤ۔ (تفسیر مظہری)

توکل کا یہ مفہوم خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے امام بغوی نے شرح السنۃ میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روح القدس جبرئیل امین نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اپنے مقدر میں لکھا ہوا اللہ تعالیٰ کا رزق پورا پوار حاصل نہیں کرلے گا۔ اس لئے تم خدا سے ڈرو اور اپنے مقاصد کی طلب میں اختصار سے کام لو۔ زیادہ منہمک نہ ہو کہ قلب کی توجہ ساری انھیں مادی اسباب وآلات میں محصور ہو کر رہ جائے۔اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ (تفسیر مظہری)

ترمذی میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ترک دُنیا اس کا نام نہیں کہ تم اپنے اُوپر اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کرلو یا جو مال تمہارے پاس ہو اُسے خواہ مخواہ اڑا دو بلکہ ترک دُنیا اس کا نام ہے کہ تمہارا اعتماد اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں جو چیز ہے اُس پر زیادہ ہو بہ نسبت اس کے جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ (مظہری)

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۚ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (یونس/۳)

یہ ہے اللہ تعالیٰ تمہارا رب، پس اس کی بندگی کرو، تو کیا تم غور نہیں کرتے۔

کائنات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور پھر اُسے اللہ تعالیٰ ہی چلا رہا ہے اور یہ ہے اصل معبود کی نشانی کہ جس نے اسے تخلیق کیا وہی اس کا کارساز ہے اور جو حقیقی کارساز ہو تو صرف اسے حق حاصل ہے کہ اسے معبود تسلیم کر کے اس کی عبادت کی جائے

اللہ تعالیٰ ساری قدرتوں اور حکمتوں کا مالک' ہر چھوٹے اور بڑے کام کو اپنے اختیار اور مرضی سے سرانجام دینے والا' جس کے حضور میں بلا اجازت کوئی لب کشائی کی جرات بھی نہیں کرسکتا' وہ ہے تمہارا پروردگار اور تمہارا معبود۔ جب ایسا کوئی نہیں تو اسے چھوڑ کر کسی کی عبادت کیوں کی جائے۔

﴿اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى﴾ (طٰہٰ/۸)

اللہ کہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں اسی کے ہیں سب اچھے نام۔

اس آیت سے پہلے یہ بیان ہوا ہے کہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو زمین کے اندر ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کا ہے اور جو باتیں انسانوں کے دلوں میں ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اس دلیل کی بناء پر یہ کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سب اچھے نام اسی کے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے۔ بے شک وہی الہ ومعبود ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے وہ پاکیزہ اور پیارے نام جو اس کی صفات کمال پر دلالت کررہے ہیں اسی کو زیب دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام بہت ہیں کیونکہ اس کے صفات بہت۔ نام صفات کے مظہر ہیں۔ نیز بندوں کی حاجات بہت ہیں لہذا اس کے نام بھی بہت تاکہ ہر حاجتمند اپنی حاجت کے مطابق نام سے پکارے۔

﴿اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكۡرِیۡ﴾ (طٰہٰ/۱۴) بے شک میں ہی ہوں اللہ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کرو اور میری یاد کے لئے نماز قائم رکھو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب طویٰ کی مقدس وادی میں گئے تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ

اے موسیٰ یہاں جوتے اتار کر آؤ کیوں کہ میں نے تمہیں پسند کرلیا ہے یعنی اپنا رسول بنا دیا ہے اور اس حقیقت پر خوب یقین کرلو کہ یقیناً میں ہی اللہ ہوں اور میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ پس میری عبادت کرو اور مجھے یاد کرنے کے لئے نماز قائم کرو۔

اس کا مفہوم تو یہ ہے کہ نماز ادا کرو تا کہ میری یاد کی لذت سے تم لطف اندوز ہوسکو اور دوسرا معنی یہ بھی بتایا گیا ہے کہ تم میری حمد وتمجید کرو اور مجھے یاد کرو اور میں تمہیں یاد کروں گا اس توجیہ کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ تم نماز ادا کرو تا کہ میں تمہیں یاد کروں، جس طرح دوسری آیت میں ہے ﴿فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ﴾ پس تم مجھے یاد کرو اور میں تمہیں یاد کروں گا۔

مسئلہ: اگر انسان بھول جائے اور نماز ادا نہ کر سکے یا سو گیا اور جب آنکھ کھلی تو نماز کا وقت گزر چکا تھا تو جب اسے یاد آئے اور جس وقت وہ بیدار ہوا اسی وقت وہ نماز ادا کرے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص نماز ادا کرنا بھول جائے یا نماز کے وقت سو گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جس وقت اُسے یاد آئے اسی وقت نماز ادا کرے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

﴿وَذَاالنُّوْنَ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِى الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (الانبیاء/۸۷) اور ذوالنون کو (یاد کرو) جب چلا غصہ میں بھرا تو گمان کیا کہ ہم اس پر تنگی نہ کریں گے تو اندھیروں میں پکارا کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاکی ہے تجھ کو بے شک مجھ سے بے جا ہوا۔ (کنزالایمان)

اور یاد کرو ذوالنون (مچھلی والے نبی۔ یونس علیہ السلام) کو جب وہ چل دیا غضبناک ہوکر (اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ناراض ہوکر چل دیئے بلکہ اللہ تعالیٰ کے

لئے وہ اپنی قوم سے ناراض ہوئے کہ وہ کیوں ایمان نہیں لاتے اور اتباع حق سے کیوں دور بھاگتے ہیں) اور یہ خیال کیا کہ ہم اس پر کوئی گرفت نہیں کریں گے (اس معاملہ میں ہم اس پر سختی نہیں کریں گے یعنی عتاب نہ فرمائیں گے) پھر اس نے پکار اندھیروں میں کہ کوئی معبود نہیں سوا تیرے پاک ہے تو بیشک میں ہی قصورواروں سے ہوں۔ (ضیاءالقرآن)

(اگر یہ لفظ 'ظالم' نبی کے لئے کوئی دوسرا کہے تو کافر ہوگا۔ اُن کا اپنے متعلق یہ عرض کرنا کمال ہے۔ یہاں ظلم کے معنی خلاف اولیٰ کام کا سرزد ہو جانا ہے کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام نے کسی حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہ کی تھی' آپ سے یہ خطاء اجتہادی ہوئی کہ آپ نے رب کے حکم کا انتظار نہ فرمایا اور نینوا لبستی سے روانہ ہوگئے بحر روم میں پہنچے)

حضرت یونس علیہ السلام اہل نینوا کی طرف ہی بنا کر بھیجے گئے تھے آپ نے انھیں بہت سمجھایا لیکن اُن کی ہٹ دھرمی بڑھتی ہی گئی عرصئہ دراز تک جب تبلیغ وارشاد کا اُن پر کوئی اثر نہ ہوا تو آپ اُن سے مایوس ہوگئے ۔اس لیے کہ یہ خداوند عالم کو نہیں مانتے اور اس کے احکام پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ آپ کا دل غصہ سے بھر گیا آپ اذن الٰہی کے بغیر وہاں سے ہجرت کر گئے ۔ راستہ میں دریا تھا کشتی میں سوار ہوئے' جب کشتی دریا کے بیچ میں پہنچی تو ہچکولے کھانے لگی ملاحوں نے اپنے خیال کے مطابق کہا کہ کشتی میں ضرور کوئی ایسا آدمی ہے جو اپنے مالک سے بھاگ آیا ہے اور اسی کی نحوست کی وجہ سے کشتی ڈوبنے لگی ہے جب آپ نے یہ سنا تو اُٹھ کھڑے ہوئے اور اعتراف کیا کہ وہ میں ہوں چنانچہ آپ کو دریا میں پھینک دیا گیا ۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ کشتی میں سواریاں زیادہ تھیں جب کشتی ڈوبنے لگی تو باقی سواریوں کے بچانے کے لیے ایک آدمی کو دریا میں پھینکنا ناگزیر معلوم ہوا' تین بار قرعہ اندازی کی گئی ہر بار آپ کا

ہی نام نکلا' آپ نے دریا میں چھلانگ لگا دی حکم الٰہی سے وہاں ایک بڑی مچھلی منہ کھولے کھڑی تھی۔اس نے فوراً آپ کو نگل لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے مچھلی یہ تمہاری خوراک نہیں بلکہ ہم نے تیرے شکم کو اسکے لیے قید خانہ بنایا ہے خبردار اسے کوئی گزند نہ پہنچے' جب آپ کو مچھلی نے نگل لیا تو اس وقت آپ نے اپنے مولیٰ کریم کو ان پیارے الفاظ سے پکارا ﴿**لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْـحٰـنَكَ اِنِّـىْ كُـنْـتُ مِـنَ الـظّٰـلِمِيْنَ**﴾ کوئی معبود نہیں سوا تیرے' پاک ہے تو' بیشک میں ہی قصورواروں سے ہوں۔ اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور اس کی وحدانیت اور سبوحیت کا اقرار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کی التجا کو قبول فرمایا۔ چالیس دن کے بعد مچھلی نے کنارے پر آ کر آپ کو اُگل دیا۔ یہ دُعائیہ کلمات بارگاہ الٰہی میں اتنے مقبول ہوئے کہ فرمایا کہ ہم اہل ایمان کو غم واندوہ کے اندھیروں سے یونہی نجات دیتے ہیں۔

امام احمد وترمذی اور دیگر محدثین سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

دعـوة ذی النون اذا دعا ربه وهوفی بطن الحوت لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّـىْ كُـنْـتُ مِـنَ الظّٰلِمِيْنَ لم يدع بهارجل مسلم فی شيئی الا استجاب له

یعنی حضرت ذی النون کی وہ دُعا جو مچھلی کے شکم میں انھوں نے کی تھی جو مسلمان جس مشکل میں ان الفاظ سے دُعا کرے گا اللہ تعالےٰ اس کی دُعا قبول فرمائے گا۔

حاکم نے ایک اور ارشاد نبوی اس طرح نقل کیا ہے: **الا اخبـركم بشئی اذ انزل بـاحـد منكم كرب اوبلاء فدعابه الا فرج الله عنه قيل بلىٰ يارسول الله۔**

حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے پوچھا کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تمہیں کوئی غم اور مصیبت لاحق ہو اور تم اس سے بارگاہ الٰہی میں التجا کرو تو اللہ تعالےٰ تمہاری مشکل آسان فرمادے۔ صحابہ نے عرض کی' اے اللہ کے رسول ضرور ارشاد

فرمایئے، حضور ﷺ نے یہی دُعا ارشاد فرمائی۔

حضرت شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (رحمتہ اللہ علیہما) سے قضائے حاجات کے لیے نفل پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ قارئین کے فائدہ کے لیے اُن کی ترتیب بھی لکھی جاتی ہے۔

مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت فرمائی ہے کہ انسان حاجات مشکلہ کے برآنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ﴿**لَآ اِلٰـهَ اِلَّآ اَنْـتَ سُبْحٰـنَكَ اِنِّـىْ كُـنْـتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۚ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۚ وَكَـذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ**﴾ کو سو بار پڑھے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد **رَبِّ اِنِّىْ مَسَّنِىَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ** سو بار پڑھے، تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد **وَاُفَـوِّضُ اَمْـرِىْٓ اِلَى اللّٰـهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ** سو بار، چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے **قَـالُـوْا حَسْبُـنَـا اللّٰـهُ وَنِعْـمَ الْـوَكِيْـل** پھر سلام پھیر کر سو بار یہ کہے **رَبِّ اِنِّىْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ**۔

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ یہ چاروں آیتیں اسم اعظم ہیں کہ انکے وسیلے سے جو سوال کیا جائے اور جو دُعا کی جائے قبول ہوتی ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

اس سے معلوم ہوا کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ** اسم اعظم ہے اور یہ دعا حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے القا ہوئی۔ اسی دعا کی برکت سے آئی آفتیں ٹل جاتی ہیں مشکلیں حل ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ فرمایا ﴿**فَـاسْتَـجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْـغَـمِّ ۚ وَكَذٰلِكَ نُنْجِى الْمُؤْمِنِيْنَ**﴾ یعنی اس دعا کی برکت سے ہم نے انھیں بھی غم سے نجات دی اور قیامت تک مسلمانوں کو بھی اس کی برکت سے نجات دیا کریں گے (مرقات)

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی زبان سے نکلی ہوئی دُعا بہت تاثیر والی ہوتی ہے۔

الله۔ اللهم ۔لااله الاانت ۔لااله الاهو اسم اعظم ہے۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ کے سارے ہی نام عظیم ہیں کوئی ناقص نہیں ۔مگر بعض نام اعظم یعنی بڑے ثواب وتاثیر والے ہیں ۔بعض صوفیاء نے فرمایا کہ جو نام خلوص دل اور عشق ومحبت سے لیا جائے وہی اسم اعظم ہے یہ ہی امام جعفر صادق کا قول ہے۔

وظیفہ آیت کریمہ : ﴿لَآاِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾

کوئی معبود نہیں سوا تیرے، پاک ہے تو، بیشک میں ہی قصورواروں سے ہوں۔

رب تعالیٰ کا اسم اعظم ہے اور اسم اعظم کی یہ تاثیر ہے کہ اس کی برکت سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وسیلہ کے ساتھ دعا کرنا بہتر ہے وسیلہ خواہ اسمائے الہیہ (اللہ تعالیٰ کے ناموں) کا ہوخواہ اس کے کسی محبوب بندے کا۔

آیت کریمہ کی محافل ومجالس کا انعقاد باعث خیر وبرکت اور دائمی نجات کا ذریعہ ہے انشاءاللہ اس محفل کی برکت سے آفتیں مصیبتیں اور پریشانیاں ٹل جائینگی۔

﴿فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ﴾ (المومنون/۱۱۶)

تو بہت بلندی والا ہے الہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت والے عرش کا مالک ہے

وہ لوگ جو زندگی کو بے مقصد خیال کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی اس سوچ کا جواب دیا ہے کہ زندگی بے مقصد نہیں ہے بلکہ زندگی کا مقصد کلمہ کو تسلیم کر کے اس پر عمل پیرا ہونا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے لوگوں کو تنبیہ کی کہ زندگی کو بے مقصد خیال نہ کرو اور جو زندگی کے مقصد کو پورا نہیں کرے گا وہ آخرت میں اللہ تعالیٰ

ہی کی طرف لوٹ کر جائے گا جہاں اسے کلمہ تسلیم نہ کرنے کی سزا دی جائے گی۔تم اپنے محدود فہم کے باوجود کوئی عبث اور فضول کام نہیں کرتے۔تم نے آخر یہ کیسے خیال کرلیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بے مقصد اور عبث پیدا کر دیا ہو' وہ عبث کام کرنے سے بھی پاک ہے اور وہ اس سے بھی پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس کا کوئی بیٹا بیٹی ہو جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے۔

﴿وَهُوَاللّٰهُ لَآاِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاُولٰی وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (القصص/۷۰) اور وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں' دنیا اور آخرت میں اسی کی تعریف ہے اور اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

دُنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہے اور اسی کا حکم دنیا میں چل رہا ہے اور پھر مرنے کے بعد اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس لئے وہی بندگی کے لائق ہے اور اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔مقصد یہ ہوا کہ موت کے بعد جب ہر طرح سے خدا ہی کی طرف رجوع کرنا ہے تو پھر اس دنیا میں بھی اسی کا کلمہ پڑھو اور اسی کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرو۔

اس ایک آیت میں اللہ تعالیٰ کی توحید ذاتی اور صفاتی کو بیان کر کے ان کے تمام شکوک اور اعتراضات کا جواب دے دیا۔

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَ ۚ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّاوَجْهَهٗ ۚ﴾ (القصص/۸۸) اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا نہ پکارو اس کے سوا کوئی خدا نہیں ہر چیز اس کی ذات کے سوا فانی ہے۔

ہر انسان کو دعوت دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو خدا بنا کر مت پکارو' اسی

وحدہ لاشریک کی عبادت اور یاد میں زندگی گذار دو' کیوں کہ دنیا میں اس کی ذات کے سوا ہر چیز فانی ہے صرف ایک اللہ تعالیٰ کی ذات ہمیشہ باقی رہے گی۔ اس لئے اسی کی رضا کے مطابق زندگی گذرانی چاہئیے۔

یہ ساری دُنیا اپنی جملہ نعمتوں وسعتوں اور کثرتوں کے باوجود فانی ہے عرش وفرش مہر وماہ سب فنا ہو جائیں گے ایک اللہ تعالیٰ کی ذات پاک باقی رہے گی **اِلَّاوَجۡهَــهٗ** کا یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ تمام اعمال ضائع ہو جائیں گے مگر وہ اعمال جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کئے گئے ہیں انھیں ہی بقا و دوام حاصل ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے جو ہر جگہ نافذ ہے چھوٹی بڑی ہر چیز اس کے فرمان کے سامنے سرافگندہ ہے کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔ اور تمھیں یہاں چندروزہ زندگی گزارنے کے بعد آخر کار اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے اس لئے عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا میں اس طرح وقت گزارو کہ قیامت کے دن جب تم بارگاہ رب العالمین میں حاضر ہو تو تمہاری جبین پر اس کی بندگی کا روشن نشان چمک رہا ہو۔ تمہارا دل اس کی محبت کا بادۂ لالہ فام سے سرشار ہو تمہارا سینہ اس کے نور معرفت سے منور ہو۔ اور جب تم قبروں سے نکلو تو رحمت کے فرشتے تمہارے استقبال کے لئے پرے باندھے کھڑے ہوں اور تمہیں مرحبا اور خوش آمدید کہہ رہے ہوں۔ وجہ عربی میں چہرے کو کہتے ہیں لیکن بطور مجاز اس کا اطلاق ساری ذات پر ہوتا ہے اس لئے یہاں **وجهــه** سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہے **ای ذاته عزّوجل** (روح المعانی)

﴿**هَلۡ مِنۡ خَالِقٍ غَيۡرُاللّٰهِ يَرۡزُقُكُمۡ مِّنَ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ لَاۤاِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاَنّٰى تُــؤۡفَــكُــوۡنَ**﴾ (فاطر/۳) کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی زمین و آسمان کا خالق ہے جو تمہیں رزق عطا کرے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم کہاں لوٹ کر جا رہے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کوطرح طرح کی نعمتوں سے مالا مال کیا ہےیعنی پیدائش سے آخری دم تک اس کے لیئے ہر چیز مہیا کی ہے ان نعمتوں کو یاد دلا کراللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میری عبادت کرواور میرا ہی کلمہ پڑھو۔

اللہ تعالیٰ کے سوااور کوئی خالق نہیں' تمہیں بھی اس نے پیدا فرمایا اورتمہارے رزق کے سارے سامان بھی اسی نے پیدا فرمائے۔تخلیق میں جب اس کا کوئی شریک نہیں تو رزق رسانی میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب خالق بھی وہی ہے اور رازق بھی وہی تو پھر خود انصاف کرو' اور کون ہے جو عبادت کرنے کے لائق ہو؟ ہرگزنہیں۔ سب کہو **لَآاِلٰــــهَ اِلَّا هُــوَ** ۔۔تم کتنے نادان ہوکہ اپنے خالق' رازق اوراپنے معبودحقیقی سے منہ موڑ کرشیطان کی پیروی میں دیوانہ وار دوڑے جا رہے ہو۔

﴿**اِنَّهُــمْ كَــانُــوْٓا اِذَا قِيْـلَ لَهُمْ لَآاِلٰــهَ اِلَّا اللّٰــهُ يَسْتَـكْبِـرُوْنَ**﴾ (الصفت/۳۵)

کفار کا یہ حال ہے کہ بے شک جب انھیں کہا جا تا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کفار اور مشرکین کی عادت بیان کی ہے کہ جب انھیں کہا جا تا ہے کہ شرک چھوڑ کر کلمہ پڑھ لوتو وہ اس دعوت کوتسلیم کرنے کے بجائے اکڑنے لگتے ہیں یہ عادت بہت بُری ہے مقصد یہ ہوا کہ ایک تو کلمہ کی دعوت کوقبول نہ کرنا جرم ہوااور پھراس غلطی پرتکبر کرنا مزید بڑا جرم ہے لہذا کلمہ حق نہ تسلیم کرنے والوں کے لئے یہ بات نقصان دہ ہے۔

یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ان مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا۔قرآن نے صاف بتا دیا کہ وہ انھیں الہ اورمعبود یقین کرتے تھے۔ اگرآج بھی کوئی کسی کوالہ اورمعبود سمجھے خواہ وہ بت ہو' درخت ہو' دریا ہو'

انسان ہو یا اجرام سماوی میں سے کوئی چیز وہ مشرک ہے اور دائرہ اسلام سے خارج۔ آج ہر اس مسلمان کو جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کے محبوب کریم ﷺ کی محبت ہو اور اولیاءِ کرام سے عقیدت ہو اس کو مشرک کہنا ایک فیشن بن کر رہ گیا ہے۔ ان آیات میں غور کرنے سے ہمیں کفار کے عقائد پر پوری طرح واقفیت حاصل ہوتی ہے وہ قیامت کے منکر تھے وہ اپنے بتوں کو الٰہ اور معبود یقین کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا انکار کرتے تھے وہ نبی کریم ﷺ کی جناب پاک میں گستاخی کرتے تھے اور حضور ﷺ کو شاعر اور مجنوں کہتے تھے۔ جو لوگ خواہ مخواہ مسلمانوں پر شرک کے فتوے لگاتے ہیں اور اُن کے متعلق یہ تہمت لگاتے ہیں کہ اُن کے بھی وہی عقاید ہیں جو مشرکین مکہ اور کفار عرب کے تھے وہ ان آیات میں بار بار غور کریں۔ خدا کرے انھیں اپنی اس زیادتی کا احساس ہوجائے اور مسلمانوں کو مشرک ثابت کرنے کے لئے جو وقت، سرمایہ اور علمی قابلیت ضائع کر رہے ہیں اُسے وہ مشرکوں، ملحدوں اور دہریوں کو مشرف با اسلام کرنے میں خرچ کریں۔

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ﴾ (الزمر/٦) یہ ہے اللہ تمہارا رب، اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ انسان کا پروردگار ہے بڑی شان والا ہے عظیم قدرتوں والا ہے بلندی و پستی، بحر و بر، کوہ و دامن، گویا کہ زمین و آسمان ہر جگہ پر اسی کی بادشاہی ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور نہ ہی کوئی اور عبادت کے لائق ہے۔ اے لوگو! پھر اللہ تعالیٰ سے منہ موڑ کر کہاں جاؤ گے۔ اگر کفر و شرک کی راہ نہیں چھوڑو گے تو پھر عبرتناک انجام ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا تم کیا بگاڑ سکتے ہو۔ تم ہر بات میں اس کے محتاج ہو اسے تمہاری قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

ہر جگہ ہر حال میں حقیقی بادشاہت اللہ تعالیٰ کی ہے لہذا آیت پر اعتراض نہیں کہ بادشاہت تو بہت انسانوں کو ملی ہے۔ خیال رہے کہ سلطنت، اطاعت، حکم، مدد ۔۔ مجازی طور پر بندوں کی بھی ہوسکتی ہے لیکن معبودیت رب کے سوا کسی کی صفت نہیں۔ اس میں مجاز بنتا ہی نہیں ۔بعض لوگ بادشاہ تو ہیں مگر الہ کوئی نہیں۔

﴿حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِالْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ ۚ لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَ ۚ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ﴾ (المومن ۳) یہ کتاب اُتارنا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے، جو عزت والا، علم والا، گناہ بخشنے والا، اور توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب کرنے والا، بڑے انعام والا۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کی طرف پھرنا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی عظیم صفات کا ذکر کر کے انسان کو اللہ تعالیٰ کی الوہیت کی دعوت دی گئی ہے کہ قرآن مجید، اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ غالب علم والا ہے، گناہ بخشنے والا ہے اور توبہ قبول کرنے والا ہے، سخت عذاب دینے والا ہے، بڑے فضل وکرم والا ہے۔ ان صفات کی بناء پر اللہ تعالیٰ ہی کو معبود مانا جائے اور اس کی عبادت کی جائے۔

اس قرآن میں عزت بھی ہے، علم بھی ہے۔ قرآن جاننے والا بہترین علم والا ہے، قرآن کی خدمت کرنے والا دُنیا وآخرت میں عزت والا ہے۔

جو ذات ان صفات جلیلہ کاملہ کی مالک ہے وہی عبادت کے لائق بھی ہے اس کے سوا نہ کوئی ان صفات جلیلہ سے متصف ہے اور نہ کوئی معبود بننے کی اہلیت رکھتا ہے۔ سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹنا ہے۔اس میں اطاعت گذاروں کے لئے خوشخبری اور عاصی نافرمانوں کے لئے سرزنش ہے علمائے تفسیر نے یہاں بڑا رُوح افزا اور بصیرت

افروز واقعہ بیان کیا ہے۔اس کا یہاں لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔ شام کا ایک آدمی امیرالمومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دوست تھا۔ اُس کی پارسائی تقویٰ اوردین کے لیے اس کی حمیت کے باعث آپ اُس کو اپنا بھائی کہہ کر پکارتے تھے۔ شام سے ایک آدمی آیا' آپ نے اُس سے اپنے دوست کی خیریت دریافت کی' اس نے بتایا کہ وہ تو تباہ ہوگیا ہے' شراب پیتا ہے' گانا سنتا ہے اوروہ فسق وفجور کی زندگی بسرکررہا ہے۔ یہ سن کرآپ کوازحدرنج ہوا' فرمایا جب واپس جانے لگوتو مجھے ملتے جانا' روانگی کے وقت وہ آپ کی خدمت میں حاضرہوا۔ آپ نے اپنے کاتب کو بلایا اورفرمایا لکھو۔

من عمربن الخطاب الی فلاں سلام علیکم فانی احمد الیك الله الذی لاالہ الا ھو غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ۙ لَاۤاِلٰهَ اِلَّاهُوَ ۙ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۔ یہ خط عمر بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ) سے فلاں شخص کی طرف تم پرسلام ہومیں تیری طرف اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جووحدہٗ لاشریک ہے۔ گناہ معاف کرنے والا' توبہ قبول کرنے والا' سخت عذاب والا۔ بڑی قدرت والا' اس کے بغیراورکوئی معبودنہیں' اسی کی طرف سب کولوٹنا ہے۔

پھرخودبھی اس کی ہدایت کے لیے دُعا مانگی اورحاضرین مجلس سے بھی اُس کے لئے دعا منگوائی' اور یہ خط اس شخص کودیا اورفرمایا کہ یہ میرے دوست کو پہنچادینا۔ جب اس دوست نے خط پڑھا تواس پرایک عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا مینہ برسنے لگا' روتا تھا اورخط کوباربارپڑھتا تھا' یہاں تک کہ اُس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی' فسق وفجور کی زندگی ترک کرکے اطاعت وانقیاد کی زندگی بسرکرنے لگا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوجب اس کی توبہ کی اطلاع

ملی تو آپ بڑے خوش ہوئے اور فرمانے لگے۔ **هكذا فاصغوا اذا رأيتم اخًا لكم زلّ ذلّة فسدّدوه، ووفقوه وادعوا الله له ان يتوب عليه ولاتكونوا اعوانًا للشياطين عليه** ۔ یعنی تم بھی جب اپنے کسی بھائی کو دیکھو کہ راہ راست سے اس کا قدم پھسل گیا ہے تو اس کے خلاف شیطان کے مددگار نہ بن جاؤ یعنی اگر تم اسے برا بھلا کہنا شروع کر دو گے اس پر طعن تشنیع کے تیر برسانے لگو گے تو وہ اپنی ضد پر پکا ہو جائے گا اور اسے اپنی عزت نفس کا سوال بنا کر گمراہی میں دُور نکل جائے گا۔

سبحان اللہ! دعوت وارشاد اور تبلیغ واصلاح کا کیا حکیمانہ انداز ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شروع دن میں **آیتہ الکرسی** اور سورۂ مومن کی پہلی تین آیتیں ﴿**حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِالْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِى الطَّوْلِ ۗ لَآاِلٰهَ اِلَّاهُوَ ۗ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ**﴾ پڑھ لیں وہ اس دن ہر برائی اور تکلیف سے محفوظ رہے گا (ابن کثیر)

حضور ﷺ (کسی جہاد کے موقع پر رات میں حفاظت کے لئے) فرمارہے تھے کہ اگر رات میں تم پر چھاپہ مارا جائے تو تم **حٰم لاينصرون** پڑھ لینا جس کا حاصل **حٰم** کے ساتھ یہ دعا کرنا ہے کہ ہمارا دشمن کامیاب نہ ہو اور بعض روایات میں حٰم لاینصر وبغیر نون کے آیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب تم حٰم کہو گے تو دشمن کامیاب نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حٰم دشمن سے حفاظت کا قلعہ ہے (ابن کثیر)

حضرت ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوفہ کے علاقہ میں تھا میں ایک باغ کے اندر چلا گیا کہ دو رکعت پڑھ لوں۔ میں نے ﴿**حٰمٓ ۚ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِالْعَلِيْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ**

التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴾ پڑھیں۔ اچانک دیکھا کہ ایک شخص میرے پیچھے ایک سفید خچر پر سوار کھڑا ہے جس کے بدن پر یمنی کپڑے ہیں اس شخص نے مجھ سے کہا کہ جب تم **غافر الذنب** کہو تو اس کے ساتھ یہ دعا کرو **یاغافر الذنب اغفرلی** یعنی اے گناہوں کے معاف کرنے والے مجھے معاف کردے اور جب تم پڑھو **قابل التوب** تو یہ دعا کرو **یاقابل التوب اقبل توبتی** یعنی اے توبہ کے قبول کرنے والے میری توبہ قبول فرما۔ پھر جب پڑھو **شدید العقاب** تو یہ دعا کرو **یاشدید العقاب لاتغافنی** اے سخت عقاب کرنے والے مجھے عذاب نہ دیجئے اور جب **ذی الطول** پڑھو تو یہ دعا کرو **یاذا الطول ظل محلی فجیر** اے انعام واحسان کرنے والے مجھ پر انعام فرما۔

ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ نصیحت اس سے سننے کے بعد جوادھر دیکھا تو وہاں کوئی نہ تھا' میں اس کی تلاش میں باغ کے دروازے پر آیا۔لوگوں سے پوچھا کہ ایک ایسا شخص یمنی لباس میں یہاں سے گذرا ہے سب نے کہا کہ ہم نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا۔ ثابت بنانی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حضرت الیاس علیہ السلام تھے (ابن کثیر)

﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ﴾ (المومن/٦٢)

وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ بڑی شان اور قدرت والا ہے اس کی وحدانیت کی شہادت کائنات کا ذرہ ذرہ دے رہا ہے' کیوں کہ ہر چیز کو بنانے والا وہی ہے اس لئے وہی عبادت کے لائق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اے انسان کدھر جارہا ہے یعنی انسان کو تاکید کی گئی ہے کہ ایمان پر قائم رہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہر چھوٹی بڑی، بُری بھلی چیز کا اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ جو کسی چیز کا خالق غیر اللہ کو مانے وہ اس آیت کا مخالف ہے جیسے معتزلہ کہ وہ اعمال کا خالق خود بندے کو مانتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ بُری چیزوں کا پیدا فرمانا بُرا نہیں۔ شیطان بُرا ہے مگر شیطان کا پیدا کرنا بُرا نہیں، اس میں ہزارہا حکمتیں ہیں۔

﴿هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾

(المومن/٦٥) وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اخلاص کے ساتھ اس کے دین پر کاربند ہو جاؤ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ کی شان کا اظہار کر کے اس بات کی تاکید کی گئی ہے اس کی بندگی میں رہو اور اسی کا کلمہ پڑھو کیوں کہ ہمیشہ قائم رہنے والا، سب خوبیوں والا اور دنیا کو پالنے والا وہی ہے۔ جب اس کی یہ شان ہے تو اور کون ہے جسے اس کا شریک ٹھہرایا جائے۔ اس لئے اپنے عقیدہ کی ہر قسم کے جلی و خفی شرک کی آمیزش سے پاک کرتے ہوئے اسی کی عبادت کرو۔ (روح المعانی)

حقیقی زندہ، ہمیشہ سے زندہ، ہمیشہ تک زندہ، صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی مجازی عارضی زندہ ہیں۔ ایسے ہی حقیقی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے مجازی کارساز اس کے محبوب بندے ہیں۔

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَاۗىِٕكُمُ الْاَوَّلِيْنَ﴾ (الدخان/٨)

اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرے اور وہی مارے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔

زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ موجودہ لوگوں کا مالک اور خالق وہی ہے اور اس سے پہلے لوگوں یعنی تمہارے آباواجداد کا بھی وہی پروردگار رہے ایسی

باکمال اورذوالجلال والاکرام ذات پرایمان نہ لانا نادانی ہے لہذا اُس کی عبادت کرنی چاہیئے۔

یہ حقیقت جب روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ بلندیوں اور پستیوں میں جو کچھ ہے اس کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہےاس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔اس کا ہر فیصلہ اس کی رحمت کا مظہر ہےاب اس حقیقت سے انکار بھی پرلے درجے کی حماقت ہے کہ۔

لَآاِلٰـــہَ اِلَّا ھُـوَ بے شک صرف وہی معبود ہے وہی اس کا سزاوار ہے کہ اس کی بندگی اور عبادت کی جائے۔ زندہ کرنا اور مارنا اسی کی شان ہے۔ کان کھول کر سن لو' تمہارا خالق و مالک بھی وہی ہے اور تمہارے آبا واجداد کا جن کا نام لے کر تم جیتے ہو' جن کی طرف اپنی نسبت پر تم اتراتے ہو اور جن کی جائیدادوں کے مالک اور وارث ہو' اُن کا خالق اور مالک بھی وہی ہے۔ ایسی باکمال اور ذوالجلال والاکرام ہستی پر ایمان نہ لانا بڑی نادانی ہے۔

﴿ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیۡ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَالشَّھَادَۃِ ۚ ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ ۚ ھُـوَ الـلّٰہُ الَّذِیۡ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ۚ اَلۡمَلِکُ الۡقُدُّوۡسُ السَّلٰمُ الۡمُؤۡمِنُ الۡمُھَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡـجَبَّـارُ الۡـمُتَـکَبِّـرُ ۚ سُبۡـحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۚ ھُوَ اللّٰہُ الۡـخَـالِقُ الۡبَارِئُ الۡـمُـصَـوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡـحُسۡنٰی ۚ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡـحَکِیۡمُ﴾ (الحشر/۲۲۔۲۴)

اللہ وہ تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں' جاننے والا ہر چھپی ہوئی اور ہر ظاہر چیز کا' وہی بہت مہربان' ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ اللہ وہی تو ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سب کا بادشاہ' نہایت مقدس' سلامت رکھنے والا' ایمان بخشنے والا' نگہبان' عزت والا' ٹوٹے دِلوں کو جوڑنے والا' متکبر ہے پاک ہے

اللہ تعالیٰ اس شرک سے جولوگ کر رہے ہیں وہی اللہ سب کا خالق، سب کو پیدا کرنے والا، (سب کی مناسب) صورت بنانے والا، سارے خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُس کی تسبیح کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور وہی عزت والا، حکمت والا ہے۔

ان آیات میں صفات جلیلہ حمیدہ کاملہ کا بیان ہو رہا ہے یعنی جس خداوند کی عبادت اطاعت اور فرمانبرداری کا تمہیں حکم دیا جارہا ہے وہ خدا کن کن صفات کمال سے متصف ہے۔ سب سے پہلے اس کی شان توحید بیان کی گئی، وہی خدا ہے وہی معبود ہے اس کے سوا اور کوئی ہے ہی نہیں جو خدائی کے تخت پر جلوہ فرما سکے۔ کوئی ایسی ہستی ہے ہی نہیں جو عبادت و پرستش کے لائق ہو۔ اگر کسی چیز میں کوئی کمال یا کمالات پائے جاتے ہیں تو اس میں نقائص وعیوب کی بھی کمی نہیں، اگر کوئی اور نقص نہ ہو تو اس نقص سے تو اس کے سوا کوئی بھی منزہ نہیں کہ وہ ممکن ہے یعنی پہلے نہیں تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور پھر نہیں ہوگا۔

صفات توحید بیان کرنے کے بعد اس کی صفت علم کا ذکر فرمایا کہ اس کا علم ادھورا اور ناقص نہیں بلکہ وہ ان چیزوں کو بھی جانتا ہے جو تم سے چھپی ہوئی ہیں اور اُن کو بھی جانتا ہے۔ جو ظاہر ہیں ماضی بھی اُس کے سامنے ہے مستقبل بھی اُس سے پوشیدہ نہیں۔ وہ رحمٰن ورحیم بھی ہے اُس کی رحمت بے انداز ہے۔ دنیا وآخرت میں اپنے اور بیگانے سب اُس کے خوان نعمت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو وہ ہے جو ان صفات وکمالات سے متصف ہے جن کو ان احمقوں نے خدا کا شریک بنا رکھا ہے کیا ان میں یہ خوبیاں پائی جاتی ہیں یا ان میں سے کوئی ایک خوبی پائی جاتی ہے جب ان کمالات کا ان میں شائبہ تک نہیں تو اُن کو اللہ تعالیٰ

کا شریک بنانا کتنی بڑی حماقت ہے۔ اس لئے فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ان معبودان باطل سے پاک ہے جنھیں یہ نادان اس کا شریک بناتے ہیں۔ ترمذی میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کے وقت تین مرتبہ **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم** اوراس کے بعد تین مرتبہ سورۂ حشر کی یہ تین آخری آیتیں **ھواللہ الذی لاالہ الاھو** سے آخر سورت تک پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتے ہیں جو شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں اگر اس دن میں وہ مرگیا تو شہادت کی موت حاصل ہوگی اور جس نے شام کو یہی کلمات تین مرتبہ پڑھ لئے تو یہی درجہ اس کو حاصل ہوگا۔ (تفسیر مظہری)

﴿فَاعْلَمْ اَنَّہٗ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۙ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مُتَقَلَّبَکُمْ وَمَثْوٰکُمْ﴾ (محمد/۱۹) پس جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بھی اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کے چلنے پھرنے اور ٹھہرنے سے واقف ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو روز 'الست' ہی میں توحید کی معرفت عطا فرما دی تھی اور یہاں ظاہری تاکید فرمائی ہے کہ دنیا والوں کو بتانے کے لئے جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود حقیقی ہے اور اسی کا پرچار کرو۔ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو یہ اعزاز بخشا ہے کہ ان کے لئے مغفرت مانگنے کا حکم اپنے محبوب کو دیا۔ علامہ بغوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی یہ عزت افزائی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ امت کے گناہوں کے لئے مغفرت طلب کریں اور حضور ﷺ کی ذات پاک وہ شفیع ہے جس کی شفاعت اور دُعا مقبول ہے۔ یہ آیت حضور ﷺ کی شفاعت کبریٰ کی دلیل ہے۔

امت مسلمہ کی عزت افزائی ہے کہ وہ ان کی شفاعت فرمانے کا رب تعالیٰ اپنے محبوب کو حکم دے رہا ہے۔ معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو کچھ دینا چاہتا ہے تو حضور ﷺ سے کہلوا کر دیتا ہے۔ اُمت کو بخشتا تو خود ہے مگر محبوب سے فرماتا ہے کہ تم شفاعت کرو تا کہ ہم بخشیں' کوئی مسلمان حضور ﷺ سے مستغنی نہیں ۔۔ دیتا وہ ہے دلاتے یہ ہیں ﷺ۔

عیسائیوں کا عقیدۂ تثلیث :

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾

(مائدہ/۷۳) بیشک وہ لوگ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین خداؤں کا تیسرا ہے۔ خدا تو ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

اگر چہ کفر کی بہت قسمیں ہیں مگر کفر ہونے میں وہ سب برابر ہیں **الکفر ملة واحدہ** دیکھو رب تعالیٰ نے ان عیسائیوں کو بھی کافر فرمایا جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو عین خدا مانتے ہیں اور انھیں بھی کافر کہا جو تین خدا مانتے ہیں۔ دونوں فرقوں کے لئے **لقد کفر** یکساں استعمال ہوا۔

۔ منہ سے کفر بکنا اور دِل میں کفریہ عقیدہ رکھنا دونوں ہی کفر ہیں۔

۔ دلائل سے کفر اختیار کرنا یا بغیر سمجھے سوچے لوگوں کو دیکھا دیکھی کافر بن جانا یکساں کفر ہے۔ عیسائیوں کے پوپ پادری جو تثلیث پر دلیلیں دیتے ہیں اور عوام عیسائی جو بغیر سمجھے بوجھے عیسائی ہوگئے یکساں کافر ہیں۔ نام نہاد اہلحدیث منکرین فقہ غیر مقلدین کو دیکھ کر عام مسلمان بغیر سمجھے بوجھے اُن کی طرح پاؤں پھیلا کر نماز کے لئے قیام کرتے ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ورزش کے لئے کھڑے ہیں' سر سے ٹوپی غائب' نماز کے بعد دُعا کئے بغیر راہ فراری' وضو میں پیر دھونے کے بجائے صرف کپڑوں کے

ساؤکس پر مسح کر لیتے ہیں اور یہ بھی نہیں جانتے کہ اس سے وضو ناقص ہوتا ہے وضو میں ٹخنوں تک دونوں پاؤں دھونا فرض ہے۔ بہرحال بغیر سوچے سمجھے بدعقیدگی کو اختیار کرنا بھی بدعقیدگی ہے جہالت کوئی عذر نہیں ہے۔ایمان کا بھی یہ ہی حال ہے دلائل سے ایمان لانے والا حضور ﷺ پر فدا ہو کر ایمان لانے والا یعنی عقلی مومن اور عشقی مومن اور ہم جیسے گنہگار بے عقل بے شعور' بے سمجھے بوجھے ایمان قبول کرنے والے سب ہی مومن ہیں۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ تم کیا دیکھ کر ایمان لائے۔کوئی شق القمر کا معجزہ دیکھ کر ایمان لایا' کوئی پتھروں درختوں سے کلمہ سن کر ایمان لایا مگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ صرف حضور ﷺ کا چہرہ دیکھ کر' ان کا کلام سن کر ایمان لائے۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب بلکہ کیفیت ایمان میں عشقی ایمان والے اعلیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ عشق وفنا والا ایمان نصیب فرمادے۔ (آمین)

فضیلت کلمہ طیبہ

جنت میں داخلہ :

(☆) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جوشخص اخلاص کے ساتھ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ کسی نے پوچھا کہ کلمہ کے اخلاص کی علامت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حرام کاموں سے اس کو روک دے۔ (طبرانی)

(☆) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اس اعتقاد پر وفات پائی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت کے قابل نہیں (یعنی مرتے وقت **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہا تو) وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (مسلم شریف)

☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا آخری کلام **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ہوا وہ داخل جنت ہوگا۔ (ابوداؤد)

نزہۃ المجالس میں ایک حکایت درج ہے کہ امام رازی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص میدان عرفات میں کھڑا تھا اس نے ہاتھ میں سات پتھر لے کر کہا اے پتھرو! گواہ ہو جاؤ کہ **انی اشھد ان لاالہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ** یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ ﷺ، اللہ کے رسول ہیں۔ اُس رات جب وہ سوگیا تو کیا دیکھتا ہے کہ قیامت قائم ہوگئی ہے حساب کتاب لیا جارہا ہے۔ کچھ کے بعد اس کی باری بھی آئی۔ اس کا حساب لیا گیا، فیل ہونے کی بنا پر وہ نار جہنم کا مستحق قرار پایا۔ فرشتے اس کو گرفتار کر کے جہنم کی طرف

روانہ ہوگئے ۔ اور جہنم کے ایک دروازہ پر آ گئے ۔ تو ان سات پتھروں میں سے ایک پتھر اس دروازہ پر گر پڑتا ہے اور راستہ مسدود ہو جاتا ہے۔ عذاب کے فرشتے اس پتھر کو اُٹھانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ پتھر ذرا بھی نہیں ہٹا۔ دوسرے اور تیسرے حتیٰ کہ ساتوں دروازوں پر یہ ہی واقعہ پیش آیا۔ فرشتے اس کو عرش پر لے آتے ہیں تو خداوند کریم ارشاد فرماتا ہے کہ اے بندے تو نے پتھروں کو گواہ بنایا تھا۔ پتھروں نے تیرا حق ضائع نہیں کیا۔ اے میرے بندے! میں خود ہی تیری شہادت توحید اور شہادت رسالت کی گواہی دیتا ہوں اور صلہ میں تجھے جنت کا حقدار قرار دیتا ہوں ۔ جب وہ شخص جنت کے دروازوں پر پہنچا تو جنت کے دروازے بند تھے اتنے میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی صدا آئی اور جنت کے در کھل گئے اور وہ شخص جنت میں داخل ہوگیا۔

نزہتہ المجالس میں ایک اور حدیث مرقوم ہے: بعض صحابہ کرام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دل سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھے اور اس کے ادب کی خاطر اسے عبا کر کے یعنی ترنم سے پڑھے تو اس کی برکت سے اس کے چار ہزار گناہ کبیرہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر گناہ چار ہزار سے کم ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کے ہمسایہ کے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے۔

کشف الغمہ میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا **من قال لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ومدها هدمت له اربعة الاف ذنب من الكبائر** یعنی جس نے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ترنم سے پڑھا اس کے چار ہزار کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

افضل ترین ذکر :

(☆) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے افضل ترین ذکر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** ہے اور بزرگ ترین دُعا **الحمد للّٰہ** ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ)

کلمہ طیبہ میں ذات الٰہی کے معبود ہونے کا اقرار ہے چونکہ ذات الٰہی ہر چیز سے افضل اور برتر ہے اس لئے اس کلمہ کا مقام ہر چیز سے افضل اور اعلیٰ ہے۔

کلمہ طیبہ کے افضل ہونے کی ایک وجہ دلیل یہ ہے کہ کلمہ کی پکار براہ راست اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے اور راستے میں کوئی حجاب نہیں ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان یہی ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کے لئے اللہ کے یہاں پہنچنے کے لئے درمیان میں حجاب ہوتا ہے مگر **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اور باپ کی دُعا بیٹے کے لئے۔ان دونوں کے لئے کوئی حجاب نہیں۔ (جامع صغیر)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے مراد پورا کلمہ طیبہ ہے یعنی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** صرف **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** تو بہت موحد کفار بلکہ ابلیس بھی پڑھتا ہے وہ مشرک نہیں موحد ہے یعنی ابلیس اللہ تعالیٰ کو واحد و یکتا مانتا ہے اللہ تعالیٰ کو عبادت کے لائق سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک اور برداشت نہیں کرتا۔ ابلیسی و شیطانی توحید کی شدت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی نبی کی تعظیم و توقیر برداشت نہیں کیا۔ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو سجدۂ تعظیمی کرنے سے انکار کردیا۔ بنی کی توہین کرنے اور بشرو مٹی کہنے کے جرم میں مَردود قرار دے کر زمین پر پھینک دیا گیا۔ شیطان لعنتی اور مَردود بن کر زمین پر رہنا پسند کیا لیکن توبہ کرتے ہوئے سیدنا آدم

علیہ السلام کوسجدہ کا اقرار نہیں کیا۔ یہی ابلیسی توحید ہے۔ بنی کی تعظیم کوشرک و بدعت تصور کیا اور یہی وسوسے انسانی ذہنوں میں ڈال رہا ہے۔

جس کلمہ سے مومن بنتے ہیں وہ ہے **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ۔ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** سے کفر کی گندگی دُور ہوتی ہے اسے پڑھ کر کافر، مومن ہوتا ہے اس سے دِل کی زنگ دُور ہوتی ہے اس سے غفلت جاتی ہے دِل میں بیداری آتی ہے یہ حمد الٰہی ونعت مصطفوی کا مجموعہ ہے اس لیے یہ افضل الذکر ہے۔ صفائی دل کے لئے کلمہ طیبہ اکسیر ہے کلمہ طیبہ کے افضل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ دین اسلام کی بنیاد ہے اور سارے دین کا دارومدار اسی پر ہے۔ یہی کلمہ سب سے پہلے عرش معلٰی پر لکھ دیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو حکم دیا کہ اے قلم لکھ **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ۔ قلم نے عرض کیا اے پروردگار ! کیا تیرے نام پاک کے سوا کوئی دوسرا نام بھی ہے جو اسی درجے کا عظیم الشان اور بزرگ و برتر ہے؟ حکم ہوا کہ اے قلم ! ادب اختیار کر۔ اگر **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** نہ ہوتے تو آسمان وزمین عرش وکرسی لوح وقلم کچھ بھی نہ پیدا کرتا بلکہ اپنی ربوبیت کو بالکل ظاہر نہ کرتا۔ تمام مخلوقات اس کے طفیل اور اسی کے نور سے پیدا کئے ہیں۔ قلم نے ستر ہزار برس میں **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ** اور ستر ہزار برس میں **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** لکھا اور کمال ہیبت سے قلم شق ہوگیا جب قلم کلمہ لکھ چکا تو حکم الٰہی پہنچا کہ اب لکھ **السلام علیك یا نبی اللّٰہ** ابھی قلم نے یہ کلمہ لکھا بھی نہ تھا کہ روح پاک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا **السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین** ۔ حضور ﷺ نے رُوحانی عالم میں بھی اپنی اُمت کوفراموش نہیں فرمایا بلکہ اس انعام الٰہی اور رحمت وشفقت میں تمام مومنین اُمت کو شامل فرمالیا۔ اسی مقام سے حضور ﷺ کی اُمت کے لوگوں پر ایک دوسرے پر سلام کہنا سنت ہوا۔

آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بندہ جب خلوص دل سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہتا ہے اس کے لیے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے جب تک کہ بندہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔ (ترمذی)

کلمہ طیبہ کا اعجاز ہے کہ اس کے پڑھنے والے کی عزت اور تکریم کے لیے آسمانوں کے تمام دروازے کھل جاتے ہیں اور آواز براہ راست اللہ تعالیٰ تک عرش معلیٰ پر پہنچ جاتی ہے اور کلمہ طیبہ بہت جلد مقبول ہو جاتا ہے۔

کلمہ طیبہ پڑھنے والا بہرحال جنت میں جائے گا : حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے اور اسی اعتقاد پر اس کا خاتمہ ہو جائے تو وہ جنت میں جائے گا۔ میں نے عرض کیا اگر چہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو؟ آپ نے فرمایا: اگر چہ وہ زنا اور چوری کرتا ہو۔(**قلت وان زنیٰ وان سرق قال وان زنیٰ وان سرق**)میں نے تین بار یہی سوال کیا اور آپ نے یہی جواب دیا۔ (ترمذی شریف)

جو شخص **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے اور اسی اعتقاد پر اس کا خاتمہ ہو جائے وہ جنت میں جائے گا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ گو بہرحال جنت میں چلا جائے گا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بد اعمالیوں پر اس نے توبہ کر لی ہو اور وہ قبول ہو جائے۔یا۔ رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب ہو جائے اور وہ جنت میں چلا جائے۔یا۔اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے بغیر کسی کی شفاعت کے اس کو جنت میں داخل کر دے اور اگر خدا نہ کرے یہ سب نہ ہو تو پھر وہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر بالآخر جنت میں چلا جائے گا۔

نجات کے لئے صرف ایمان باللہ کافی نہیں، ایمان بالرسالت بھی نجات کے لئے ضروری ہے۔ نیز کلمہ گو سے مراد وہ شخص ہے جو کلمہ پڑھنے کے ساتھ کوئی کفریہ عقیدہ نہ رکھے، مثلاً اگر کوئی شخص کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی مستقل یا غیر مستقل نبی کی بعثت کے امکان کو مانتا ہے یا قرآن مجید میں تحریف کا اعتقاد کرتا ہے تو اس کے کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ عہد رسالت میں منافقین کے کلمہ پڑھنے کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا تھا۔ (شرح صحیح مسلم۔ علامہ غلام رسول سعیدی)

نامہ اعمال سے بُرائیاں ختم کر دی جاتی ہیں :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دن رات کے کسی حصے میں **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھے تو اس کے اعمال نامے سے برائیاں ختم کر دی جاتی ہیں و راس کی جگہ نیکیاں کر دی جاتی ہیں۔ (ترغیب)

رب تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿**یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ**﴾ (الاحزاب) اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو، وہ تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

بعض مفسرین کے نزدیک **قَوْلًا سَدِیْدًا** سے مراد **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے سے ہے یعنی **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے سے اعمال میں حسن پیدا ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمارے گناہ معاف فرما دیتا ہے گویا **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** بہترین، بے مثل کلمہ ہے جس سے ہم دُنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

کلمہ طیبہ پڑھنے سے نامہ اعمال سے برائیاں مٹ جاتی ہیں اور نیکیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ ذکرالٰہی نیک اعمال سے ہے اس لیے جو شخص کلمہ طیبہ کا ذکر کرنا شروع کر دیتا ہے اُس کی نیکیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں حتٰی کہ جب اس کی نیکیاں اس مقدار کے برابر ہو جاتی ہیں جتنے کہ گناہ تھے تو ان کے بدلے میں اس کے گناہ ختم کر دیئے جاتے ہیں تو پھر جب وہ مزید ذکر کرتا رہتا ہے تو اس کے نامہ اعمال میں نیکیاں ہی نیکیاں ہو جاتی ہیں۔

حکایت : نزہۃ المجالس میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنے زندگی کے ۴۸۰ سال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور عصیاں میں گذار دیئے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو اس کے حال پر ترس آیا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُوسیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ** میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور موسیٰ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ یا موسیٰ نبی اللہ ! اس کلمہ کی برکت سے اللہ نے اس کے ۴۸۰ سال کے گناہ بخش دیئے۔ اس لے کہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُوسیٰ رَسُوْلُ اللّٰهِ** کے چوبیں حروف ہیں اور ہر حرف کے بدلہ بیس سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں۔ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـهِ** پڑھنے سے ہر حرف کے بدلہ ۷۰ سال کے گناہ معاف ہو جائیں۔ اگر کوئی کافر دل سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

گناہوں کا کفارہ : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی وصیت فرما دیجئے ارشاد ہوا کہ جب کوئی برائی سرزد ہو جائے تو کفارہ

کے طور پر فوراً کوئی نیک کام کرلیا کرو (تا کہ برائی کی نحوست دُھل جائے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھنا بھی نیکیوں میں داخل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو ساری نیکیوں میں افضل ہے۔ (احمد)

برائی اگر گناہ صغیرہ ہے تو نیکی سے اس کا محو ہو جانا اور مٹ جانا ظاہر ہے اور اگر کبیرہ ہے تو قواعد کے موافق توبہ سے محو سکتی ہے یا محض اللہ کے فضل سے۔ بہر حال محو ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھر وہ گناہ اعمالنامہ میں رہتا ہے نہ کہیں اُس کا ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو حق تعالیٰ شانہٗ وہ گناہ کراماً کاتبین کو بھلا دیتے ہیں اور اس گناہگار کے ہاتھ پاؤں کو بھی بھلا دیتے ہیں اور زمین کے اُس حصہ کو بھی جس پر وہ گناہ کیا گیا ہے حتیٰ کہ کوئی بھی اس گناہ کی گواہی دینے والا نہیں رہتا۔ گواہی کا مطلب یہ ہے کہ قیامت میں آدمی کے ہاتھ پاؤں اور بدن کے دوسرے حصے نیک یا بداعمال جو بھی کیئے ہوں اُن کی گواہیاں دیں گے۔ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ گناہ کیا ہی نہیں۔ توبہ اس کو کہتے ہیں کہ جو گناہ ہو چکا اس پر انتہائی ندامت اور شرم ہو اور آئندہ کے لئے پکا ارادہ ہو کہ پھر کبھی اس گناہ کو نہیں کروں گا۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ بنا اور ایسے اخلاص سے عمل کیا کر جیسا کہ وہ پاک ذات تیرے سامنے ہو اور اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کر اور اللہ تعالیٰ کی یاد ہر پتھر اور ہر درخت کے قریب کر (تا کہ بہت سے گواہ قیامت کے دن ملیں) اور جب کوئی برائی ہو جائے تو اس کے کفارہ میں کوئی نیکی کیا کر اگر برائی مخفی کی ہے تو نیکی بھی مخفی ہو اور برائی کو علی الاعلان کیا ہے تو اس کے کفارہ میں نیکی بھی علی الاعلان ہو۔

جہنم کی آگ کا حرام ہونا : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے معاذ۔ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں (**لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**) اللہ تعالیٰ اُس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری)

وزن میں بھاری : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص سچے دل سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے اس کے ذرہ برابر بھی گناہ باقی نہ رہیں گے ساری کائنات کا وزن ایک طرف ہو اور **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا وزن ایک طرف تو کلمہ طیبہ کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو کوئی صدق دل سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہتا ہے تو اس کے منہ سے ایک سبز رنگ کا پرندہ نکلتا ہے جس کے دونوں بازو سفید موتی اور یاقوت کے ساتھ جڑاؤ کئے ہوتے ہیں اور اس پرندے کے دس ہزار سر ہوتے ہیں، ہر سر میں دس ہزار منہ، ہر منہ میں دس ہزار زبانیں اور ہر زبان پر دس ہزار لغت جاری ہوتے ہیں۔ ان لغات میں خدا کی تسبیح اور کلمہ پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتا ہوا وہ پرندہ آسمان کی طرف بلند ہوتا ہے اور عرشِ الٰہی کے نیچے پہنچ کر تسبیح اور استغفار میں مشغول ہوتا ہے۔ اس پرندے کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ جنت میں بسیرا لے۔ وہ عرض کرتا ہے کہ خداوندا میں بہشت کی طرف نہ جاؤں گا جب تک تو اس شخص کو نہ بخش دے گا جس کے منہ سے میں نکلا ہوں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اسے کلمہ طیبہ سُن کر اس نیک بندے کی زبان پر تو پورے طور سے ابھی جاری بھی نہ ہوا تھا کہ میں اس کے تمام گناہ بخش چکا۔ پھر اس پرندے کو ستر ہزار زبانیں عطا کی جاتی ہیں کہ وہ ہر زبان سے اس کلمہ پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔

جب قیامت کا دن آئے گا تو یہ پرندہ اس نیک بندے کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اس کو جنت میں لے جائے گا۔

(☆) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے **سبحان اللہ** کہنا بھرتا ہے ترازو کے آدھے پلڑے کو (یعنی نامہ اعمال کے ترازو کے پلڑے کو) اور **الحمد اللہ** کہنا بھرتا ہے ساری ترازو کو اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے کوئی پردہ حائل نہیں ہے وہ سیدھا اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ (ترمذی)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک ایسے اُمتی کو نکالے گا جس کی برائیوں کے ننانوے دفاتر ہوں گے ہر دفتر کی لمبائی حدنظر تک ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا کہ تجھے اپنی کسی برائی سے انکار ہے وہ عرض کرے گا نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے کوئی عذر طلب کرے گا مگر وہ عذر پیش کرنے سے معذور ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہم تم پر ظلم نہیں کریں گے۔ تمہاری ایک نیکی ہمارے پاس ہے اس نیکی سے تمہارے گناہوں کا موازنہ کیا جائے گا۔ یہ کہہ کر اللہ تعالیٰ ایک کاغذ کا پرزہ نکالے گا جس پر تحریر ہوگا **اَشْهَدُ اَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ترازو کے ایک پلڑے میں گناہوں کے دفتر اور دوسرے میں وہ کاغذ کا پرزہ رکھ دیا جائے گا اور اس آدمی کو بلایا جائے گا کہ اپنے اعمال کے اوزان پر حاضر ہو۔ یہ دیکھ کر وہ حیران ہوگا کہ اس کی برائیوں کا پلڑا نیکیوں کے پلڑے کے مقابلہ میں کم وزن ہے۔عرض کرے گا مولیٰ تعالیٰ اتنے گناہوں کے سامنے ایک کاغذ کے پرزے کی کیا حیثیت ہے؟ ارشاد ہوگا کہ اس کاغذ کے پرزے پر کلمہ طیبہ لکھا ہے اور کلمہ طیبہ سے بھاری کوئی چیز نہیں۔ (ترمذی شریف)

وحشت سے نجات : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھنے والوں پر موت کے وقت' قبروں میں اور یوم حشر کو وحشت نہ ہوگی گویا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** والوں کا منظر میرے سامنے ہے اور جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے اُٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اسی کے لئے ہے جس نے ہم سے ہمیشہ کے لئے رنج وغم دُور کردیا۔ (بیہقی)

وحشت کا مطلب بے چینی اور بے قراری ہے جو کسی خوفناک انجام کی وجہ سے ہوتی ہے کلمہ ہر طرح کی وحشت سے نجات دلاتا ہے۔ انسان جب اس دُنیا کو چھوڑ کر آخرت کی پہلی منزل قبر میں جاتا ہے تو اس وقت اور یوم قیامت کو جب لوگ اپنی اپنی قبروں سے دوبارہ زندہ ہوں گے تو ان کے چہروں پر گھبراہٹ اور وحشت ہوگی کیوں کہ آخرت کی منزل سے ہر کوئی اللہ کو حساب دینے سے گھبرائے گا مگر جن لوگوں نے زندگی میں کلمہ پڑھا ہوگا انھیں اس روز غم وفکر نہ ہوگا کیونکہ کلمہ کی برکت سے وہ لوگ ہر سطرح کی وحشت سے محفوظ رہیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے گا اللہ تعالیٰ اُس کے نامۂ اعمال میں بیس ہزار نیکیاں لکھے گا اور جو کوئی ہر نماز کے بعد سو بار **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھے گا اُس کے اور بہشت کے درمیان کوئی حجاب نہ ہوگا اور مرتے ہی سیدھا بہشت میں جائے گا اور فرمایا جو کوئی دوسو مرتبہ رات اور دوسو مرتبہ دن کو یہ کلمہ پڑھے گا اس کو اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور ساتوں طبق آسمانوں وزمین کے برابر ثواب عنایت فرمائے گا اور فرمایا کہ جو کوئی سوتے میں جاگ اُٹھے اور یہ کلمہ

پڑھے اس کے نامہ اعمال میں چوبیس ہزار نیکیاں تحریر فرماتا ہے اور جو کوئی پکار کر کہے کہ اور لوگ بھی سن کر کلمہ پڑھیں تو ساٹھ ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

اس طرح جب انسان کے اعمال نامہ میں نیکیاں ہی نیکیاں ہوتی ہیں تو وہ ہر طرح کے خوف اور رنج وغم سے نجات پا جاتا ہے۔

ایمان کی ستر شاخیں : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں ان میں سے افضل **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا پڑھنا ہے اور سب سے کم درجہ راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ' پتھر لکڑی' کانٹے' اور نقصاندہ چیزوں) کا ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایک خصوصی شعبہ ہے ایمان کا۔ (بخاری)

حیاء کو خصوصی اہتمام کی وجہ سے ذکر فرمایا کہ یہ بہت سے گناہوں زنا چوری' فحش گوئی' ننگا ہونا' گالی گلوچ وغیرہ سے بچنے کا سبب ہے اسی طرح رُسوائی کے خیال سے بہت سے نیک کام کرنا ضروری ہو جاتے ہیں بلکہ دنیا اور اخرت کی شرم سارے ہی نیک کاموں پر ابھارتی ہے۔ نماز' زکوٰۃ' حج وغیرہ تو ظاہر ہیں اسی طرح سے اور بھی تمام احکام بجالانے کا سبب ہے اسی وجہ سے مثل مشہور ہے 'تو بے غیرت ہو جا پھر جو چاہے کر' اس معنی میں صحیح حدیث بھی وارد ہے **اذا لم تستحی فاصنع ما شئت** جب تو حیادار نہ رہے تو پھر جو چاہے کر کہ ساری فکر غیرت اور شرم ہی کی ہوتی ہے اگر حیاء ہے تو یہ خیال بھی ضروری ہے کہ نماز نہ پڑھوں گا تو آخرت میں کیا منہ دکھلاؤں گا اور شرم نہیں ہے تو پھر یہ خیال ہوتا ہے کہ کوئی کہہ کر کیا کرلے گا۔

امام نودی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کی شاخوں میں سب اعلی توحید یعنی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کو قرار دیا ہے

جس سے معلوم ہوگیا کہ ایمان میں سب سے اُوپر اس کا درجہ ہے اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے۔ جس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اصل تو حید ہے جو ہر مکلّف پر ضروری ہے اور سب سے نیچے (ایمان کا سب سے کم درجہ) ان تمام تکلیف دہ چیزوں کا دُور کرنا ہے جو کسی مسلمان کو نقصان پہنچانے کا احتمال رکھتی ہو۔ باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا جنتی ہے :

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
دوزخ سے وہ سب لوگ نکالے جائیں گے جنھوں نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا اور اُن کے دل میں جَو کے دانہ کے برابر بھی خیر ہے پھر وہ لوگ بھی نکال لے جائیں گے جنھوں نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا اور ان کے دل میں گیہوں کے دانے برابر بھی خیر ہے اور اس کے بعد وہ لوگ بھی نکال لئے جائیں گے جنھوں نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا اور ان کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔ (بخاری)

واضح ہو کہ مسلمانوں کا ایک طبقہ جس کا کام ہی دین میں نت نئے فتنے اٹھانا اور آیات و احادیث کی تحریف معنوی کرنا ہے وہ اس مضمون کی احادیث سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب رائی کے دانے کے برابر ایمان بھی نجات کے لئے کافی ہے تو دُنیا کی اکثر غیر مسلم قومیں بھی خدا اور آسمانی کتب اور بعض انبیاء و رُسل پر ایمان رکھتی ہیں اس ایمان میں اسلام کے بالمقابل کمی اور نقص ہی سہی لیکن رائی کے دانے سے تو یہ بہرحال کم نہیں ہے لہذا اُن سب کی نجات ہوگی اور ہر مذہب جس میں کم سے کم خدا پر ایمان کا وجود ہو آخر کار جنتی بنادینے کا ضامن ہے اور منکرین خدا کے سوا تمام انسان دوزخ سے نکال لئے جائیں گے

دیوبندی حضرات میں بھی ایسے لوگ ہیں جو مشرک اور اعلیٰ درجہ کے کافر کے لئے بھی بالآخر جہنم سے نجات پانے کا نظریہ رکھتے ہیں۔ سیرۃ النبی جلد چہارم میں مولوی سلیمان ندوی دیوبندی نے اپنا مسلک یہ ہی لکھا ہے کہ کافر و مشرک کی بھی بالآخر نجات ہوگی اور وہ جنت میں داخل کیا جائے گا۔ ندوی صاحب کے نظریہ کا حاصل یہ ہے کہ ہر مذہب میں رہ کر نجات ہوسکتی ہے کیونکہ جب کافر و مشرک کی بھی بالآخر نجات ہوجائے گی اور انھیں اُن کے جرموں کی سزا دے کر جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔تو پھر اسلام کا یہ دعویٰ تو ہوا میں تحلیل ہوکر رہ جاے گا کہ نجات و مغفرت اور حصول جنت کا واحد ذریعہ ووسیلہ صرف اسلام ہی ہے۔

کتاب وسنت سے بات اظہر من الشّمس ہے کہ فلاح وفوز اُخروی کا ضامن صرف اسلام ہے اور اسلام نام ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی دعوت کو قبول کرنے کا۔حضور ﷺ کی دینی دعوت کو قبول کرنے کا مطلب یہ ہے دین وایمان کے متعدد اجزاء ہیں۔

ایمان باللہ‘ ایمان بالرسل‘ ایمان بالملائکہ‘ ایمان بالقدر......وغیرہ وغیرہ تو ایمان کے تمام اجزائے ضروریہ پر ایمان لانے والا مومن ہے اور اس کے کسی ایک جزء کا بھی انکار کرنے والا کافر مثلاً ایک شخص ملائکہ (فرشتوں) کے مخلوق الٰہی ہونیکا منکر ہو یا ملائکہ اور ایمان کے دوسرے اجزاء کا تو قائل ہو مگر حضور ﷺ کے ختم الرسل ہونے کا انکار کرے تو ایسا شخص ایمان کے تمام اجزاء پر ایمان رکھنے کے باوجود صرف اس کے ایک جزء کے انکار کی وجہ سے بالاتفاق کافر قرار پائے گا اور نجات کا ہرگز ہرگز حقدار نہ ہوگا جب یہ قاعدہ ہمیں کتاب وسنت کی نصوص صریحہ سے معلوم ہوگیا تو اب وہ احادیث جن میں ایمان کے کسی ایک جزء کا بیان ہوگا اس سے حضور نبی کریم ﷺ

کی پوری دینی دعوت قبول کرنا اور تمام ضروریات دین پر ایمان لانا مراد لیا جائے گا۔

حدیث میں صرف یہ ہے کہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھنے والا نجات پائے گا لیکن مراد اس سے صرف توحید پر ایمان لانا نہیں بلکہ پورے کلمہ پر ایمان لانا ہے اور یہاں کلمہ کے جزء اول **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کو جزء ثانی **مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا علم قرار دیا گیا ہے جیسے کہتے ہیں کہ **قل هو الله احد** پڑھو تو اس سے مقصود صرف اتنے ہی لفظ نہیں بلکہ پوری سورۃ پڑھوانا منظور ہے ایسے ہی یہاں توحید پر ایمان لانے سے مراد رسالت پر بھی ایمان لانا ہے اور اللہ ورسول پر ایمان لانے کے بعد تو بلاشبہ یہ طے ہو جاتا ہے کہ جو کچھ کتاب وسنت سے ثابت ہو اس کا اقرار اور تصدیق کی جاے۔ یہی حال حدیث زیر بحث کے اس جملہ کا ہے کہ جس کے دِل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا اس کی نجات ہوگی یعنی جس کے دِل میں تمام ضروریات دین تمام اجزاء دین کی نفس تصدیق پائی جائے گی اور اصل ایمان موجود ہوگا وہ خواہ کتنا ہی بے عمل اور فاسق و فاجر کیوں نہ ہو اپنے اعمالِ بد کی سزا بھگتنے کے بعد بہرصورت جہنم سے نکال لیا جائے گا۔ ''ذرہ برابر ایمان ہوگا'' کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو شخص اجزاء ایمان میں سے کسی جزء کا منکر ہوگا وہ بھی نجات پائے گا۔ ایسا مطلب نکالنا انتہائی درجہ کی جاہلانہ تحریف ہے اور اسلام سے کھلی ہوئی بغاوت ہے۔ اس کلمہ پاک میں حق تعالیٰ شانہٗ نے کیا برکات رکھی ہیں اس کا معمولی سا اندازہ اتنی ہی بات سے ہو جاتا ہے کہ سو برس کا بوڑھا جس کی ساری عمر کفر وشرک میں گذری ہو ایک مرتبہ اس پاک کلمہ کو ایمان کے ساتھ پڑھنے سے مسلمان ہو جاتا ہے اور عمر بھر کے سارے گناہ زائل ہو جاتے ہیں اور ایمان لانے کے بعد اگر گناہ بھی کیئے ہوں تب بھی اس کلمہ کی برکت سے کسی نہ کسی وقت جہنم سے ضرور نکلے گا۔

کلمہ کا ذکر زمین و آسمان کی ہر چیز پر غالب :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اگر زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے اندر اور درمیان ہے اور جو کچھ ان کے نیچے ہے اگر وہ تمام ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور کلمہ طیبہ دوسرے پلڑے میں تو پھر بھی وہ وزن میں بڑھ جائے گا (طبرانی)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر غالب ہے اسی لئے اس کا نام بھی زمین و آسمان کی ہر چیز پر غلبہ رکھتا ہے اس کے نام کے برابر کوئی چیز نہیں ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو اس کلمہ کا ذکر کرے وہ زمین و آسمان کی ہر چیز پر غالب ہو جا تا ہے۔ کلمہ طیبہ کا مضمون اور ثواب تمام مخلوق سے زیادہ وزنی ہے بشرطیکہ اخلاص سے پڑھا جائے ورنہ منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے اب بھی بعض مشرکین، مرتدین اور انبیاء و اولیاء اللہ کے گستاخ اور مقام و مرتبہ کو گھٹا کر توہین کرنے والے بھی کلمہ پڑھتے ہیں ۔ اُن کے کلمہ کا نہ وزن ہے نہ ثواب ۔ وزن صرف الفاظ کا نہیں بلکہ ایمان و یقین اور اخلاص کا ہوتا ہے ۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں اس بات کی وصیت کروں جو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو کی تھی صحابہ کرام نے جواب دیا ۔ ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انھوں نے اپنے بیٹے کو **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه** پڑھنے کی وصیت کی تھی کیوں کہ یہ کلمہ وہ ہے جو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور اس کے مدمقابل دوسرے پلڑے میں زمین و آسمان کی ہر شئے کو رکھ دیا جائے تو یہی کلمہ بھاری ہوگا ۔

تصدیق الٰہی : روایت ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب بندہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه**

وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق کرتا ہے کہ واقعی میرے سواء کوئی معبود نہیں اور میں بہت بڑا ہوں اور جب بندہ کہتا ہے کہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ** تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واقعی میرے سوا کوئی معبود نہیں میں اکیلا ہوں میرا کوئی شریک نہیں' اور جب بندہ کہتا ہے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الملكُ وَلَہُ الْحَمْدُ** (اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اسی کا مُلک ہے اسی کی تعریف ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' واقعی میرے سواء کوئی معبود نہیں' میرا ہی ملک ہے' میری ہی تعریف ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ کے سواء کوئی معبود نہیں اللہ تعالیٰ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوت (**لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ**) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واقعی میرے سواء کوئی معبود نہیں' میرے بغیر نہ قوت ہے نہ طاقت۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں جو یہ کلمات اپنے مرض میں کہے' پھر مر جائے تو اُسے آگ نہ جلائے گی۔ (ترمذی' ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ یہ پڑھ رہا ہے اور وہ سچ کہہ رہا ہے سبحان اللہ بندہ کی خوش نصیبی ہے کہ اس کی تھوڑی سے لب کی حرکت سے اس کا ذکر بارگاہِ رب العالمین میں فرشتوں کے سامنے آجائے اور ساتھ میں خود رب تعالیٰ تصدیق بھی فرما دے۔ بندہ وہ گواہی دے رہا ہے جس کی میں اور میرے فرشتے اور میری تمام خلق گواہی دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ ساری نیکیاں صرف بندے کرتے ہیں' مگر گواہی توحید' حضور ﷺ پر درود' حضور ﷺ کی عزت افزائی' حضور ﷺ کی میلادخوانی' وہ اعمال ہیں جو رب تعالیٰ' فرشتوں اور تمام مخلوق کے عمل ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ---**﴾ اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کے حکم میں اپنا اور اپنے فرشتوں کا ذکر نہ فرمایا سوائے درود شریف کے۔۔۔کلمہ توحید ایسی پاکیزہ نعمت ہے کہ رب تعالیٰ بھی اس میں شرکت فرماتا ہے۔

جنت میں داخلہ : حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ** جس نے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہا جنت میں داخل ہوگیا۔ (الحاکم)

آج کل بعض لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ نجات کے لئے صرف **لاالہ الا اللہ** کافی ہے **محمد رسول اللہ** کی کچھ حاجت نہیں اور اس پر حدیث **من قال لاالہ الا اللہ دخل الجنۃ** پیش کرتے ہیں۔ اپنی محفلوں' اجتماعات اور گفتگو کے دوران صرف **لاالہ الا اللہ** پر ہی زور دیتے ہیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر حضور ﷺ کو عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں حضور ﷺ کے مرتبہ مقام اور منصب کا خیال بھی نہیں کرتے بلکہ حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح بشر' بشر کا باطل نعرہ لگاتے ہیں جنھیں سن کر دل درد سے بھر جاتا ہے اور کلیجہ شق ہونے لگتا ہے۔ اُن کا اس نبی ﷺ سے قلبی تعلق نہ سہی' رسمی تعلق بھی ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے۔۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی امام احمد رضا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں حدیث حق ہے اور زعم خبیث کفر۔ **لاالہ الا اللہ** سے مراد پورا کلمہ طیبہ **لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ** ہے۔ اگر کوئی کہے **الحمد** سات بار کہو یا **قل ھواللہ** گیارہ بار کہو۔ کیا اس سے صرف لفظ **الحمد** یا **قل ھواللہ** مراد ہوں گی؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ پوری سورتیں جن کے یہ مختصر نام ہیں۔

کلمہ طیبہ کا اختصار **لاالہ** نہیں ہوسکتا تھا (نہیں ہے کوئی اللہ) یہ کلمہ کفر ہے اسی لئے **لاالہ الا اللہ** اختصار ہوا۔

بے شک صرف **لاالہ الااللہ** نجات کا ضامن ہے اور یہ کہنا کہ **محمد رسول اللہ** کی معاذ اللہ حاجت نہیں' کفر خالص ہے۔ **لاالہ الااللہ** سے صرف الفاظ مراد نہیں بلکہ اس کے معنی کی تصدیق سچے دل سے ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو تمام

خوبیوں وکمالات کا مجموعہ ہے عیب ونقص سے پاک ہے وہی معبوداور لاشریک ہے جس نے سچی کتابیں اتاریں، سچے رسول بھیجے محمد رسول اللہ ﷺ کو افضل الرسل وخاتم النبین کیا، وہ جس کے کلام کا ایک ایک حرف یقینی قطعی حق ہے جس میں جھوٹ یا بھول یا غلطی کا اصلاً کسی طرح امکان نہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو اس طرح پہچانا اسی نے اللہ تعالیٰ کو جانا، اُسی نے **لااله الاالله** مانا اور جسے ضروریات دین سے کسی بات میں شک یا شبہ ہے اس نے نہ ہرگز اللہ تعالیٰ کو جانا اور نہ ہی **لااله الاالله** کو مانا۔۔ مثلاً جو شخص **لااله الاالله** پر ایمان کا دعویٰ رکھے اور محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ مانے، وہ ایسے کی توحید کی گواہی دیتا ہے اور ایسے کو اللہ سمجھا ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہ بھیجا، اور وہ ہرگز اللہ نہیں بلکہ اس نے اپنے خیال میں ایک باطل تصور جما کر اس کا نام اللہ رکھ لیا ہے یہ اللہ پر مومن نہیں بلکہ اللہ کے ساتھ مشرک ہے اللہ یقیناً وہ ہے جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان وہی لائے گا جو حضور ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اس پر تمام ضروریات دین کو قیاس کرلو (فرشتوں، اللہ تعالیٰ کی کتابوں، رسولوں، قیامت، تقدیر کی اچھائی وبرائی اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان نہ لانا اور انکار کرنا دراصل اللہ تعالیٰ کا انکار ہے اور یہ یقیناً کفر ہے)

جو اللہ تعالیٰ کو صحیح طور پر جانتا مانتا ہے کافر نہیں ہوسکتا اور جو کافر ہے اللہ تعالیٰ کو ہرگز جان نہیں سکتا۔ (الملفوظ مرتبہ مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)

بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہوگئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں رسول کریم ﷺ کے مرتبہ ومقام اور منصب کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے اور حضور ﷺ کے زمانہ کے کفار کی طرح ﴿مَانَرَاكَ اِلَّا بَشَرًا مِثْلَنَا﴾ ' ہم تو تم کو اپنے جیسا بشر ہی

دیکھتے ہیں' کا باطل نعرہ لگاتے ہیں۔ کفار تو کہا کرتے تھے ﴿مَـا اَنْتُـمْ اِلَّا بَشَـرٌ مِثْـلُـنَـا﴾ نہیں ہو تم مگر ہم جیسے بشر' نبی کو بشر اور مٹی کہنے والا سب سے پہلے ابلیس (شیطان) ہے ﴿قَـالَ لَـمْ اَكُـنْ لِاَسْـجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِنْ حَمَاٍ مَّسْـنُوْنٍ﴾ میں گوارہ نہیں کرتا کہ سجدہ کروں اس بشر کو جسے تو نے پیدا کیا بجنے والی مٹی سے ﴿اَنَـا خَيْـرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ ۔ابلیس نے کہا میں آدم سے بہتر ہوں مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا آج بھی یہی ابلیسی باطل نعرے مختلف جماعتوں کی جانب سے لگائے جا رہے ہیں۔

اور آیت مبارکہ ﴿قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی اور غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے برابر ہیں۔ نبی اخلاقی' روحانی' دماغی' قلبی' علمی' عملی حیثیت سے **عبدہ** ہو کر انسانوں سے بہت بلند اور علانیہ ممتاز ہوتا ہے۔ نبی آمر' ناہی' مزکی' حاکم' نور' ہادی' شارع اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ نبی کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لیئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور نبی کا قول' عمل' سیرت و کردار' دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سینکڑوں لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔

(☆) جب صحابہ کرام بھی حضور ﷺ کے اتباع میں کئی کئی دن متصل نفلی روزے رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا **ایکم مثلی** تم میں کون میرے مثل ہے؟ **یطعمنی ویسقنی** (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گذارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی مثلیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

(☆) نیند کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے۔؟

(☆) لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں بخدا تمہارے رکوع وسجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟

جبکہ کتاب مجید میں فرمایا ﴿**مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۝ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى**﴾ (النجم/۱۷) (حضور ﷺ کی نگاہیں نہ ٹھہری ہوئی اور نہ بڑھی (نہیں جھپکی) بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں) کیا اسی شان سے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا؟

(☆) حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی نسبت سے امہات المومنین کو جو مرتبہ ومقام اور شرف حاصل ہوا ہے وہ عام عورتوں کو حاصل نہیں ہوا ہے امہات المومنین سب سے ممتاز ہیں۔﴿**يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ**﴾ (الاحزاب/۳۲) 'اے نبی کی ازواج (مطہرات) تم نہیں ہو' دوسری عورتوں میں سے کسی عورت کے مانند'

'**النسآء**' میں صنف نازک کا ہر فرد شامل ہے اور کوئی عورت ذات بھی اس سے باہر نہیں جاتی۔ جس سے ثابت ہے کہ ازواج النبی کا درجہ ہر ایک عورت سے بالاتر اور شان خاص کا حامل ہے۔ دنیا جہاں کی عورتوں میں کوئی ان کا ہمسر نہیں۔ نبی کریم ﷺ کی مصاحبت کے باعث ان کا اجر دنیا بھر کی عورتوں سے کہیں بڑھ کر ہے۔ ان کے درجات اور احکام جداگانہ ہیں۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود حضور ﷺ تو بدرجہا اس کے سزاوار ہیں '**کاحد من الرجال**' ہیں یعنی

آپ ایسے نہیں ہیں جیسے ہر مرد اپنے خصائص وکمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلندتر اور ممتاز ہیں اور حضور ﷺ کی بیویاں تمام جہاں کی عورتوں سے افضل ہیں کیونکہ یہاں 'النسآء' میں کوئی قید نہیں۔ حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہما اپنے اپنے وقت کی عورتوں سے افضل تھیں لیکن حضور ﷺ کی ازواج پاک ہر زمانہ کی بیویوں سے افضل وبہتر ہیں جیسے کہ بنی اسرائیل کے لئے فرمایا گیا کہ ﴿فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہم نے تم کو تمام عالم والوں پر بزرگی دی تو اُس زمانہ کے لوگوں پر واقعی وہ افضل تھے اور اب غلامانِ مصطفیٰ علیہ السلام سب امتوں سے افضل۔

کلمہ پڑھ لینے کے بعد کافر کو قتل کرنا حرام ہے : حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضور نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا، ہم روانہ ہو کر صبح ہی صبح قبیلہ جہینہ کی آبادیوں کے قریب پہنچ گئے۔ میں نے ایک شخص کو جا پکڑا اُس نے فوراً **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہہ دیا۔ میں نے اُس کو نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ اس کے بعد میرے دل میں افسوس پیدا ہوا کہ تو نے یہ کام اچھا نہیں کیا۔ واپس پہنچ کر میں نے اس کا ذکر حضور ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہنے کے بعد بھی تم نے اس کو مار ڈالا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ! اُس نے ہتھیاروں کے خوف سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہا۔ تو حضور ﷺ نے افسوس کیا اور فرمایا کہ تم نے اُس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ اُس نے یہ کلمہ دِل سے کہا تھا یا ہتھیاروں (جان) کے خوف سے؟ حضور ﷺ بار بار میرے سامنے یہ الفاظ دُہراتے رہے۔ میرے دِل میں یہ آرزو پیدا ہوئی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔ (بخاری ومسلم)

اس حدیث میں فقہ اور اصول کے اس مشہور قاعدہ پر دلیل ہے کہ احکام میں ظاہر پر عمل کیا جاتا ہے اور باطن کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ (شرح صحیح مسلم)

سوغلام آزاد کرنے کا ثواب :

حضور ﷺ نے فرمایا جو صبح کو سو مرتبہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰہ** پڑھے اور سو مرتبہ شام کو تو اُس کی طرح ہوگا جو اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام سے سو غلام آزاد کرے (ترمذی)

اولاد سیدنا اسماعیل علیہ السلام سے غلاموں کو آزاد کرنا افضل ہے۔ اولاد اسماعیل سے مراد اہل عرب ہیں کہ وہ سب اُن کی اولاد ہیں چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب رکھتے ہیں اسی لئے اُن پر احسان کرنا افضل ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی اولاد خصوصاً سادات کرام سے سلوک کرنا بہتر ہے۔

نام پاک محمد ﷺ کے وسیلہ سے دُعا : حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے بھول ہوگئی تو انھوں نے آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے اللہ میں محمد ﷺ کے وسیلے سے معافی مانگتا ہوں۔ وحی نازل ہوئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے کہا کہ جب تو نے مجھے پیدا کیا تھا تو میں نے عرش پر **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** دیکھا تھا تو اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک عظیم ہستی ہے جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے۔ وحی نازل ہوئی کہ اے آدم بے شک وہ تمھاری اولاد میں سے خاتم النبیین ہیں۔ اگر وہ نہ ہوتے تو کوئی بھی پیدا نہ کیا جاتا۔ (طبرانی)

حضرت آدم علیہ السلام نوع انسانی کے سب سے پہلے پیغمبر تھے آپ کو کلمہ طیبہ کے سبب اللہ تعالیٰ سے معافی میسر آئی۔

حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہونے کے بعد جنت میں رہتے تھے۔ عرصہ کے بعد شیطان کے پھسلانے اور بھول کی وجہ سے آپ کو زمین پر اُتار دیا گیا تو آپ اللہ تعالیٰ سے اپنے کئے پر معافی مانگنے لگے۔عرصہ دراز تک اللہ تعالیٰ کے حضور روتے رہے مگر معافی نہ ہوئی۔آخر انھوں نے وہ کلمہ پڑھا جو عرش معلی پر لکھا تھا تو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا۔ اس کا مقصد یہ ہوا کہ جب بھی کوئی کلمہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے معافی چاہے گا تو اُسے معافی مل جائے گی۔ شب معراج والی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اُس کی دونوں جانبوں میں تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں۔ پہلی سطر میں **لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** لکھا تھا۔ دوسری سطرے میں **مَـا قَـدَّمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَكَلْنَا رَبَحْنَا وَمَا خَلَفْنَا خَسِرْنَا** تھا (جو ہم نے آگے بھیج دیا یعنی صدقہ وغیرہ کر دیا وہ پالیا اور جو دنیا میں کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑ آئے وہ نقصان رہا) اور تیسری سطر میں تھا **امة مذنبة ورب غفور** (اُمت گناہگار اور مالک بخشنے والا)

حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد توحید الٰہی عام کرنا ہے تاکہ لوگ تا قیامت اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر کاربند رہیں اور ایک خدا کی عبادت کریں۔کلمہ طیبہ اسی توحید الٰہی کا آئینہ ہے اور دُنیا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کا مقصد ہی کلمہ طیبہ کا پرچار ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ تین کافر حاضر ہوئے اور پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) تم اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں مانتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** اسی

کلمہ کے ساتھ میں مبعوث ہوا ہوں اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہوں اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿**قل ای شیء اکبر شهاده**﴾ (درمنثور)

حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ثابت ہوا کہ آپ کلمہ طیبہ کی دعوت کے لئے مبعوث ہوئے اور کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کی اس دعوت سے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے گویا کہ کلمہ طیبہ مسلمانی کی بنیاد ہے۔

حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ لیہ وسلم نے فرمایا جس نے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہا اور ان معبودوں کا انکار کر دیا جن کی خدا کے سوا عبادت کی جاتی ہے اس نے اپنے مال و جان کو مجھ سے بچا لیا اور اس کے اقرار کی حقیقت کا حساب لینا خدا پر ہے۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو لوگوں سے اس وقت تک لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** نہ کہیں۔لیکن جب **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہہ لیں تو انھوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچا لیا مگر کسی شرعی حق کے بارے میں قصاص (یعنی بدلہ دینا) ہوگا اور ایسے شخص کا حساب اللہ کے ذمہ ہے وہی اُس کا حساب لے گا۔ (بخاری شریف)

حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتایئے اگر میں کسی کافر سے لڑوں اور ہم خوب لڑیں اور وہ میرا ایک ہاتھ تلوار سے اُڑا دے پھر مجھ سے (ڈر کر) ایک درخت کی پناہ لے لے اور کہے کہ میں خدا پر (ایمان اور) اسلام لے آیا اُس کو اس اقرار کے بعد مار دوں یا نہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُس کو مت مارو۔ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرا ہاتھ کاٹ دیا ہے پھر

کاٹنے کے بعد یہ کلمہ کہا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے ہرگز نہ مارو' اگر تو نے اُسے مار دیا تو وہ تیری جگہ شمار ہوگا جیسا کہ تو نے اُس کے مارنے سے پہلے تھا اور تو اس کی جگہ شمار کیا جائے گا جیسے وہ اس کلمہ کے کہنے سے پہلے تھا۔ (بخاری شریف)

آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں :

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے' فرماتے ہیں' فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: بندہ جب خلوص دل سے **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ** کہتا ہے اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں حتٰی کہ وہ کلمہ عرش تک پہنچ جاتا ہے جب تک ہ بندہ کبیرہ گناہوں سے بچا رہے۔ (ترمذی)

گناہ کبیرہ سے بچنے کی شرط کمالِ ثواب اور کمالِ قبولیت کے لئے یعنی متقی مسلمان کا کلمہ اعلیٰ درجہ کا مقبول ہوتا ہے اور فاسق و فاجر کا کلمہ قبول تو ہوتا ہے لیکن اس درجہ کا نہیں۔ تمام ذکر مثل کارتوس ہیں اور ذاکر کی زبان مثل رائفل کے کہ شکار واقعی کارتوس کرتا ہے مگر رائفل کی طاقت سے قلب کا اخلاص گویا بارود ہے کہ شکار گولی سے ہوگا مگر بارود کی امداد سے۔

نیکی گناہوں کو مٹا دیتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿**ان الحسنات یذھبن السیات**﴾ متقی کی نیکی فاسق کی نیکی سے افضل ہے بلکہ جیسا عامل کا درجہ ویسا ہی اس کے عمل کا ثواب۔ صحابہ کرام کا ساڑھے چار سیر جَو خیرات کرنا ہمارے پہاڑ بھر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ وہ عامل افضل ہیں۔

ملک الموت کی پیشانی پر کلمہ طیبہ : ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کی پیشانی پر کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** لکھ دیا ہے جس

وقت ملک الموت مومن کی جان قبض کرنے کے لئے تشریف لاتے ہیں اور مسلمان ملک الموت کی صورت دیکھتا ہے تو سب سے پہلے ملک الموت کے ماتھے پر جو کلمہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** لکھا ہے اس پر نگاہ پڑتی ہے اور اسے پڑھنے لگتا ہے ادھر اس نے ملک الموت کی پیشانی کا لکھا ہوا کلمہ پڑھا' اُدھر حکم ہوا کہ بندہ ہمارا ادھر کلمہ ختم کرنے نہ پائے عین کلمہ پڑھنے کی حالت میں اُس کی جان قبض کی جائے۔ بموجب حکم الٰہی ملک الموت لفظ اللہ پر مومن کی روح قبض کرتے ہیں اور سیدھی روح کو جنت کی طرف لے جاتے ہیں کیونکہ خدا نے اپنے نبی کی زبانی فیصلہ کر دیا ہے **مَن کان اخر کلامه لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّة** جس کا آخری کلمہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ہو وہ مسلمان جنت میں ہوگا۔

کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے : کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی عطیہ ہے اور نہایت ہی قیمتی چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں میں سے جب کسی خاص بندے نے اللہ سے کسی تحفے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی تعلیم فرمائی کیوں کہ توحید سے بڑھ کر اور کیا قیمتی چیز ہوسکتی ہے پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اس خصوصی عطیہ کو ہر کوئی پڑھ کر فیض اُٹھا سکتا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کی: اے میرے پروردگار مجھے کوئی ایسی چیز بتا دے کہ اُس کے ذریعے میں تجھے پکاروں' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** پڑھا کرو۔ انھوں نے کہا یہ تو ہر بندہ پڑھتا ہے تو اللہ نے کہا **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** پڑھا کرو تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اے پروردگار کسی خاص تحفے کا سوال ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے

میں رکھ دی جائیں اور دوسرے میں کلمہ طیبہ رکھ دیا جائے تو **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** والا پلڑا جھک جائے گا۔ (نسائی شریف)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خاص تحفے کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی تاکید فرما کر اس کی اہمیت کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ جو مخصوص عطیہ آپ کو عنایت کیا گیا ہے وہ وزنی اور قابلِ قدر ہے کہ ساتوں زمین و آسمان اور اس کی اشیاء ترازو کے ایک پلڑے میں رکھ دیئے جائیں اور دوسرے پلڑے میں صرف کلمہ طیبہ رکھا جائے تو پھر بھی کلمہ طیبہ ہی وزنی ہوگا یعنی زمین و آسمان کلمہ طیبہ کے مقابلے ہلکے ہیں۔ کلمہ طیبہ کا وزنی ہونا دراصل اس کا اخلاص ہے اور اخلاص پیدا کرنے کے لئے اُسے کثرت سے پڑھنا چاہیئے۔

فطرت بشری ہے کہ عام نعمت کے مقابلے میں خاص نعمت سے زیادہ خوش ہوتے ہیں اگر چہ عام نعمت کا نفع زیادہ ہی ہو۔ دیکھو ہوا، پانی، نمک وغیرہ کے مقابل سونے چاندی جواہر سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ نماز پنجگانہ سے زیادہ نماز عید کی خوشی مناتے ہیں اس لئے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے یہ سوال فرمایا۔لہذا یہ اعتراض یا گمان نہ کرنا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کلمہ سے خوش نہ ہوئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سوال موسیٰ علیہ السلام کے دِل میں خود ہی ڈالا تھا تا کہ اس کے جواب سے لوگوں کو کلمہ طیبہ کے مسائل کا پتہ چلے۔خلاصہ جواب یہ ہے کہ اے موسیٰ تم کوئی خاص عمل و وظیفہ ایسا چاہتے ہو جو **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ** سے افضل ہو، ایسا کوئی وظیفہ نہیں۔ تمام سے افضل و بہتر یہ ہی کلمہ ہے ساتوں زمین و آسمان اور اُن کے باشندوں میں انسان حیوانات اور اُن کے سارے عمل داخل ہیں لہذا تمام وظیفے، اوراد، عبادات سب سے افضل کلمہ طیبہ ہوا۔ کیونکہ رب کا نام مخلوق سے افضل و بہتر ہے۔ ہاں اس کلمہ سے

مختلف لوگ مختلف فائدے اُٹھاتے ہیں جہاں تک اس کی فہم وعمل زیادہ وہاں تک اُس کا فیض زیادہ۔ ہمارے کلمہ پڑھنے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنا کہیں افضل وبہتر ہے۔ یہ ہی حال ساری عبادات کا ہے۔ (مرقات)

کلمہ کا مضمون اور اس کا ثواب تمام مخلوق سے زیادہ وزنی ہے بشرطیکہ اخلاص سے پڑھا جائے ورنہ منافقین بھی کلمہ پڑھتے تھے۔ بعض مشرکین کلمہ پڑھ لیتے ہیں اُن کے کلمہ کا نہ وزن ہے نہ ثواب۔ وزن صرف الفاظ کا نہیں۔

ایمان کی تازگی : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ایمان تازہ کرتے رہا کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم اپنے ایمان کو کس طرح تازہ کریں؟ ارشاد فرمایا کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کو کثرت سے پڑھتے رہا کرو۔ (احمد۔طبرانی)

ایمان کی تروتازگی سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہنا ہے یعنی ایمان کا تقاضا ہے کہ دل میں حُب الٰہی اور خوف الٰہی رہے کہ انسان اللہ کو چھوڑ کر کسی اور طرف متوجہ نہ ہو اور یہ بات اس وقت پیدا ہوگی جب انسان بار بار کلمہ پڑھے گا اس لئے فرمایا گیا ہے کہ کثرت سے پڑھا کرو تاکہ ایمان میں تروتازگی پیدا ہوتی رہے۔

گناہوں سے نورِ ایمان میں کمی ہو جاتی ہے اور ایمانی قوت کا جذبہ کمزور پڑھ جاتا ہے اس لئے یہ فرمایا گیا کہ کثرت سے کلمہ طیبہ کا وِرد کرو تاکہ قوت ایمانی برقرار رہے اور گناہ ختم ہو جائیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اُس کے دل پر ایک کالا نشان پڑ جاتا ہے اگر وہ اللہ کا ذکر کر کے توبہ کرے تو وہ نشان ختم ہو جاتا ہے ورنہ وہ نشان کالا ہی رہتا پھر جب وہ دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا کالا نشان اور پڑ جاتا ہے اسی طرح مزید گناہوں سے دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے

تو پھراس کالے دِل پرحق بات بھی اثرنہیں کرتی لہذا اس اثر کوختم کرنے کے لئے کلمہ طیبہ کا کثرت سے ذکرکرنا ضروری ہے تاکہ گناہ ختم ہوکرتازہ ہوتا رہے کیوں کہ مثل مشہور ہے کہ جڑ تازہ رہےتو شاخیں خودبخودسرسبزرہتی ہیں ایمان کی تازگی سے دیگر بدنی اور مالی عبادتیں بھی تازہ رہتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہی کہ ایک روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کے پہاڑ پر چڑھے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ نے دوگانہ نماز پڑھی اور قبلہ کی طرف منہ کرکے **لَآ اِلٰــہَ اِلَّا الـلّٰـہُ** پڑھنا شروع کیا اورآپ کی دونوں چشم مبارک سے آنسو بہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک سے آنسو بہہ گئے اور سینہ اورزانو سے بہہ کے زمین پر ٹپکتے تھے۔ آپ کے رونے سے میں بھی روتا تھا۔ ایک گھڑی کے بعدآپ خاموش ہوئے اورمیری طرف دیکھ کرفرمایا۔ اے انس میں تیری آنکھیں تر دیکھتا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کوروتے دیکھ کر میں رونے لگا۔فرمایا کہ خوش خبری اس شخص کے لئے ہے کہ جس کی زبان اللہ کے کلمہ کے ذکر میں تر رہے اوراس کی آنکھوں سے آنسو جاری رہیں (کیونکہ اس طرح ایمان دِلوں میں تازہ رہتا ہے)

کلمہ پرقائم رہناہی زندگی کا مقصد ہے :

ہرمسلمان کا فرض ہے کہ وہ پیدائش تا دَم آخر کلمے پرقائم رہے کیوں کہ اسی میں نجات ہے کلمے کے علاوہ نجات کا اورکوئی ذریعہ نہیں۔اور جوشخص اس کلمے کوچھوڑ دے گا یعنی اس پرعمل پیرانہیں ہوگا اُس کا دنیاواخرت میں کوئی ٹھکانا نہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کواس قدرسخت صدمہ تھا کہ بعض

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دِل میں مختلف خیالات پیدا ہوئے۔ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی ان ہی لوگوں میں تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا۔ انھوں نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی' اس کے بعد دونوں حضرات اکٹھے تشریف لائے اور سلام کیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے)۔ میں (سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے' نہ سلام کا پتہ چلا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا غالبًا تم کسی سوچ میں بیٹھے ہوگے۔ میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا ہے اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے؟ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں۔ میں اُٹھا اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان' واقعی تم ہی یہ دریافت کرنے کے زیادہ مستحق تھے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرے جس کو میں نے اپنے چچا (ابو طالب) کو پیش کیا تھا اور انھوں نے رَدکر دیا تھا وہی کلمہ نجات ہے۔ (احمد)

معلوم ہوا کہ ابو طالب نے کلمہ طیبہ قبول نہیں کیا تھا اور ایمان نہ لانے کی وجہ سے نجات سے محروم رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر صحابہ کرام کو

بہت صدمہ ہوااور اکثر کے دِل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ہم جن کی نظرِ کرم سے جی رہے تھے وہ تو اس دارِ فانی سے تشریف لے گئے اب ہم جی کر کیا کریں گے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کلمہ حق بلند کرنے آئے تھے اور آپ حضرات کو اس پر کاربند کر کے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ لہذا اب آپ اس مقصد کو زندہ رکھیں جس کے لئے آپ اس دُنیا میں تشریف لائے تھے۔ لہذ آپ کے لاے ہوئے کلمہ کو مضبوطی سے تھامے رہو کیوں کہ اسی میں نجات ہے۔

کلمہ طیبہ حضور ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ ہے :

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حکم سے انبیاءِ کرام، اولیاءاللہ اور شہداءعظام مسلمانوں کی شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ اُن کی شفاعت سے بے شمار گناہ گاروں کو بخش دے گا۔ شفاعت کا اولین اور اعلیٰ حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوگا اور جس شخص نے کلمہ طیبہ پڑھا ہوگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُس کی ضرور شفاعت کریں گے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کا کون حقدار ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوہریرہ مجھے احادیث پر تمھاری خواہش دیکھ کر یہی گمان ہوا تھا کہ اس بات کو تم سے پہلے کوئی دوسرا نہ پوچھے گا۔ تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے روز میری شفاعت کی سعادت مندی اُسے حاصل ہوگی جو اپنے دِل اور نفس کے خلوص کے ساتھ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہے۔ (بخاری)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو لوگ خلوص دل سے کلمہ پاک کو وِرد کرتے ہیں انھیں آخرت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل ہوگی اور جس سے شفاعت ہوگی وہ سعادت مند ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ **شفاعتی حق فمن لم یومن بھا فلیس من اھلھا** میری شفاعت حق ہے اور جو میری شفاعت کا منکر ہوگا وہ شفاعت کا مستحق نہ ہوگا یعنی شفاعت کے منکر کی شفاعت نہیں ہوگی وہ محروم ہی رہے گا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن میری شفاعت فرمانا ۔آپ نے فرمایا میں تیری شفاعت کروں گا ۔عرض کی یا نبی اللہ ۔ میں آپ کو وہاں اُس دن کہاں تلاش کروں گا ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن ان تین جگہوں پر تمھیں ملوں گا (۱) پل صراط کے پاس (۲) میزان کے پاس (۳) حوض کوثر پر۔ (ترمذی) ہر مقام پر **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے والے کی مدد فرمائیں گے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور مجھے یہ اختیار دیا کہ میں یا تو اپنی آدھی اُمت جنت میں داخل کروالوں یا شفاعت پسند کروں ۔ تو میں نے شفاعت پسند کی اور یہ ہر اُس شخص کے لئے ہوگی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوئے مرا یعنی مومن مرا **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کے قائل کی شفاعت ہوگی۔

موت کے وقت کلمہ طیبہ کی برکات :

موت کے وقت عالم سکرات میں کلمہ طیبہ کا پڑھنا موت کی سختیوں کو دُور کرتا ہے کلمہ پڑھنے سے خاتمہ بالا یمان ہوتا ہے جان آسانی سے نکل جاتی ہے۔

حضرت یحیٰی بن طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو افسردہ حالت میں دیکھ کر لوگوں نے کہا، کیا بات ہے؟

انھوں نے کہا کہ بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ مجھے ایک کلمہ معلوم ہے جو شخص اسے موت کے وقت پڑھے تو اس سے موت کی تکلیف رفع ہو جائے گی چہرے کا رنگ چمکنے لگے اور آسانی دیکھے مگر مجھے وہ کلمہ پوچھنے کی جرأت نہیں ہوئی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بے شک مجھے معلوم ہے۔ انھوں نے پوچھا کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑا نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا کو پیش کیا تھا وہ ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** تو کیا یہی ہے؟ واللہ یہی ہے۔ (بیہقی)

موت کے وقت عالم نزع میں مرنے والے پر اتنی شدت کی تکلیف ہوتی ہے جس کے ساتھ گزر رہی ہوتی ہے وہی جانتا ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی کریم ﷺ سے موت کی شدت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جیسے کپڑے کو خار دار جھاڑی پر ڈال کر اُسے کھینچ کر جدا کیا جائے اسی طرح رُوح جسم سے جدا ہوتی ہے۔ حضور ﷺ ایک مریض کے پاس تشریف لے گئے اس کی جان کنی کا عالم دیکھ کر فرمایا' جانتے' اُسے کیوں تکلیف ہو رہی ہے؟ یہ سب موت کی شدت ہے لہذا موت کے وقت کلمہ طیبہ پڑھنے سے موت کی شدت ختم ہو جاتی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم مرنے والے کے سامنے کلمہ طیبہ پڑھو تا کہ وہ اس کلمہ کو سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے۔ اگر وہ موت کے وقت پڑھتا ہوا مر گیا تو جنتی ہو گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی تندرستی کی حالت میں پڑھتا رہے تو کیسا ہے؟ تو آپ نے فرمایا پھر تو سب سے بہتر ہے۔ ایک دفعہ حضور ﷺ کو خبر دی کہ فلاں آپ کا صحابی نزع میں ہے آپ تشریف لائے اور اس کو تلقین کرتے تھے مگر اُن کی زبان کی قوت گویائی ساتھ نہ دیتی تھی' ناچار کلمہ کی اُنگلی آسمان کی جانب اُٹھائی اور آسمان کی طرف

منہ اٹھا کر کہا۔ اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ نے تبسم فرمایا۔صحابہ کرام نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب میں نے اس بیمار کوکلمہ شہادت پڑھنے کے لئے کہااور وہ اپنی زبان سے پڑھ نہ سکا تو اس نے اشارہ آسمان کی طرف کیا تو ادھر ارحم الراحیمین کی سرکار سے ملائکہ کو ندا ہوئی کہ میرے بندے کی زبان بند ہوئی اور کسی کو اپنے کلمہ کا گواہ نہ بنا سکا تب اس نے ہماری طرف رجوع کیا۔کیونکہ ہم سینوں کے راز سے واقف ہیں اس لئے ہمیں اپنے کلمہ کا گواہ بنایا ہے ہم نے اُس بندے کو بخشا۔ وہ ہمارا بندہ اور ہم اس کے خدا ہیں کبھی مرتے وقت زبان بند ہو جاتی ہے منہ سے کلمہ نہیں نکلتا لیکن دل میں اس کا اعتقاد صحیح موجود ہے تو امید نجات کی قائم ہے۔

کلمہ پڑھنے والے کے حق میں نور کے ستون کی سفارش :

کلمہ پڑھنے والوں کے حق میں دیگر چیزیں بھی مغفرت کی سفارش کرتی ہیں۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جو کلمہ گو کو حاصل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے :بے شک عرش معلیٰ کے سامنے ایک نور کا ستون ہے جب کوئی **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰهِ** کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ رُک جا۔نور کا ستون کہتا ہے کیسے رُک جاؤں کیوں کہ کلمہ پڑھنے والے کی ابھی تک مغفرت نہیں ہوئی۔حکم الٰہی ہوتا ہے کہ اس کی مغفرت کردی جائے۔وہ ستون رُک جاتا ہے۔ (بزار)

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ عرش معلیٰ کے سامنے ایک نور کا ستون ہے جوکلمہ پڑھنے والوں کی طرف داری میں حرکت کرنا شروع کردیتا ہے یعنی اس کی حرکت کا مطلب بارگاہ رب العزت سے کلمہ پڑھنے والے کی مغفرت کا اعلان فرما دینا ہے تو وہ ہلنا بند کردیتا ہے مطلب یہ ہوا کہ کلمہ پڑھنے کی بہت اہمیت دی گئی ہے۔

کلمہ باعث مغفرت ہے :

کلمہ طیبہ کا پڑھنا باعث مغفرت ہے کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ کو کلمے کے عوض مغفرت کی خوش خبری دی ہے لہذا اب بھی اُمت مسلمہ سے جو اخلاص نیت سے کلمہ پڑھے اور اس کے تقاضوں کے مطابق عمل کرے وہ بخشا جائے گا۔

حضرت یعلی بن شداد رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اس کی تصدیق کی کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ آپ نے پوچھا کہ تم میں اہل کتاب کا آدمی تو نہیں؟ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، تو آپ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو اور اپنے ہاتھ بلند کر و اور کہو **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پس ہم نے کچھ وقت کے لئے اپنے ہاتھ بلند رکھے پھر آپ نے فرمایا **الـحمد اللّٰہ** اے اللہ تو نے مجھے اس کلمے کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس پر جنت کا وعدہ فرمایا اور تیرا وعدہ پورا ہوتا ہے اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خوشخبری دی کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھاری مغفرت کر دی ہے۔ (مسند امام احمد)

اس حدیث کا واقعہ اگر چہ خاص صحابہ کرام کی مغفرت پر دلالت کرنا ہے لیکن اس حکم کا اطلاق عام ہے ہر مسلمان کو کلمہ طیبہ پڑھنا چاہے تا کہ اس کی مغفرت ہو۔

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** سے نہ تو کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔ (ابن ماجہ)

کسی عمل کا اس سے نہ بڑھ سکنا تو ظاہر ہے کہ کوئی بھی عمل ایسا نہیں ہے جو بغیر کلمہ طیبہ پڑھے کارآمد ہو سکتا ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ......غرض ہر عمل ایمان کا محتاج ہے اگر ایمان ہے تو وہ اعمال بھی مقبول ہو سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور کلمہ طیبہ جو

خود ایمان لانا ہی ہے وہ کسی عمل کا بھی محتاج نہیں ۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص فقط ایمان رکھتا ہو اور ایمان کے علاوہ کوئی عمل صالح نہ ہو تو بھی وہ کسی نہ کسی وقت ان شآء اللہ جنت میں ضرور جائے گا اور جو شخص ایمان نہ رکھتا ہو خواہ وہ کتنے ہی پسندیدہ اعمال کرے نجات کے لئے کافی نہیں ۔ دوسرا جز و کسی گناہ کو نہ چھوڑتا ہے اگر اس اعتبار سے دیکھا جائے کہ جو شخص آخری وقت میں مسلمان ہوا اور کلمہ طیبہ پڑھنے کے بعد فوراً ہی مر جائے تو ظاہر ہے کہ اس ایمان لانے سے کفر کی حالت میں جتنے گناہ کئے تھے وہ سب بالا جماع جاتے رہے اور اگر پہلے سے پڑھنا مراد ہو تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ یہ کلمہ دِلوں کی صفائی اور صیقل ہونے کا ذریعہ ہے جب اس پاک کلمہ کی کثرت ہوگی تو دِل کی صفائی کی وجہ سے توبہ کئے بغیر چین ہی نہ پڑے گا اور آخر کار گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جائے گا ۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس شخص کو سونے کے وقت اور جاگنے کے وقت **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کا اہتمام ہو اس کو دُنیا بھی آخرت پر مستعد کرے گی اور مصیبت سے اُس کی حفاظت کرے گی ۔

قیامت کے دن روشن چہرہ : حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص (۱۰۰) سو مرتبہ **لَآ اِلٰـہ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـہِ** پڑھا کرے حق تعالیٰ شانہ قیامت کے دن اُس کو ایسا روشن چہرہ والا اُٹھائیں گے جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہو سکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے ۔ (طبرانی)

متعدد روایات اور آیات سے یہ مضمون ثابت ہوتا ہے کہ **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** دِل کے لئے بھی نور ہے اور چہرے کے لئے بھی نور ہے اور یہ مشاہدہ بھی ہے کہ جن اکابرین کا اس کلمہ کی کثرت معمول ہے اُن کا چہرہ دُنیا ہی میں نورانی ہوتا ہے ۔

کلمہ طیبہ کی تعلیم اور تلقین :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بچہ کو شروع میں جب وہ بولنا سیکھنے لگے **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** یاد کراؤ اور جب مرنے کا وقت آئے جب بھی **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** تلقین کرو جس شخص کا اول کلمہ **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ہو اور آخری کلمہ **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** ہو وہ ہزار برس بھی زندہ رہے تو ان شاء اللہ کسی گناہ کا اس سے مطالبہ نہیں ہوگا (یا اس وجہ سے کہ گناہ صادر نہ ہوگا یا اگر صادر ہو تو توبہ وغیرہ سے معاف ہو جائے گا یا اس وجہ سے کہ اللہ عزوجل اپنے فضل سے معاف فرما دے گا)۔

تلقین اس کو کہتے ہیں کہ مرتے وقت آدمی کے پاس بیٹھ کر کلمہ پڑھا جائے تا کہ اس کو سن کر وہ بھی پڑھنے لگے اس پر اس وقت جبر یا تقاضا نہیں کرنا چاہئے کہ وہ شدت تکلیف میں ہوتا ہے اخیر وقت میں کلمہ تلقین کرنے کا حکم اور بھی بہت سی احادیث صحیح میں وارد ہوا ہے متعدد حدیثوں میں یہ بھی ارشاد نبوی وارد ہوا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** نصیب ہو جائے اس سے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے سیلاب کی وجہ سے تعمیر۔ بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جس شخص کو مرتے وقت یہ مبارک کلمہ نصیب ہو جاتا ہے تو پچھلی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ منافق کو اس کلمہ کی توفیق نہیں ہوتی ۔ ایک حدیث میں آیا ہے اپنے مردوں کو **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کا توشہ دیا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص کسی بچہ کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ **لَآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے لگے اس سے حساب معاف ہے۔ ایک

حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے مرنے کے وقت ایک فرشتہ اس کے پاس آتا ہے جو شیطان کو دُور کرتا ہے اور مرنے والے کو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** تلقین کرتا ہے ایک بات کثرت سے تجربہ میں آئی ہے کہ اکثر و بیشتر تلقین کا فائدہ جب ہی ہوتا ہے کہ زندگی میں بھی اس کلمہ پاک کی کثرت رکھتا ہو۔ بسا اوقات کسی گناہ کا کرنا بھی اس کا سبب بن جاتا ہے کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا ۔ علماء نے لکھا ہے کہ افیوں کھانے میں ستر نقصان ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ یاد نہیں آتا۔ اس کے بالمقابل مسواک میں ستر فائدے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ مرتے وقت کلمہ طیبہ یاد آتا ہے۔

شیطان کی کوشش : آخری عمر میں شیطان اکثر آدمی کے ایمان کو زائل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب تک اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل شامل حال نہ ہو بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

صاحب تفسیر کبیر حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سوچتے رہے کہ ساری چیزوں کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی حالت پر موت آئے اور جب آخری وقت آئے گا تو شیطان مختلف دلائل دے کر ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرے گا۔ اس وقت جواب کیسے دوں گا۔ توحید پر دلائل جمع فرماتے رہے اور سیکڑوں دلیلیں رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے۔ جب اُن کا آخری وقت قریب آیا شیطان اپنے فریبی دلائل کے ساتھ پوری قوت سے آیا اور توحید سے ہٹانے لگا تو آپ نے کہا تو کیا ہٹائے گا میرے پاس دلیلیں ہیں۔ وہ بات کاٹتا رہا اور آپ دلائل دیتے رہے۔ آخر کار اس نے ایسی بات کہی جس سے اُن کی ساری دلیلیں تو ختم ہوگئیں اب شیطان امام فخر الدین رازی سے ایمان چھیننے کے درپے تھا وہ ڈر گئے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ

ہو جائے۔ اس کی خبر کشف سے حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کو ہوئی، آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے۔ لوٹا اُٹھا کر دیوار پر مارا اور فرمائے کہہ دو کہ ہم خدا کو بلا دلیل ہی مانتے ہیں پھر دلیلِ توحید دی ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ اللہ ایک ہے۔ امام فخر الدین رازی کی زبان سے بھی اس وقت یہی جملہ نکلا اس طرح خاتمہ ایمان اور توحید پر ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو بھی شیطان آخری مرحلہ میں بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اللہ والوں سے ملتے رہیں اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کی حالت پر فرمائے۔ (آمین)

کلمہ طیبہ پڑھنے سے انکار کفر ہے :

جس سے کلمہ طیبہ پڑنے کو کہا جائے اور وہ انکار کرے اس کی نسبت علماء نے حکم کفر لکھا ہے۔ اس کو نئے سرے سے مسلمان ہونا چاہیئے۔ (احکام شریعت)

مرنے کے بعد کس حال میں اُٹھیں گے : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہایت غمگین تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اللہ عز وجل نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا کہ آپ کو رنجیدہ اور غمگین دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے؟ (حالانکہ حق تعالیٰ شانہٗ دِلوں کے بھید جاننے والا ہے لیکن اکرام واعزاز اور اظہار شرافت کے واسطے اس قسم کے سوال کرائے جاتے ہیں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل مجھے اپنی اُمت کا فکر بہت بڑھ رہا ہے کہ قیامت میں اُن کا کیا حال ہوگا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دریافت کیا کہ کفار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے جہاں قبیلے بنو سلمہ کے لوگ دفن تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک قبر پر ایک پَر مارا اور ارشاد فرمایا کہ **قم باذن اللّٰہ** (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اس قبر سے ایک نہایت حسین خوبصورت چہرہ والا اُٹھا وہ کہہ رہا تھا **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ الحمد للّٰہ رب العالمین**۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے راشاد فرمایا کہ اپنی جگہ لوٹ جا' وہ چلا گیا ۔ پھر دوری قبر پر دوسرا پَر مارا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس میں سے ایک شخص نہایت بدصورت کالا منہ کیری آنکھوں والا کھڑا ہوا۔ وہ کہہ رہا تھا ہائے افسوس' ہائے افسوس' ہائے شرمندگی' ہائے مصیبت ۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام ے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جائیں ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں اسی حالت پر اٹھیں گے۔

شیطان کی ہلاکت : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** اور استغفار کو بہت کثرت سے پڑھا کرو۔ شیطان کہتا ہے کہ میں نے لوگوں کو گناہوں سے ہلاک کیا اور انھوں نے مجھے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** اور استغفار سے ہلاک کر دیا ۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے اُن کو ہوائے نفس سے ہلاک کیا اور وہ اپنے کو ہدایت پر سمجھتے رہے۔ (جامع الصغیر)

شیطان نے انسانوں کو گناہوں میں مبتلا کرنے کے لئے اس کے چاروں طرف فریبوں کے جال بچھا رکھے ہیں اور اس کے فریبوں سے بچنے کے لئے کلمہ بہت اکسیر ہے۔

شیطان کی ہر وقت یہی کوشش ہوتی ہے کہ نسان کسی نہ کسی طرح گناہوں میں مبتلا ہو جائے اور جو شخص گناہوں میں مبتلا ہو گیا گویا اس کی ہلاکت کا سبب پیدا ہو گیا' اس کے برعکس اگر وہی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرے اور استغفار کثرت سے پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اُسے معاف کر دے گا تو بندوں کی بخشش سے شیطان کو بڑا دُکھ ہوتا ہے جو اس کی ہلاکت کے مترادف ہے اس لئے شیطان کے وسوسوں سے اور مکر و فریب سے بچنے کے لئے کلمہ پاک کا ورد کثرت سے کرنا چاہیئے۔

کلمہ طیبہ اللہ تعالیٰ کا قلعہ ہے :

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں لہذا میری عبادت کرو' جو شخص تم میں سے اخلاص کے ساتھ **لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کی گواہی دیتا ہوا آئے گا وہ میرے قلعہ میں داخل ہو گا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ (جامع الصغیر)

باہر کے خطرات سے محفوظ ہونے کے لئے قلعہ بنایا جاتا ہے اور جو شخص قلعہ میں داخل ہو جاتا ہے وہ باہر کے مصائب اور خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا کلمہ بھی ایک قلعہ کے مانند ہے جو اسے خلوص دل سے اپنا لے وہ ہر طرح کے عذابوں سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ عذاب الٰہی سے بچنے کا واحد ذریعہ کلمے والی زندگی ہے اور وہ اطاعت الٰہی اور اتباع رسول ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے لئے اکثر اوقات دُعا کیا کرتے تھے اس لئے اُن کے ایمان لانے پر سات سو کافروں کا ایمان لانا موقوف تھا۔ ایک دن آپ کی دُعا قبول ہوئی۔ اسلام کی محبت اور صداقت

دل میں آئی اور وہ ایمان لانے کے لئے چلے۔ ادھر جرائیل علیہ السلام نے آکر بشارت دی کہ عنقریب وحیہ کلبی ایمان لانے کے لئے حاضر ہورہے ہیں پس حاضر ہوئے۔حضور ﷺ نے اپنی چادر زمین پر بچھادی' انھوں نے اُٹھا کر بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگا کر سر پر رکھ لیا اور نہایت عاجزی سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ مجھے بھی کلمہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھادیجئے اور اسلام کی شرائط بتا دیجئے ۔حضور ﷺ نے فرمایا پہلے کلمہ طیبہ پڑھو۔ وحیہ کلبی نے کلمہ پڑھا اور زور زور سے رونا شروع کیا۔حضور ﷺ نے فرمایا۔ وحیہ کیوں روتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا' میں نے بہت بڑے گناہ کئے ہیں۔ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کریں' الٰہی وحیہ کے گناہوں کا کیا کفارہ ہے۔ اگر مجھے قتل بھی کریں تو مجھے بسر وچشم منظور ہے۔ اگر میرا سارا گھر راہ خدا میں لٹا دیں مجھے منظور ہے کسی طرح میرے گناہ معاف ہوجائیں ۔ میں نے ستر معصوم لڑکیاں اپنے گھر کی زندہ قتل کیں بھلا میرا یہ گناہ کس طرح معاف ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام سن کر حیرت میں رہ گئے اور وحیہ کے ظلم پر تعجب کرنے لگے اور دِل میں خیال گزرا کہ یہ گناہ کبیرہ کس طرح معاف ہوسکتا ہے۔ ادھر وحیہ خاموش کھڑے روتے تھے ادھر سید الشافعین خاموش حیرت سے انگشت بدندان تھے کہ حضرت جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ آپ وحیہ کلبی سے فرما دیں حق تعالیٰ نے ایک دفعہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کہنے سے تمام گناہ بخش دیا ہے یہ حکم سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور آپ کے ساتھ سارا مجمع بھی روتے ہوئے بیہوش ہوگیا۔ اسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلا الٰہی ایک دفعہ یہ کلمہ ایک کافر نے پڑھا ساری عمر کی بت پرستی اور قتل سب گناہ معاف ہوئے۔

بھلا اگر میری اُمت کا متقی مسلمان جو ساری عمر اس کلمہ کو پڑھتے ہی مر جائے گا وہ کس طرح نہ بخشا جائے گا وہ ضرور بخش دیا جائے گا اور عذاب سے محفوظ رہے گا۔

عذاب جہنم سے نجات :

جہنم وہ مقام ہے جہاں آخرت میں کافروں مشرکوں اور نافرمانوں کو سزا دی جائے گی۔ یہ بہت بُرا ٹھکانہ ہے اس سے بچنے کا واحد ذریعہ کلمہ پڑھ کر صاحب ایمان ہونا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا حکم جانتا ہوں جو کوئی اسے دل سے حق سمجھ کر پڑھ لے اور اسی حال میں فوت ہو جائے تو وہ آگ سے بچ جائے گا وہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** (الحاکم)

حضرت عتبان بن مالک سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے پیش نظر کلمہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھتا ہوا قیامت کے روز آئے گا اس پر جہنم حرام ہوگی۔ (بخاری شریف)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ کلمہ طیبہ کا یہ اعجاز ہے کہ اسے پڑھنے والا جہنم سے بچ جائے گا قیامت کے روز سب سے اول نمبر پر وہ لوگ ہوں گے جنھوں نے کلمہ پڑھا اور اس کے مطابق صالح اعمال کئے اور اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوا۔ ایسے لوگ بلا حساب و کتاب جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ دوسرے نمبر پر وہ مسلمان ہوں گے جن کے گناہ کم اور نیکیاں زیادہ ہوں گی انھیں حساب و کتاب کے بعد جنت جانے کا حکم مل جائے گا۔ تیسرے نمبر پر ایسے لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں بہت کم اور گناہ زیادہ ہوں گے تو ایسے لوگوں کو اللہ چاہے کچھ سزا دے کر جنت میں بھیج دے یا اپنی رحمت کی بنا پر انھیں بالکل معاف فرمادے۔ بہر کیف اللہ تعالیٰ ایسے ہر شخص کو بالآخر جہنم سے آزاد کرے گا جس نے کلمہ پڑھا ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ پکارنے والا عرش کے نیچے جہنم سے پکار کر پوچھتا ہے کہ اے جہنم اور اے جہنم کے عذاب، تم کس شخص کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ دوزخ جواب میں کہتی ہے جو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہے میں اس پر حرام ہوں۔ جہنم کے سات دروازے ہیں اور سات ہی طبقے ہیں جس نے دل سے کلمہ شریف کہا وہ ساتوں طبقوں سے محفوظ رہے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سواری پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھے آپ نے فرمایا اے معاذ۔ انھوں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے معاذ۔ انھوں نے عرض کیا کہ لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔تیسری مرتبہ (ایسا ہی کہا پھر) آپ نے فرمایا اے معاذ۔ جو کوئی اپنے دل سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں) اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں لوگوں کو اس کی خبر کر دوں، تا کہ وہ خوش ہو جائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت (جب کہ تم خبر کر دو گے) تو لوگ اسی پر بھروسہ کر لیں گے (اور شریعت پر عمل نہیں کریں گے)۔ معاذ رضی اللہ عنہ یہ حدیث اپنی موت کے وقت بخوف گناہ بیان کر دی (کیونکہ حدیث کو چھپانا بھی گناہ ہے) بخاری شریف

کلمہ طیبہ جنت کی کنجی ہے :

کلمہ طیبہ کی حیثیت جنت کی کنجی جیسی ہے جس کے پاس یہ کنجی ہوگی وہ جنت کا دروازہ کھول کر جنت میں داخل ہو جائے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا اقرار کرنا جنت کی کنجیاں ہیں۔ (احمد)

اس حدیث پاک میں تمثیلاً اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ کلمہ طیبہ پر ایمان لانا ہی دراصل وہ عمل ہے جو انسان کو جنت میں لے جائے گا اس کو قبول کئے بغیر کوئی شخص جنت میں نہیں جائے گا اس لحاظ سے یہ جنت کی کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔

کلمہ سے مراد سارے عقائد اسلامیہ ہیں لہذا منافقین ومرتدین اگر عمر بھر کلمہ پڑھیں مگر جنتی نہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک نصرانی شخص حاضری دیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ متواتر تین دن تک وہ آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوا۔ آپ نے لوگوں سے اُس کے متعلق دریافت فرمایا۔ پتہ چلا کہ وہ سخت بیماری کی حالت میں ہے۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ اس کے گھر تشریف لے گئے اور پوچھا کہ کیا حال ہے؟ اس نے عرض کیا کہ عجب حال ہے موت سر پر کھڑی ہے کوئی پُرسان حال نہیں۔ آتش جہنم کے شعلے بھڑک رہے ہیں' بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ پل صراط سے گزرنے کی کوئی صورت نظر نہیں آرہی ہے۔ آج عدل کا میزان قائم ہے مگر میرا دامن نیکی سے خالی ہے۔ رب کریم غفور ہے مگر میرے پاس کوئی حجت اور دلیل اور عذر نہیں' نگاہوں کے سامنے جنت نظر آرہی ہے مگر اس کو کھولنے کی کنجی میرے پاس نہیں ہے۔ یہ سارا قصہِ غم سُن کر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مت گھبراؤ' یعنی تمہارے پاس جنت کی کنجی آنے والی ہے۔ یہ فرما کر آپ واپس تشریف لانے لگے تو نصرانی نے عرض کی۔ حضرت آپ تشریف لے جارہے ہیں حالانکہ جنت کی کنجی میرے پاس آگئی ہے۔ یہ کہہ کر اس نے کلمہ شہادت

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھا اور جاں بحق ہوگیا۔ امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے خواب میں اس شخص کو دیکھا اور حال دریافت فرمایا۔ عرض کرنے لگا کہ کلمہ شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اعلیٰ جنت میں جگہ عطا فرمائی ہے۔ سبحان اللہ ! کلمہ طیبہ کی کیا شان ہے کہ اس کے پڑھنے سے نصرانی شخص بھی اعلیٰ جنت کا حقدار بن گیا۔

ایک مرتبہ ایک بزرگ لڑائی میں تشریف لے گئے مگر چلتے چلتے راستہ بھول گئے اور ایک پہاڑ پر جانکلے۔ پہاڑ پر نصرانیوں کا مجمع دیکھا جن کے درمیان ایک کرسی خالی پڑی تھی۔ بزرگ نے نصرانیوں سے کرسی خالی ہونے کا مطلب پوچھا۔ نصرانیوں نے جواب دیا کہ ہمارا پادری ہے جو سارے سال میں ایک مرتبہ اس جگہ تشریف لاتا ہے اور ہمیں وعظ سناتا۔ یہ کرسی اس کے لئے خالی پڑی ہے بزرگ بھی نصرانیوں کے درمیان تشریف فرما ہوگئے۔ اتنے میں پادری بھی آ گیا۔ اور کرسی پر بیٹھ کر لوگوں سے مخاطب ہوا۔ آج میں تم کو وعظ نہیں سناؤں گا کیونکہ تمھارے درمیان اُمت محمد یہ کا ایک بزرگ موجود ہے۔ پادری نے کہا۔ اے بزرگ تجھے اپنے رب کی قسم۔ کہ کھڑا ہوجا۔ تا کہ تیرا دِیدار کرسکیں۔ محمدی بزرگ کھڑے ہوگئے' پادری نے کہا میں آپ سے چند ایک سوالات کرنا چاہتا ہوں براہ کرم جواب عنایت فرمایں' محمدی بزرگ نے جواب دیا۔ بسروچشم۔ پادری کہنے لگا۔ اللہ نے جنت کو پھلوں سے مزین کیا ہے۔ کیا ان پھلوں جیسے پھل دُنیا میں پیدا فرمائے ہیں؟ بزرگ نے جواب دیا۔ دُنیا میں جنت کا مثل پھل موجود ہیں مگر صرف نام اور شکل کی حد تک۔ ذائقہ اور لذت الگ ہیں۔ پادری نے کہا۔ جنت کے تمام محلات میں درخت طوبیٰ کی شاخ ہے کیا دُنیا میں اس کی مثل ہے؟ فرمایا' ہاں۔ جب سورج نصف النہار پر ہوتا ہے تو کوئی محل اور مکان

ایسا نہیں رہتا جس پر سورج کی کرن نہ پڑتی ہو۔ پادری نے کہا۔ جنت میں چار نہریں ہیں جو ذائقے اور لذت میں مختلف ہیں۔ کیا دُنیا میں اس کی تمثیل ہے؟ بزرگ نے فرمایا' ہاں کہ کان سے پانی نکلتا ہے مگر غلیظ اور کڑوا۔ آنکھ سے پانی نکلتا ہے مگر نمکین۔ ناک سے بھی پانی نکلتا ہے مگر بدبودار' اور دہن یعنی منہ سے بھی پانی نکلتا ہے مگر شیریں۔ ان چاروں کی اصل ایک ہے یعنی سر۔ پادری نے مزید سوال کیا کہ جنت میں ایک تخت ہے جس کی مسافت پانچسو سال کی مسافت کے برابر ہے بہشتی جب اس پر چڑھنے کا ارادہ کرے گا تو وہ تخت نیچا ہو جائے گا اور جب جنتی اس پر چڑھے گا تو وہ تخت بلند ہو جائے گا۔ دُنیا میں اس کے مماثل کیا شئے ہے۔ بزرگ نے جواب دیا کہ رب تعالٰی کا رشاد ہے ﴿ **افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت** ﴾ یعنی وہ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کیا عجیب نمونہ سے پیدا کیا گیا ہے کہ جب آدمی اُس پر سوار ہونا چاہے تو یہ بیٹھ جاتا ہے اور سوار ہو کر پھر بلند ہو جاتا ہے۔ پادری نے پانچواں سوال کیا کہ اہل جنت کھائیں گے پیئں گے مگر پیشاب پاخانہ نہیں کریں گے اس کے مماثل دُنیا میں کیا ہے۔ بزرگ نے جواب دیا کہ بچہ ماں کے شکم میں زندہ رہتا ہے کھاتا ہے پیتا ہے ماں کا خون حیض اُس کی غذا بنتی ہے اس کے باوجود وہ نہ پیشاب کرتا ہے اور نہ ہی پاخانہ۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے پادری سے سوال کیا کہ میں نے تیرے اتنے سارے سوالوں کے جوابات دیئے' اب تو بھی میرے ایک سوال کا جواب دے کہ جنت کی کنجی کیا ہے۔ پادری نے قوم سے خطاب کر کے کہا کہ اس محمدی نے مجھ سے جنت کی کنجی کے بارے میں پوچھا ہے تو مجھے بتلانا پڑے گا۔ کہنے لگا میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ جنت کی کنجی **لَآ اِلٰــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـهِ** ہے یہ کہہ کر پادری مسلمان ہو گیا قوم کو جب یہ معلوم ہوا کہ جنت کی کنجی **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہے تو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔

سارے گناہ مٹنے والا بڑا کلمہ :

امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے سنا حضرت جبرئیل علیہ السلام سے کہ وہ خبر دیتے ہیں خدائے عزوجل حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں نازل کیا میں نے کوئی کلمہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰـهِ** سے بڑا روئے زمین پر۔ اس کی برکت سے قائم ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل اور درخت اور دریا۔ آگاہ ہو یہی کلمہ اخلاص ہے یہی کلمہ شہادت ہے یہی کلمہ برتر ہے اور یہی کلمہ مغفرت ہے یہی کلمہ بزرگ ہے یہی کلمہ مبارک ہے۔ اگر ایک پلہ میں زمین وآسمان رکھے جائیں اور دوسرے میں یہ کلمہ' تو یہ زمین وآسمان سے بھاری ہوگا۔ جس نے اس کلمہ کو ایک بار کہا' اس کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ گناہ مثل کف دریا ہوں۔

مجالس سنیہ میں ہے کہ جب بندہ کلمہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّـدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ** پڑھتا ہے تو ایک فرشتہ اس کلمہ کو آسمان پر لے جاتا ہے جب پہلے آسمان پر پہنچتا ہے تو دوسرا فرشتہ آسمان سے اُترتا ہوا ملتا ہے وہ پوچھتا ہے کہ کہاں جاتے ہو۔ دُنیا سے جانے والا فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بندے کا کلمہ لے کر عرش الٰہی تک جاؤں گا۔ تم کہاں جاتے ہو؟ تو آسمان سے آنے والا فرشتہ کہتا ہے کہ جس بندہ کا کلمہ لے کہ آسمان پر جارہے ہو' میں اس کی مغفرت لے کر عرش الٰہی سے آیا ہوں اور دُنیا میں جاتا ہوں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح وشام کلمہ طیبہ پڑھے' تمام فرشتے آسمان پر مذاکرات کرتے ہیں کہ آخر کو اول سے ملا دو اور جو گناہ درمیان میں کیا ہے پھینک دو۔ (فتوح الاوراد وفوائد کبریٰ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ جو نیکی کرتا ہے اسے قیامت کے دن ترازو میں رکھیں گے مگر کلمہ طیبہ کہ اس کو اگر میزان میں رکھیں تو سات زمین' سات آسمان اور جو کچھ ان میں ہے ان سب سے زیادہ نکلے۔ اور فرمایا۔ جس نے صدق دل سے کلمہ طیبہ پڑھا وہ جنت میں جائے گا۔ اور فرمایا۔ جو صدق دل سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھتا ہے اس کے تمام گناہ اگرچہ خاک کے برابر ہوں بخش دیئے جائیں گے (کیمائے سعادت)

مشائخ صوفیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اکثر کتب میں ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص کلمہ طیبہ کو ستر ہزار مرتبہ پڑھے اللہ تعالیٰ اُسے جہنم سے آزاد کرے گویا کہ اس کے نفس کو اس کلمہ کی قیمت سے خرید لیا ہے۔ شیخ احمد دیربی اپنے مجربات میں لکھتے ہیں کہ یہ عمل دست بدست صوفیہ سے چلا آرہا ہے اور وہ لوگ اس پر عمل پر محافظت کرتے ہیں۔

مولانا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ شیخ ابو الربیع قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں اس کلمہ کو ستر ہزار مرتبہ پڑھ چکا تھا لیکن اس کا ثواب کسی کو نہیں بخشا تھا اتفاقاً ایک روز میں دعوت میں گیا' وہاں بہت سے مشائخ تھے اُن میں ایک نوجوان صالح بھی تھا جو کشف میں مشہور تھا۔ کھانے پر ہاتھ دراز کرتے ہی وہ نوجوان رونے لگا۔ لوگوں نے سبب پوچھا' اُس نے کہا میں اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھ رہا ہوں۔ ابوالربیع فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا یا اللہ۔ تو خوب جانتا ہے میں کلمہ طیبہ کو ستر ہزار مرتبہ پڑھ چکا ہوں مگر کسی کو نامزد نہیں کیا ہے۔ تو اپنے فضل سے عوض اس کلمہ کے اس نوجوان کی ماں کو دوزخ سے بچا۔ میں نے اس کلمہ کا ثواب اُسے بخشا ہے۔ معاً یہ خیال میرے دل میں آیا اور نوجوان ہنس پڑا اور کہا

خدا کی قسم میں نے اپنی ماں کو دیکھا کہ حق تعالٰی نے اُسے دوزخ سے نجات عطا فرمائی ۔اور کھانے میں مشغول ہوگیا۔

شیخ ابوالربیع فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے مجھ کو دو فائدے حاصل ہوئے۔ ایک تو اس حدیث کی صداقت وصحت کا اور دوسرے اس نوجوان کے کشف پر یقین کامل ۔ (فوائدالکبریٰ)

جنت کے دروازے : حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ معراج کی رات میرا گذر ساتویں آسمان پر ہوا اور میں نے بہشت اور دوزخ کو دیکھا اور میں نے بہشت کے پھاٹکوں کو دیکھا کہ ہر پھاٹک پر چار باتیں لکھی ہوئی ہیں پہلے پھاٹک پر لکھا ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اور اس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہے کہ ہر شئے کے لئے ایک حیلہ ہوتا ہے اور دُنیا اور آخرت میں عیش و آرام سے زندگی بسر کرنے کا حیلہ یہ چار عادتیں ہیں (۱) قناعت (۲) ترک عداوت (۳) ترک حسد (۴) نیکوں کی صحبت میں بیٹھنا۔ نیک لوگ صلحاء فقراء اور مساکین ہیں۔ دوسرے پھاٹک پر لکھا ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اور اس کے نیچے یہ عبارت تحریر ہے کہ ہر شئے کا ایک حیلہ ہوتا ہے اور دُنیا اور آخرت کی خوشی کا حیلہ پر چار خصلتیں ہیں (۱) یتیموں کے سر پر ہاتھ پھیرنا (۲) بیوہ عورتوں کیساتھ سلوک کرنا (۳) مسلمانوں کی حاجت براری میں کوشش کرنا (۴) فقراء اور مساکین کی صحبت میں رہنا۔ تیسرے پھاٹک پر لکھا ہے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس کے نیچے لکھا ہوا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک حیلہ ہوتا ہے اور تندرستی کے حیلہ کی یہ چار خصلتیں ہیں (۱) غذا میں کمی کرنا (۲) گفتگو کم کرنا (۳) عورت کے ساتھ جماع میں کمی کرنا (۴) کم سونا۔ چوتھے پھاٹک پر لکھا ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ**

اوراس کے نیچے چار نصیحتیں لکھی ہے (۱) جو شخص ایمان لایا اللہ پر اور قیامت کے دن پر اُس کو اپنے والدین کی تعظیم کرنا چاہے (۲) جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اُس کو اپنے ہمسایہ کی تعظیم کرنی چاہے (۳) جو شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان لایا ہو اُس کو اپنے مہمان کی تعظیم کرنی چاہئے (۴) جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لایا ہو اُس کو اچھی باتیں کرنی چاہیے ورنہ خاموش رہنا چاہے۔

پانچویں پھاٹک پر لکھا ہوا ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اوراس کے نیچے یہ چار چیزیں لکھی ہوئی ہیں (۱) جو شخص کسی دوسرے پر ظلم نہ کرئے گا اس پر ظلم نہیں کیا جائے گا (۲) جو شخص کسی کو گالیاں نہ دے گا اس پر بھی گالیاں نہ دی جائیں گی (۳) جو شخص کسی دوسرے کی تحقیر نہ کرے گا اس کی بھی تحقیر نہ کی جائے گی (۴) جو شخص دُنیا اور آخرت میں اپنی سلامتی چاہتا ہے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کا وظیفہ اپنے اوپر لازم کر لینا چاہئے چھٹے دروازے پر لکھا ہوا ہے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُـوْلُ الـلّٰـهِ** (۱) جو شخص چاہتا ہے کہ جان کنی عمدہ طور سے ہو اُس کو عمدہ گفتگو کرنی چاہے (۲) جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی قبر پاک وصاف رہے اور اُس کے جسم کو کیڑے مکوڑے نہ کھائیں اُس کو مسجدوں میں جھاڑو دینا چاہے (۳) جو شخص چاہتا ہے کہ وہ زمین کے نیچے تروتازہ رہے اوراس کا جسم بوسیدہ نہ ہو اس کو مسجدوں کے لئے فرش خرید دینا چاہئے (۴) جو شخص مظالم قبر سے اور سانپ بچھوؤں کی نیش زنی سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ مسجدوں کو چراغوں سے روشن رکھے۔

ساتویں پھاٹک پر لکھا ہے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس کے نیچے لکھا ہے کہ چار خصلتوں کے سبب سے دل منور رہتا ہے (۱) بیماروں کی عیادت کرنی (۲) جنازے کی نماز پڑھنی (۳) میت کے لئے کفن خرید کرنا (۴) دنیاوی شہوات سے

نفس کورُ وکنا۔ آٹھویں پھاٹک پرلکھا ہے **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** جوشخص اس گھر میں داخل ہونا چاہے اسے عادتیں اختیار کرنی چاہیں (۱) سچ بولنا (۲) سخاوت کرنا (۳) خوش خلقی سے پیش آنا (۴) لوگوں سے مصیبت کو دُور کرنا۔ فی الحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔

بارہ کرامتیں : حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جوشخص باوضو **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے بارہ کرامتیں عطافرمائے گا

۔ اسلام کی حالت میں دُنیا سے اٹھایا جائے گا۔
۔ جان کنی کی سختی اس پرآسان ہوگی۔
۔ قبر روشن ہوگی۔
۔ منکرنکیر اُس کے پاس اچھی صورت میں آئیں گے۔
۔ قیامت کے دن شہداء کی جماعت کے ساتھ اس کو نامہ اعمال دیا جائے گا۔
۔ میزان عمل میں اس کو نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا
۔ پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائے گا
۔ اس کے جسم کو اللہ تعالیٰ دوزخ پرحرام کردے گا۔
۔ شراب طہور سے وہ سیراب کیا جائے گا۔
۔ جنت میں اُس کو ستر حوریں ملیں گی۔
۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔
۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا دِیدار حاصل ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین)

وظیفہ کی برکتیں : حضور ﷺ نے فرمایا جوکوئی بعد نماز فجر طلوع آفتاب تک

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا وظیفہ پڑھتا رہے گا اور درمیان میں دُنیاوی بات نہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور جنت عطا فرمائے گا اور جو کوئی وضو کرتے وقت یہی کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ ہر قطرے کے بدلے میں ایک فرشتہ پیدا کرے گا جو قیامت تک کلمہ پڑھے گا ان سب کا ثواب اس شخص کو ملے گا۔ (انیس الواعظین)

دو غلام آزاد کرنے کا ثواب : حضور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو شخص سوتے وقت دو مرتبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھے گا گویا اس نے اللہ کی راہ میں دو غلام آزاد کئے۔ (انیس الواعظین)

تمام گناہوں کی معافی : حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور عرض کیا' یا رسول اللہ ﷺ میں بہت گناہگار ہوں۔ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تیرے گناہ ستاروں سے بھی زیادہ ہیں ؟ جواب دیا ہاں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا' کیا بارش کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں؟ اس نے جواب دیا۔ ہاں۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا' کیا درختوں کے پتوں سے بھی زیادہ ہیں؟ جواب دیا۔ ہاں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تیرے گناہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھی زیادہ ہیں؟ اس سوال پر وہ خاموش ہو کر رونے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہہ۔ اللہ تعالیٰ تمام گناہ معاف فرما دے گا۔ (انیس الواعظین)

کلمہ طیبہ سے قلع فتح ہو گیا :

کلمہ طیبہ صرف اقرار توحید و رسالت کی بنیادی علامت و دلیل ہی نہیں بلکہ اس کے بے پناہ باطنی قوتوں کے ذریعہ بڑے اہم میدان سر کئے جا سکتے ہیں۔ تاریخی

واقعہ اس حقیقت کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کا جس وقت ایک جنگ میں نعرہ بلند کیا تو اس کی ہیبت سے دشمن کا قلعہ منہدم ہوگیا اور آپ کو فتح نصیب ہوئی۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ :

'امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دَورِ خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لئے مجاہدینِ اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں صفر کے برابر تھی مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کیا اور **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کا نعرہ مارا تو اس کی آواز سے قلعہ میں ایسا زلزلہ آ گیا کہ پورا قلعہ مسمار ہوکر اس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی اور دم زدن میں قلعہ فتح ہوگیا۔ (کرامات صحابہ)

جنت واجب ہوگئی : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں رنجیدہ سے ہوکر حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ میں تمھیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں کیا بات ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ گذشتہ شب میرے چچازاد بھائی کا انتقال ہوگیا۔ میں نزع کی حالت میں اُن کی پاس بیٹھا تھا (اس منظر سے طبعیت پر اثر ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اس کو **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا' کی تھی۔ ارشاد فرمایا کہ اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا؟ عرض کیا کہ پڑھ لیا تھا۔ ارشاد فرمایا کہ جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ اُن کے گناہوں کو بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے بہت ہی منہدم کر دینے والا ہے (یعنی بالکل ہی مٹا دینے والا ہے) (ابویعلی والبزار)

مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنا : مقابر میں اور میت کے قریب کلمہ طیبہ پڑھنے کے متعلق بھی کثرت سے احادیث میں ارشاد ہوا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھا کرو۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ میری اُمت کا شعار (نشان۔علامت) جب وہ پلِ صراط پر چلیں گے تو **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ** ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے کہ جب وہ اپنی قبروں سے اُٹھیں گے تو ان کا نشان **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَعَلَـى اللّٰـهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُـؤْمِنُوْنَ** ہوگا۔ تیسری حدیث میں ہے کہ قیامت اندھیروں میں ان کا نشان **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ** ہوگا۔

لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو کثرت سے پڑھنے کی برکتیں مرنے سے پہلے بھی بسا اوقات نزع کے وقت سے محسوس ہوجاتی ہیں اور بعض اللہ کے بندوں کو اس سے بھی پہلے ظاہر ہوجاتی ہیں۔ ابوالعباس رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلہ میں بیمار پڑا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ بہت سے پرند بڑے بڑے اور مختلف رنگ کے سفید سرخ سبز ہیں جو ایک ہی دفعہ سب کے سب پَر سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی مرتبہ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمی ہیں جن کے ہاتھ میں بڑے بڑے طباق ڈھکے ہوئے ہیں جن کے اندر کچھ رکھا ہوا ہے۔ میں اُن سب کو دیکھ کر یہ سمجھا کہ یہ موت کے تحفے ہیں۔ میں جلدی جلدی کلمہ پڑھنے لگا۔ اُن میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ تمھارا وقت ابھی نہیں آیا۔ یہ ایک اور مومن کے لئے تحفہ ہے جس کا وقت آ گیا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا جب انتقال ہونے لگا

تو فرمایا مجھے بٹھادو۔ لوگوں نے بٹھا دیا۔ پھر فرمایا۔ یا اللہ تو نے مجھے بہت سے کاموں کا حکم فرمایا۔ مجھ سے اس میں کوتاہی ہوئی۔ تو نے مجھے بہت سی باتوں سے منع فرمایا۔ مجھ سے اس میں نافرمانی ہوئی۔ تین مرتبہ یہی کہتے رہے اس کے بعد فرمایالیکن **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** یہ فرما کر ایک جانب غور سے دیکھنے لگے۔ کسی نے پوچھا کیا دیکھتے ہو؟ فرمایا کچھ سبز چیزیں ہیں کہ نہ وہ آدمی ہیں نہ جن' اس کے بعد انتقال فرمایا۔ نیک خاتون زبیدہ کوکسی نے خواب میں دیکھا' اُن سے پوچھا کیا گزری۔ انھوں نے کہا کہ ان چار کلموں کی بدولت میری مغفرت ہوگئی **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ افنى بها عمرى۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ادخل بها قبرى۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ اخلو بها وحدى ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ القى بها ربى ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** کے ساتھ اپنی عمر کو ختم کردوں گی **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہی کو قبر میں لے کر جاؤں گی **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہی کے ساتھ تنہائی کا وقت گذاردوں گی اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ہی کو لے کر اپنے رب کے پاس جاؤں گی۔

کلمہ طیبہ کا کمال : سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ میں ایک مرتبہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے گھر سے نکل کھڑا ہوا اور اپنی سواری کو رُخ قبلہ دوڑانا شروع کیا' مگر میری سواری ولایت روم کے ایک شہر قسطنطنیہ کی جانب چل پڑی ۔میں نے اُسے کعبہ معظّمہ کی جانب لے جانے کی بڑی کوشش کی مگر وہ قسطنطنیہ کی جانب بڑھتی رہی یہاں تک کہ میں قسطنطنیہ پہنچ گیا۔ وہاں لوگوں کے ایک جم غفیر پر نظر پڑی جو ایک دوسرے سے محو کلام تھے۔ میں نے بعض لوگوں سے صورت حال معلوم کی تو

انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ کی لڑکی پر دیوانگی کا دورہ پڑا ہے اور کسی طبیب کی تلاش جاری ہے میں نے کہا کہ میں اس لڑکی کا علاج کروں گا۔ وہ لوگ مجھے شاہی محل میں لے گئے جب میں دروازے کے قریب پہنچا تو اندر سے آواز آئی' اے جنید' تو اپنی سواری کو کب تک ہماری طرف آنے سے روکتا رہے گا جب کہ وہ آپ کو ہماری طرف بلا رہی ہے۔ جب میں نے اندر قدم رکھا تو ایک حسینہ جمیلہ عورت کے سراپا پر نظر پڑی جو کہ پابہ زنجیر تھی اس عورت نے مجھ سے کہا' حضرت میرے واسطے کوئی دُعا تجویز فرمائیں جس سے میں صحت یاب ہو جاؤں اور میری دیوانگی جاتی رہے۔ میں نے اس سے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھنے کو کہا۔ اس نے بآواز بلند کلمہ شریف پڑھا۔ پڑھتے ہی زنجیر ٹوٹ کر گر پڑی۔ بادشاہ بڑا حیران ہوا اور کہنے لگا۔ واللہ کتنا پیارا اور کامیاب حکیم ہے کہ ایک پل میں میری لڑکی کی بیماری دُور کر کے اُسے اچھا کر دیا۔ میں نے بادشاہ سے کہا کہ تم بھی کلمہ طیبہ پڑھو' تمہارے دِل سے کفر کی بیماری ختم ہو جائے گی۔ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور مسلمان ہو گیا کلمہ طیبہ کا یہ کمال دیکھ کر بہت سے لوگ کثیر تعداد میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ (نزہۃ المجالس)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک کافر بادشاہ سخت دشمن اسلام تھا اور مسلمانوں کو بہت قتل کرتا تھا۔ یک دفعہ ایسا ہوا کہ لشکر اسلام اس کافر کے لشکر پر غالب آیا اور اس کافر بادشاہ کو زندہ پکڑ لیا۔ تمام مسلمان اس سے سخت ناراض تھے باتفاق سب کی رائے ہوئی کہ اس کو تانبے کی دیگ میں بند کیا جائے اور دیگ کا منہ ڈھک کر نیچے سے آگ روشن کی جائے۔ جب دیگ گرم ہونے لگی اور اس کافر بادشاہ کو سخت تکلیف پہنچی تو اُس نے اپنے سارے جھوٹے معبودوں کو اپنی مدد کے لئے پکارنا شروع کیا۔ وہاں بھلا کون آتا اور مدد کر سکتا تھا۔

بے ایمانوں کا کوئی مددگار نہیں: ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِنْ بَعْدِهٖ﴾ (الشوریٰ) اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی رفیق نہیں، اللہ کے مقابل۔ (یعنی گمراہ کا کوئی مددگار نہیں) ﴿وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا﴾ (الکہف) اور جسے گمراہ کرے تو، ہرگز اُس کا کوئی حمایتی راہ دِکھانے والا نہ پاؤ گے۔ (گمراہ کا نہ کوئی مددگار ہے نہ کوئی مُرشد و رہبر) ﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ﴾ (الشوریٰ) اور اُن کے کوئی دوست نہ ہوئے کہ اللہ کے مقابل اُن کی مدد کرتے اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کے لئے کہیں راستہ نہیں۔ (یعنی کفار کو جن دوستوں پر دُنیا میں بھروسہ تھا، یا جن قرابت داروں کے متعلق اُن کا خیال تھا کہ قیامت میں ہماری مدد کریں گے وہ کوئی مدد نہ کریں گے) ﴿فَمَنْ يَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِنْ نّٰصِرِيْنَ﴾ (الروم) تو اُسے کون ہدایت کرے جسے خدا نے گمراہ کیا اور اُن کا کوئی مددگار نہیں (بے یارو مددگار رہونا کفار کا عذاب ہے) ﴿وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ﴾ (المومن) اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ کوئی سفارشی جس کا کہا مانا جائے۔

مومنوں کے مددگار بہت ہیں: ﴿وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا﴾ (النساء/۷۵) اے اللہ اپنی طرف سے ہمارے لئے ولی بنا اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مددگار بنا۔ (اور ہمیں اپنے پاس سے کوئی حمایتی و مددگار دے دے) معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ جس پر مہربان ہوتا ہے اس کے لئے مہربان مقرر فرما دیتا ہے اور جس پر قہر فرماتا ہے اُسے بے یارو مددگار چھوڑ دیتا ہے اسی لئے مددگار بنانے کی دُعا مانگنے کا حکم دیا۔ غیر خدا کی مدد شرک نہیں بلکہ رب کی رحمت ہے۔ دُعا کا مقصد یہ ہے کہ مولیٰ یا تو ہمیں مکہ سے نکال یا مددگار مجاہدین کو بھیج جو ہمیں کفار کے چنگل سے

چھڑائیں۔ اللہ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ غازیانِ اسلام نے مکہ فتح فرمایا۔ان کمزوروں کو ظالموں سے چھڑایا۔

﴿ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ﴾ (التحریم/۴) بے شک اللہ اُن کا مددگار رہے اور جبرئیل اور نیک ایمان والے، اوراس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

خیال رہے کہ نبی، مسلمانوں کے ایسے مددگار ہیں جیسے بادشاہ، رعایا کا مددگار۔ اور مومن، حضور ﷺ کے ایسے مددگار جیسے خدام اور سپاہی بادشاہ کے۔

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بندے مددگار ہیں کیونکہ اس آیت میں جبرئیل اور صالح مسلمانوں کو مولیٰ یعنی مددگار فرمایا گیا اور فرشتوں کو ظہیر یعنی معاون قرار دیا گیا۔

وہ بادشاہ اپنے بتوں سے کہتا کہ میں نے تمہارے لئے ہزاروں مسلمانوں کی جانیں ہلاک کیں۔کیا آج تم مجھے اپنے اور میرے دشمنوں کے پنجے سے چھڑاؤ گے؟ وہاں تو پتھر تھے پتھر کیا کرسکتا ہے جب کوئی بھی کام نہ آیا تو وہی خالقِ مخلوق رب معبود کام آیا۔ توفیق الٰہی نے اُس کا ہاتھ پکڑا، دل میں توحید الٰہی پیدا ہوئی، منہ آسمان کی طرف اٹھا کر زبان سے کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھا۔ وہاں کیا دیر تھی ﴿**امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوٓء** ......﴾ اللہ کے سوا وہ کون ہے جو بے قرار کی آہ وزاری سُنے اور ہر قسم کی تکلیف سے اُسے بچائے سوائے مولیٰ کے اور کوئی نہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اندھیرے کنوئیں میں اُسے پکارا، وہاں وہ موجود تھا۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اُسے پکارا، وہاں وہ موجود تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے صدہا زخموں میں پکارا، وہیں موجود تھا۔

حضرت موسٰی علیہ السلام نے کوہ طور پر پکارا' وہاں موجود تھا۔ سیارہ افلاک صاحب لولاک حضور نبی کریم ﷺ نے ساتوں آسمان سے پکارا' وہاں موجود تھا۔

الغرض ادھر کافر بادشاہ نے **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ** منہ سے نکالا تھا کہ پہاڑ کی جانب سے آندھی اور اَبر نمودار ہوا۔ پہلے بہت زُور سے بارش ہوئی پھر دیگ کو ہوا نے معلق اُٹھالیا اور اس کلمہ گو کو اڑا کے لے چلی اور ایک ایسے کفرستان میں جہاں کوئی فرد بشر اللہ کہنا نہ جانتا تھا لے جا کر ڈال دیا۔ لوگوں کو تعجب ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے بڑی مشکل سے اس دیگ کو کھولا۔ اندر سے بادشاہ صحیح سلامت نکلا۔ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے اور تم کون ہو اور کس طرح سے اس دیگ میں قید ہوئے اور یہاں کیونکر آئے؟ اس بادشاہ نے اپنی سرگذشت بیان کی کہ میں پہلے کافر تھا اور اہل اسلام کو قتل کرنا بڑی عبادت جانتا تھا اتفاقاً ایک مرتبہ مسلمان لوگ مجھ پر غالب آئے اس عذاب و تکلیف سے مجھ کو قتل کرنا چاہا کہ دیگ میں بند کر کے نیچے آگ روشن کی۔ مجھے گرمی و تکلیف زیادہ محسوس ہوئی تو میں نے اپنے طرف دار مددگار بتوں کو بلانا شروع کیا' لیکن کوئی میرے کام نہ آیا۔ آخر کار میں نے مسلمانوں کے خدا کو پکارا۔ اُس نے میری مدد کی' اور ایک اَبر اور آندھی بھیج کر دیگ کو ٹھنڈا کیا اور مجھ کو اُن کے ہاتھ سے بچا کر یہاں پہنچایا۔ سب نے اس واقعہ کو بڑے تعجب سے سُنا اور جو سنتا گیا وہ کلمہ طیبہ پڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ قصبہ مسلمان ہوگیا اور اس بادشاہ کو کلمہ طیبہ نے موت سے بچایا اور اس کے ساتھ سب بستی کو بہشت کا مستحق کر دیا۔

کلمہ طیبہ کا نصاب : شیخ ابویزید رحمتہ اللہ علیہ قرطبی فرماتے ہیں میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھے اُس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے گی۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد

اپنی بیوی کے لئے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لئے پڑھ کر ذخیرہ آخرت بنایا۔
ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت دوزخ کا بھی اُس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتاً اُس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اُس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا مجھے خیال آیا کہ یہ نصاب اُس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لئے پڑھے تھے اُس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصّہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پر میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی سے کسی نے عرض کی کہ حضور ایک شخص نے اپنی لڑکی کے انتقال کے بعد دیکھا کہ وہ علیل (بیمار) اور برہنہ ہے یہ خواب چند بار دیکھ چکا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے ارشاد فرمایا: کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ مع درود شریف پڑھ کر بخش دیا جائے ان شاء اللہ تعالیٰ پڑھنے والے اور جس کو بخشا ہے دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہوگا اور پڑھنے والے کو دونا ثواب ہوگا اور اگر دو کو بخشے گا تو تکنا اسی طرح کروڑوں بلکہ جمیع مؤمنین و مومنات کو ایصال ثواب کر سکتا ہے (کلمہ طیبہ پڑھکر بخشنا دونوں کے لئے ذریعہ نجات ہے اور ثواب تمام زندہ و مردہ مسلمانوں کی

ارواح کو پہنچا سکتا ہے)اسی نسبت سے اس پڑھنے والے کو ثواب ہوگا۔حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ ایک جگہ دعوت میں تشریف لے گئے ۔ آپ نے دیکھا کہ ایک لڑکا کھانا کھا رہا ہے کھانا کھاتے ہوئے دفعتًا رونے لگا۔ وجہ دریافت کرنے پر کہا' میری ماں کو جہنم کا حکم ہے اور فرشتے اُسے لیے جاتے ہیں (اس شہر میں یہ لڑکا کشف میں مشہور تھا) حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس یہی کلمہ طیبہ ستر ہزار مرتبہ پڑھا ہوا محفوظ تھا آپ نے اس کی ماں کو دل میں ایصال ثواب کر دیا فورًا لڑکا ہنسا' آپ نے ہنسنے کا سبب دریافت فرمایا ۔لڑکے نے جواب دیا کہ حضور میں نے ابھی دیکھا میری ماں کو فرشتے جنت کی طرف لیے جا رہے ہیں۔ شیخ ارشاد فرماتے ہیں اس حدیث کی تصحیح مجھے اُس لڑکے کے کشف سے ہوئی اور اس کے کشف کی تصدیق اس حدیث سے ۔ (ملفوظات امام احمد رضا)

کلمہ طیبہ سے جسمانی و رُوحانی امراض کا علاج

ملازمت پر بحالی کے لئے :

اگر کسی کو بلاوجہ ملازمت سے معطل کردیا گیا ہو اور کسی طرح بحالی نہ ہوتی ہو تو چاہئے کہ ہر نماز کے بعد تین سو مرتبہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھے کہ اول و آخر سات مرتبہ درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے مقصد کے حصول کے لئے دُعا مانگے بفضل باری تعالیٰ بہت جلد ملازمت پر باعزت بحالی ہوجائے گی۔

کشادگی رزق برائے ادائیگی قرض :

یہ عمل حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے ایک عزیز دوست آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں قرض دار ہوں کہ آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سکھادیں تاکہ میں اس کے ذریعہ سے دُعا مانگوں اور میرا قرضہ ادا ہوجائے۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم اسم اعظم سیکھنا چاہتے ہو تو باوضو یہ دُعا پڑھو: **یَااَللّٰہُ یَااَللّٰہُ ' اَنْتَ اَللّٰہُ ' اَنْتَ اَللّٰہُ ' بَلٰی وَاللّٰہِ اَنْتَ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اللّٰہ ' اَللّٰہُ وَاللّٰہُ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِقْضِ عَنِّیَ الدَّیْنَ وَارْزُقْنِیْ بَعْدَ الدَّیْنِ** ' ان کلمات کو سیکھ کر وہ چلے گئے جب صبح ہوئی تو انہوں نے اپنے سامنے درہموں سے بھری ہوئی تھیلیاں پڑی ہوئی دیکھیں، تھیلیوں کے منہ کے اُوپر لکھا ہوا تھا اگر تو اس سے زیادہ مانگتا تو وہ بھی دیتے، تو نے جنت کیوں نہیں مانگی۔ یہ دیکھ کر وہ بزرگ فوراً حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا، چنانچہ آپ اُن کے ساتھ اُن کے گھر تشریف لے گئے اور ان درہموں سے بھری ہوئی تھیلیوں کو دیکھا، ان تھیلیوں میں ایک لاکھ درہم موجود تھے وہ بزرگ

اب افسوس کرنے لگے کہ میں نے اس دُعا کے وسیلہ سے جنت کیوں نہیں مانگی' اس پر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سکھانے والے نے تمہاری بھلائی اور بہتری کے لئے تم کو اسم اعظم سکھایا ہے تم اس بات کو پوشیدہ رکھنا' کہیں حجاج بن یوسف نہ سُن لے اگر اُس نے یہ دُعا سُن لی تو پھر کوئی بھی شخص اُس کے ظلم سے بچ نہ سکے گا۔

قبر میں نجات کا وظیفہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبانوں کو ان کلمات کا عادی بناؤ **لَآاِلٰہ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۚ اَللّٰہُ رَبُّنَا ۚ اَلْاِسْلَامُ دِیْنُنَا ۚ مُحَمَّدٌ** ﷺ **نَبِیُّنَا** کیوں کہ یہ سوالات قبر میں کئے جائیں گے۔

حادثات سے بچنے کا وظیفہ : حضرت طلق فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا' فرمایا نہیں جلا' پھر دوسرے شخص نے یہی اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا' پھر تیسرے آدمی نے یہی خبر دی آپ نے فرمایا نہیں جلا۔ پھر ایک شخص نے آکر کہا کہ اے ابو الدرداء آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے تھے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہونچی تو بجھ گئی' فرمایا۔۔ مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا (کہ میرا مکان جل جائے) کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے شام تک اس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی (میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے اس لئے مجھے یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا) وہ کلمات یہ ہیں: **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْکَرِیْمِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَلَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۚ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۚ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَمِنْ شَرِّ کُلِّ دَابَّۃٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَا صِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۚ**

الٰہی تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں‘ میں نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تو مالک ہے بڑے عرش کا‘ نہیں ہے طاقت گناہ سے بچنے کی اور قوت عبادت کرنے کی‘ مگر اللہ برتر عظمت والے کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ہوا‘ جو نہ چاہا نہیں ہوا‘ میں جانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر علم سے محیط ہے‘ اور ہر چیز کو شمار سے گن رکھا ہے‘ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کی بُرائی سے اور ہر چلنے کی بُرائی سے کہ جس کی چوٹی تیرے قابو میں ہے‘ بے شک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔

سکونِ قلب کے لئے : جو کوئی یہ چاہے کہ اُسے قلبی سکون حاصل ہو جائے دِل کی بے چینی اور بے سکونی ختم ہو جائے تو اُسے چاہئے کہ وہ ہر ہفتہ کے دن نمازِ فجر یا نماز عشاء کے بعد باوضو حالت میں ایک ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھ کر اپنے قلب پر دم کرے۔ اس وظیفہ کی مداومت کرنے سے ان شاء اللہ سکون قلبی کی دولت حاصل ہوگی‘ طبیعت میں بے چینی کی کیفیت ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ خصوصی فضل و کرم نازل فرمائے گا اور اطمینان قلبی نصیب فرمائے گا۔

مطلوب کو فریفتہ کرنا : جو کوئی یہ چاہے کہ مطلوب کے دل میں اس کے لئے شدید محبت پیدا ہو جائے یا اگر کسی عورت کا خاوند اپنی بیوی سے نفرت کرتا ہو گھر میں فضول جھگڑا کرتا رہتا ہو اپنی بیوی کو پسند نہ کرتا ہو تو چاہئے کہ عصر کی نماز کے بعد نہایت توجہ و یکسوئی کے ساتھ (۵۷) مرتبہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** پڑھے اور پڑھتے وقت‘ مطلوب کا تصور اپنے ذہن میں رکھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے اول و آخر درود شریف پڑھے ان شاء اللہ اس وظیفہ کی مداومت کرنے سے مطلوب کے دل میں محبت پیدا ہو جائے گی۔

کشائش رزق کے لئے : جو کوئی چاہے کہ اس کی روزی فراخ ہو جائے رزق کی تنگی ختم ہو جائے تو اُسے چاہئے کہ وہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد باوضو حالت میں ایک سفید کاغذ پر اکتالیس مرتبہ یہ لکھے **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** اس کلمہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ کشائش رزق فرمائے گا۔ رزق کی تنگی دُور ہو جائے گی پروردگار عالم غیب سے رزق عطا فرمائے گا رزق حلال میں خیر و برکت پیدا ہو جائے گی اس کے علاوہ شرِ شیطان سے بھی محفوظ رہے گا اللہ تعالیٰ اپنی حفظ وامان میں رکھے گا۔

سانپ کا ڈسنا: اگر کسی کو سانپ نے ڈس لیا ہو تو فوری طور پر ایک سو گیارہ مرتبہ کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** پڑھ کر ڈسے ہوئے پر دم کرے۔ تین دن تک بلا ناغہ اسی طرح دم کرے اس کے علاوہ اسی تعداد میں کلمہ طیبہ باوضو حالت میں پڑھ کر پانی پر دم کرے اور مریض کو پلائے بفضل باری تعالیٰ آرام آجائے گا۔

دشمن کی زبان بندی : جس کا دشمن کسی بھی طرح نقصان پہنچانے سے باز نہ آتا ہو اور زبان درازی کرتا ہو تو اُس کی زبان بندی کی غرض سے چاہئے کہ سات مرتبہ یہ پڑھے **بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** ان شآءاللہ دشمن زبان درازی نہ کرے گا بلکہ اس کے ساتھ مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے گا۔

دُعَـــــا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَیْهِ

اے میرے خالق و مالک ! اے ارحم الراحمین ! تیری ذات وحدہٗ لاشریک ہے تو اَحد ہے، صمد ہے، بے نیاز ہے۔ تو ہی زمین و آسمان کا مالک ہے۔ کائنات کی ہر چیز تیرے ہی قبضہ وقدرت میں ہے تو ہی **عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر** ہے۔ میرے اللہ تو رحیم ہے کریم ہے اپنی شانِ ستّاری وغفّاری کے سبب اور اپنی رحمتِ خاص کے طفیل ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور آئندہ نیکی کرنے کی توفیق دے دے۔

اے اللہ ! جب دُنیا کے تمام سہارے ختم ہو جاتے ہیں تو فقط ایک تیری ہی ذات ہے جو دُعاؤں اور التجاؤں اور فریادوں کو سُننے والی ہے۔ مولا ! تیرے گناہگار تیرے دَر پر حاضر ہیں، مولا تو ہمیں معاف فرما دے، ہماری خطاؤں سے دَرگذر فرما۔

اے اللہ ! ہم گناہگار ہیں، سیہ کار ہیں، پُر خطا ہیں مگر تو تو صاحب جُود وعطا ہے یہ تو سچ ہے کہ ہمارے گناہ بے شمار ہیں مگر تیری رحمت بھی تو بے کنار ہے۔ تیرا ہی تو یہ فرمان ہے کہ **لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ** کہ میری رحمت سے نا اُمید نہ ہونا۔ اے ہمارے رحیم وکریم مولا ! رحم فرما، ہمیں معاف فرما دے۔ اے گناہگاروں کو دامنِ رحمت میں لینے والے مالک ! ہماری توبہ کو قبول فرما، ہماری بداعمالیوں، بدکرداریوں اور بُرائیوں کو معاف کر دے۔

اے اللہ ! ہم نے کوتاہی سے اپنے ہی ہاتھوں اپنی زندگیاں تباہ کر ڈالیں، تیری فرمانبرداری اور تیرے محبوبِ مکرم ﷺ کی تابعداری کا جو حق تھا ہم سے ادا نہیں ہو سکا، ہم نے قدم قدم پر اپنی تباہی اور بربادی کا سامان کیا، ہمارے نامۂ اعمال میں کوئی ایسی نیکی نہیں جس سے تیری جنت کی خریداری کی جا سکے۔ اے میرے مالک ! بجز تیرے کرم کے

ہماری سلامتی کا کوئی راستہ نہیں۔ تیری ہی ذات ہماری نجات کی ضامن ہوسکتی ہے‘ تو اپنے کرمِ خاص سے ہم گناہگاروں کو اپنی پناہ میں لے لے۔ ہم بُرے ہیں‘ بدکردار ہیں مگر تو ہمارا پروردگار رہے۔ صدقہ اپنے کریم ﷺ کی رحمت کا جن کے طفیل تو نے ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال دیا‘ ہماری پردہ پوشی فرمائی‘ میدانِ محشر میں بھی اس نسبت کی لاج رکھنا‘ ہمیں رُسوائی وشرمندگی سے بچانا‘ اے اللہ ! ہمیں معاف فرما دے۔

اے آدم علیہ السلام کو تاجِ خلافت عطا کرنے والے مولا ! نوح علیہ السلام کی کشتی کو کنارے لگانے والے مالک ! سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر نار گلزار کرنے والے مولا ! حضرت اسماعیل علیہ السلام پر عنایات کی بارش برسانے والے مولا ! سیدنا یوسف علیہ السلام کو قید کی کوٹھری سے نکال کر تاج وتخت عطا کرنے والے مالک ! اے بطنِ ماہی سے سیدنا یونس علیہ السلام کی فریاد سننے والے مولا ! سیدنا ایوب علیہ السلام کو شفا دینے والے مولا ! اے مریم علیہا السلام کو بے موسم پھل عطا کرنے والے مولا ! صدقہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین سلطانِ دارین ﷺ ہم پر اپنے رحمت کے دروازے کھول دے۔ اس میں شک نہیں کہ ہمارے پلڑے میں کوئی نیکی نہیں‘ مگر ہم **لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ** کہنے والے ہیں۔ ہمارے بُرے اعمال کو اس کلمہ طیبہ کے طفیل سنوار دے‘ ہمارے گناہوں کو بخش دے۔

اے اللہ ! ہم پُرتقصیر ہیں‘ حقیر ہیں‘ غریب ہیں مگر تو تو غریب نواز ہے‘ ہم عاجز ہیں‘ کمزور ہیں مگر تیری ذات عجز سے پاک ہے‘ ہم پر رحم فرما۔

اے اللہ ! ہم تیری بارگاہ میں تیرے محبوبِ کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرتے ہیں‘ ہم پر رحم فرما۔ اے اللہ ! تیرے محبوبِ کریم ﷺ کے رُخِ **والضحیٰ** کا واسطہ‘ **مازاغ البصر وما طغٰی** والی آنکھوں کا واسطہ۔ اُن کے **یٰسین** والے سہرے کا واسطہ‘ اُن کی **وَالَّیْل** زُلفوں کا واسطہ‘ اُن کی **مُزمّل** والی چادر کا واسطہ‘ اُن کے **الم نشرح** سینے کا واسطہ‘ اُن کے شہرِ مدینہ کا واسطہ‘ اُن مقدس گلیوں کا واسطہ جنہوں نے تیرے محبوبِ کریم ﷺ کے قدموں کا بوسہ لینے کا شرف حاصل کیا۔ اُن غاروں کا واسطہ جن میں تیرا محبوب

کریم ﷺ نے ہم گناہگاروں کی بخشش ومغفرت کے لئے آنسو بہاتا رہا۔ اُن سجدوں کا واسطہ جو تیرے محبوبِ کریم ﷺ نے ہم سیہ کاروں کی بخشش ومغفرت حاصل کرنے کے لئے فرمائے۔ اے اللہ ! اُن مقدس ہاتھوں کا واسطہ جو ہماری بخشش کی خاطر تیری بارگاہ میں دراز ہوتے رہے۔

ہمارے مولا ! ہمیں بخش دے۔ اے اللہ ! ہمیں معاف فرما دے۔ حضور رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین ﷺ کی شانِ رحمت کا واسطہ' آپ کی آل واولاد کا واسطہ' آپ کے اصحاب کا واسطہ' حضرت سیدالشہداء امیرحمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واسطہ' شہداء بدر واُحد کا واسطہ' آپ کے جاں نثاروں کا واسطہ' آپ کے وفاداروں کا واسطہ' حضور نبی کریم ﷺ کے سارے حُبّ داروں کا واسطہ' چوکھٹِ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا واسطہ' چادرِ زینب کا واسطہ' شہید کربلا کا واسطہ' حسنِ مجتبیٰ کا واسطہ' علی اکبر کی جوانی کا واسطہ' علی اصغر کی معصومیت کا واسطہ' قاسم جوان کی قربانی کا واسطہ' عباس کے کٹے ہوئے بازوؤں کا واسطہ' زین العابدین کی بیماری کا واسطہ' علی اصغر کے گلے سے نکلنے والی خون کی دھاری کا واسطہ' اے اللہ ! ہمیں معاف فرما دے۔ ہماری توبہ اپنے دربار میں قبول فرما۔ہمیں نیکی کی توفیق عطا فرما دے۔

اے ارحم الراحمین' اے غیاث المستغثین ' اے رب العالمین' اے الہ العالمین تیرے عاجز بندے اپنے گناہوں پر نادم وشرمسار ہوکر تیری بارگاہ میں اپنی خالی جھولیاں پھیلائے حاضر ہیں اور تجھ سے تیرا فضل مانگ رہے ہیں۔ مولا تیرے کرم کا تقاضا ہے کہ تیری بارگاہ سے کوئی سائل خالی نہ جائے۔میرے مالک ! توسب کی جھولیاں بھردے' تو **عَلیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر** ہےتو **عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْر** ہے' توسب کی حاجتوں اورضرورتوں کو جانتا ہے اپنی شانِ کریمی کے طفیل سب کی نیک حاجات کو پورا کردے۔ بے مُرادوں کو بامُراد کردے' بے اولادوں کو بااولاد کردے' بیماروں کو شفا دے دے' تنگدستوں کوخوشحال کردے' قرض داروں کو بارِ قرض سے نجات دے دے' پریشان حالوں کی پریشانیاں دُور کردے' ہم سب

کو ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ و مامون کردے، سب کی دُنیا و آخرت بہتر فرما دے۔

اے اللہ ! دُنیا میں ایمان کے ساتھ زندہ رکھنا اور جب ہماری موت کا وقت قریب آئے تو ایمان کی موت نصیب فرمانا، نزع کی سختیوں سے بچانا، قبر کی وحشت، حشر کی گرمی، میزانِ عمل اور پُل صراط کی منزل آسان فرمانا۔ اے اللہ ! ہم کمزور ہیں، آزمائش میں نہ ڈالنا، ہم امتحان دینے کے قابل نہیں، تو ہم پر کرم فرما۔ اے اللہ ! ہمیں مانگنا بھی نہیں آتا، اپنی عطا سے ہماری جھولی کو بھر دے ہماری ٹوٹی پھوٹی التجاؤں کو شرفِ قبولیت سے نواز۔ مولا ! جو ہاتھ تیرے آگے پھیلے ہوئے ہیں، وہ بندوں کے آگے پھیلانے سے بچا۔

مولیٰ ! ہم سب کو نماز پڑھنے اور نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرما، زندہ رکھے تو مسلمان کی زندگی عطا فرما، موت دے تو مسلمان کی موت عطا فرما، ہمیں ایمان و اسلام پر ثابت قدم رکھ۔ الٰہ العالمین ہمیں زندہ رکھے تو ایسی زندگی دے جو رکوع کرنے والوں کی زندگی ہو، ہمیں موت دے تو ایسی موت دے جو رکوع کرنے والوں کی موت ہو، ہمیں زندگی دے تو ایسی زندگی دے جو سجدہ کرنے والوں کی زندگی ہو، ہمیں موت دے تو ایسی موت دے کہ ساجدین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، راکعین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، سالکین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، عارفین کے ساتھ ہمارا حشر ہو اور تیرے فضل و کرم سے انبیاء و مرسلین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، اولیائے مقربین کے ساتھ حشر ہو، بزرگانِ دین کے ساتھ ہمارا حشر ہو، دل میں اُن کی محبت ہو، دِل کے اندر اُن کی اطاعت کا جذبہ ہو۔

اے اللہ ! زمانہ کی آفتوں سے ہم تمام مسلمانوں کو بچا، آشوب روزگار سے تمام مسلمانوں کو بچا اور بدمذہبوں اور بے دینوں کی ریاکاریوں سے بچا اور اُن کے دامِ فریب میں جانے سے بچا۔ ہمارے کتنے ایسے بھائی ہیں جو اپنے دل میں نیک خواہشات رکھتے ہیں، مولیٰ تعالیٰ اُن کی خواہشات اور اُن کی نیک تمناؤں کو پورا فرما دے، مولیٰ تعالیٰ جو بیمار ہیں اُن کو صحتِ کاملہ عاجلہ عطا فرما اور جو بے اولاد ہیں اُن کی گود کو آباد فرما۔

اے اللہ ! اسلام اور اہلِ اسلام کو عزت عطا فرما۔ تیرے محبوبِ کریم ﷺ کے سارے

چاہنے والوں کی خیر' عالمِ اسلام کی خیر' اُس میں رہنے والوں مسلمانوں کی خیر اور جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں اُن سب پر رحم وکرم فرما۔

اے اللہ ! ہم سب کو اپنے گھر کی اور نبی کریم ﷺ کے دَر کی حاضری نصیب فرما۔

الٰہی ہم کو دِکھلا دے مدینہ کیسی بستی ہے جہاں دن رات مولا تیری رحمت برستی ہے

اے اللہ ! تو ہمارے ساتھ وہی سلوک کر جو ایک کریم ومحسن آقا اپنے کمزور مجرم نوکر کے ساتھ کیا کرتا ہے اور وہ سلوک نہ کر جو ایک با اقتدار حاکم اپنے مفسد وعیار وبدکار ڈاکوؤں کے ساتھ کرتا ہے۔ اے اللہ ! تو ہم پر رحم کر' کرم کر

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بےقدر کو نہ شرما تو اور رِضا سے حساب لینا رِضا بھی کوئی حساب میں ہے

اے پروردگار عزوجل ! اگر تو ہم کمزوروں کے ساتھ انصاف کرے گا تو ہم تیرے حضور اپنی عاجزی اور پیمانہ صبر کو پیش کریں گے اگرچہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی لیکن کیا کریں سوائے عاجزی کے ہمارے پاس اور کیا ہے۔ اے اللہ ! ہمیں اطمینانِ قلب نصیب فرما کیونکہ اس کے سوا کوئی اور چیز مفید نہیں اور وہ کشادگی اور فارغ البالی دے جس کے ذریعہ دُنیا اور آخرت کے تمام مقاصد پورے ہوجائیں۔ اے اللہ ! تو ہمیں یقین کی قوت عنایت کر اور وہ سرمایہ دے کہ پھر مخلوق کی حاجت نہ رہے اور ایسی بخشش کر کہ ہمارا ظاہر وباطن آباد ہوجائے۔ اے اللہ ! بندہ اگر تجھ سے دُور ہے تو کیا؟ تو خود تو پاس ہے ہماری فریادرسی فرما۔ اے اللہ ! ہمیں دُنیا اس طرح عنایت کر جس سے دین میں کوئی خلل اور خرابی پیدا نہ ہوسکے اور دِل سے آخرت کا غم نہ نکلے۔ یا مفتح الابواب اور یا مسبب الاسباب ! وہ حالات پیدا کردے جو دِل کی گرہ کھول دیں' دل باغ باغ ہوجائے اور دِلوں کو فراغت نصیب ہو۔ اے سب سے زیادہ رحم وکرم کرنے والے ! تمام دُنیاوی کام ہمارے لئے آسان کردے' دُنیا کو ہمارا مقصود اعلیٰ نہ بنا' دُنیا میں گرفتار نہ رکھ' دُنیاوی علم وتعلیم میں ہم کو مقید نہ کر' اُن لوگوں کو ہم پر مسلط نہ کر جو کہ ہم پر رحم نہیں کرتے ہیں۔

اے اللہ ! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا ہے اور تیرے ہی دربار میں عاجزانہ دُعا کررہے ہیں۔

اے اللہ ! ہمارے کاموں میں ترقی دے اور تنزل و ذلت ہم سے دُور کردے۔ اے اللہ عزوجل ! تیری رضامندی درکار ہے جس طرح چاہئے اپنی خوشنودی سے ہمیں مالا مال کردے۔ اگر کبھی ہم اپنی جلد بازی اور طبیعت کے میلان کی وجہ سے کوئی ایسی چیز طلب کریں جو ظاہر میں مفید اور باطن میں مضر ہو تو ہماری مدد کر اور جسے تو پسند کرتا ہے اس کی توفیق دے اور جسے تو ناپسند کرتا ہے اس سے دُور رکھ۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے وہ تمام خیر و بھلائی طلب کرتے ہیں جو تیرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ نے تجھ سے مانگی تھی اور پناہ مانگتے ہیں اُن تمام شرَ و نقصان، آفتوں، مصیبتوں اور بلاؤں سے جس سے تیرے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ نے پناہ مانگی تھی۔

اے اللہ ! تو ہمیں حق کو حق ہی دِکھلا اور ہمیں اس کی پیروی نصیب کر اور ہمیں باطل کو باطل ہی دِکھلا اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔

اے اللہ ! تو ہی ہمارا محافظ ہے تو ہی ہمارا مددگار ہے تو ہی ہمارا نگہبان ہے۔

اے اللہ! ہم اپنے تمام کام تجھ پر چھوڑتے ہیں یقیناً تو سب بندوں کا نگہبان ہے

اے اللہ ! تو مجیب الدعوات ہے ہماری دُعائیں قبول فرما اور تو ہی کریم اور رحیم ہے اس لئے اپنے ذلیل بندوں کی عاجزی قبول فرمالے۔

اے اللہ ! ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں پس ایک لمحے کے لئے بھی ہمیں نفس کے حوالے نہ کر اور ہمارے ہر ایک کام کو درست فرمادے۔

اے اللہ ! نفس و شیطان کے خوف سے ہمارے اوقات کو تشویش سے بچا۔ جب نفس و شیطان غلبہ کرے تو اس وقت قرآن کریم تلاوت کرنے کی توفیق دے تاکہ تلاوتِ کلام پاک کے ذریعہ تمام رنج و غم دُور ہو کر قلبی راحت میسر ہوتی رہے۔ اے اللہ ! اپنے کلام سے الفت و محبت عنایت کرتا کہ اس میں ہم مستغرق رہیں اور تیرے ذکر کے علاوہ ہر چیز سے دست بردار ہو جائیں۔ اے اللہ ! ہمارا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھیں، ہمارے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتی ہے مگر ہم فقیروں کا

ایک عمل صرف تیری ذاتِ پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ محفلِ میلاد کے موقع پر ہم کھڑے ہو کر تیرے محبوب پر سلام پڑھتے ہیں اور نہایت ہی عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجتے رہتے ہیں۔ اے اللہ ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلادِ مبارک سے زیادہ تیری خیر و برکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الراحمین ہمیں پکا یقین ہے کہ ہمارا یہ عمل کبھی بیکار نہ جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعہ دُعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوسکتی۔ **الصلوٰة والسلام عليك يارسول الله**

اے اللہ ! ہمارے لئے ہمارے دین کو درست فرما۔ ہمارے لئے ہماری دُنیا کو درست کردے۔ ہمارے لئے ہماری آخرت کو درست کردے جس میں ہمیں دوبارہ اُٹھنا ہے اور ہر خیر کے معاملے میں زندگی کو ہمارے لئے زیادہ کر۔ اور موت کو ہمارے لئے ہر شر سے راحت پانے کا ذریعہ بنا۔

اے اللہ ! ہم گناہوں سے شرمندہ ہیں، ہم توبہ کرتے ہیں تو ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ سب مسلمانوں کو نیک بنادے۔ ہمیں ہر قسم کی بداخلاقیوں سے بچا اے اللہ ! اسلام کا بول بالا ہو، مسلمانوں کو دین ودُنیا میں عزت دے۔ اے اللہ قیدیوں کو قید سے رہائی دے، بیماروں کو شفا کاملہ دے، کمزوروں کو قوت دے۔ اے اللہ مرتے وقت ہمیں کلمہ نصیب فرما، ہمارے تمام دُکھ دَرد صدمے اور تکالیف کو دُور فرما۔ اے اللہ ! ہمارے گھروں کو آباد رکھ اور گھر والوں میں سچی محبت، خلوص اور پیار عطا فرما۔ اے اللہ ! بچھڑوں کو ملادے، روٹھے ہوئے کو منادے۔ ہماری دِلی تمنائیں پوری فرمادے۔ تنگدستوں کی تنگدستی دور فرما۔ اے اللہ ! جو سفر میں ہیں انہیں خیریت سے رکھ۔ اے اللہ ! ہمارے مُردوں کی مغفرت فرما اُن کی قبروں پر رحمت نازل فرما، اُن کی روحوں کو ٹھنڈا رکھ، اُن کو بلند درجات عطا فرما۔ اے اللہ ! ہم سب کو تیرے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ اے اللہ ! آخرت میں اپنا دیدار نصیب فرما، جنت الفردوس کے بلند

درجات عطا فرما' پُل صراط پر ثابت قدم رکھ۔ اے اللہ ! ہمارے اعمال نامے دائیں ہاتھ میں عطا فرما اور آخرت میں رسوائی سے بچا۔ اے اللہ ! دُنیا کی تمام مشکلات کو دور فرما اور کافروں اور دشمنوں کے فریب سے مسلمانوں کو نجات دلا۔ ہماری اس دُعا کو قبول فرما۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے ایمان کامل' سچا یقین' کشادہ رزق' تیری طرف جھکنے والا دِل' تیرے ذکر میں مشغول زبان' پاک وحلال روزی اور خالص و سچی توبہ کے طالب ہیں۔ اور موت سے پہلے توبہ کی توفیق مانگتے ہیں اور موت کے وقت آسانی' موت کے بعد مغفرت ورحمت اور حساب کتاب کے وقت عفو ودَرگزر کا سوال کرتے ہیں۔ اپنی رحمت کے صدقہ میں جنت عطا فرما' دوزخ سے نجات دے۔ اے غالب وبخشش والے' اے اللہ ! ہمارے علم میں اضافہ عطا فرما اور اپنے پسندیدہ بندوں میں ہمیں شامل فرما۔

اے اللہ ! اسلام کے واسطے سے' اُٹھتے بیٹھتے سوتے (ہر حالت میں) ہماری حفاظت فرما اور کسی دشمن کو ہم پر ہنسنے کا موقع نہ دے اور نہ کسی حاسد کو اس کا موقع دے۔ اے اللہ ! ہم ہر ایک بھلائی کے تجھ سے طلبگار ہیں جس کے خزانے تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں اور ہم ہر ایک شر سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتے ہیں جس کے ذخیرے تیرے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے امرِ حق پر جمنے کی توفیق مانگتے ہیں اور ہم تجھ سے راست روی میں پختگی کی دُعا مانگتے ہیں اور ہم تجھ سے تیری نعمت کا شکر ادا کرنے اور تیرے لئے بہتر عبادت کی توفیق چاہتے ہیں اور تجھ سے سچ بولنے والی زبان اور پاک وصاف دل کی درخواست کرتے ہیں جو تیرے علم میں ہو اور اس بُرائی سے بچنے کے لئے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے تو جانتا ہے اور اس گناہ سے عفو ودَرگزر کی تجھ سے درخواست ہے جو تیرے علم میں ہے۔

اے اللہ ! جو کچھ تو نے ہمیں علم بخشا ہے اسے تو ہمارے لئے نفع بخش بنا دے اور وہ کچھ ہمیں سکھا دے جس سے ہمیں فائدہ پہنچے اور ہمارے علم میں اضافہ فرما۔ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہر حال میں ہے اور ہم اہل دوزخ کے حال سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اے اللہ ! اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے ! اپنی رحمت کے ساتھ ہماری قبروں

میں کشادگی فرما' کامیابی اور بھلائی کے ساتھ ہمارا خاتمہ فرما' ہماری دُعا سن لے اور جس دن حساب قائم ہوگا ہمیں بخش دے' ہمارے ماں باپ کو بخش دے' سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے۔

اے اللہ ! جس طرح ہمارے ماں باپ نے ہمیں چھوٹے سے بڑا کیا اور پالا ہے اور ہمارے حال پر رحم کرتے رہے ہیں اسی طرح تو بھی اُن پر اپنا رحم کر۔

اے اللہ ! تو ہی ہم بیکسوں کی پُکار کو سنتا ہے اور سختی کو دُور کر دیتا ہے۔

اے اللہ ! ہم معافی مانگتے ہیں ہر گناہ سے جو ہم نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر اور ہم تیری بارگاہ میں توبہ کرتے ہیں اُس گناہ سے جس کو ہم جانتے ہیں اور اُس گناہ سے بھی جس کو ہم نہیں جانتے۔ اے اللہ ! بیشک تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے اور اے اللہ! تیری مدد کے بغیر ہم میں گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے اے اللہ! تو بہت بلند اور عظمت والا ہے۔

اے اللہ ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ ہم جان بوجھ کر تیرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں اور ہم معافی چاہتے ہیں تجھ سے ہر اس چیز کے بارے میں کہ جس کو ہم نہیں جانتے۔ ہم توبہ کئے اور بیزار ہوئے کفر سے' شرک سے' غیبت سے' جھوٹ سے' بہتان سے' چغلی سے' بدعت سے' بے حیائیوں سے' اور تمام گناہوں سے۔ ہم اسلام لائے اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اے اللہ ! ہماری تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں تیرے ہی لئے ہیں۔ ہم نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا۔ ہمارے گناہوں کو تیرے سوائے کوئی نہیں بخش سکتا۔ بیشک تو ہی بخشنے والا بہت رحم والا ہے۔

اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں' تجھ سے بخشش مانگتے ہیں' تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے'

اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے ایسا علم مانگتے ہیں جو فراموش نہ ہو۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے دُنیا اور آخرت میں عافیت چاہتے ہیں۔

اے اللہ! بیشک ہم تجھ سے اپنے دین' دُنیا اور اولاد اور مال میں معافی اور عافیت کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ! ہماری حفاظت فرما' ہمارے آگے سے' پیچھے سے اور ہمارے دائیں' بائیں اور اُوپر سے۔ہم تیری عظمت کے ساتھ (اس بات سے) پناہ چاہتے ہیں کہ ہم نیچے سے کسی ہلاکت میں ڈالے جائیں۔

اے اللہ ! ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی واطمینان سے بدل دے۔

اے اللہ ! ہم پناہ مانگتے ہیں کہ ہم جاہلوں میں شمار کئے جائیں۔

اے اللہ ! جب تک ہمارے لئے جینا بہتر ہو ہمیں زندہ رکھ اور جب ہمارے لئے مرنا بہتر ہو تو ہمیں موت دے۔

اے اللہ ! ہماری بخشش فرما اور ہم پر رحم فرما اور ہمیں رفیق اعلیٰ کے ساتھ ملا دے

اے اللہ ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں سستی سے' ضعف سے' بُرے بڑھاپے سے' دُنیا کے فتنے سے اور قبر کے حساب سے۔

اے اللہ ! موت کی سختیوں اور شدتوں پر ہماری مدد فرما۔

اے اللہ ! ہمارے زندہ و مردہ' ہمارے موجود اور غیر موجود' ہمارے چھوٹے اور بڑے' ہمارے مرد اور عورت سب کی مغفرت فرما۔ اے اللہ ! ہم میں سے جس کسی کو تو زندہ رکھے اُسے اسلام پر زندہ رکھنا اور جس کسی کو ہم میں سے موت دے' اُسے ایمان کی حالت میں موت دینا۔

اے اللہ ! ہماری بھول چوک کی گرفت نہ فرما۔ سابقہ اُمتوں کی طرح تیرے پیارے حبیب کی اس اُمت پر اُس طرح بھاری بوجھ نہ ڈال اور ہم سے اتنا بوجھ نہ اُٹھوا جس کی ہمیں طاقت نہیں۔ ہمارے قصوروں اور گناہوں کو معاف کر اور ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے تو کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

اے اللہ ! تو ہمارا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں' تو نے ہمیں پیدا کیا اور ہم تیرے بندے ہیں۔ ہم تیرے عہد و پیماں کے مقدور بھر پابند ہیں۔ ہم اپنے افعال کی بُرائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں تیری نعمت اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں۔ پس تو ہمیں بخش دے۔ بیشک تو ہی گناہوں کو بخشتا ہے۔

اے اللہ ! بیشک ہم تجھ سے حالتِ ایمان میں صحت' اخلاق حسنہ کے ساتھ ایمان' اور ایسی نجات جس کے بعد (دُنیا و آخرت کی) کامیابی ہو' تیری رحمت' عافیت' بخشش اور تیری رضا کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ! بیشک ہم تجھ سے جنت الفردوس کے لئے سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ! ہم کو جنت کی خوشبو سونگھا اور دوزخ کی بدبو نہ سونگھا۔

اے اللہ ! ہمیں ایمان کی محبت عطا فرما اور اس کے ذریعہ ہمارے دِلوں کو مزین فرما۔ کفر کی نفرت' گناہ اور بُرائیوں کی کراہیت ہمارے دِل میں جما دے اور ہدایت یافتہ بندوں میں ہمارا شمار کر دے۔

اے اللہ! ہمارے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دے اور ہم سے آسان حساب لے

اے اللہ! ہمیں اپنے عرش کے سائے میں رکھ جس دن سایہ نہیں مگر تیرے عرش کا

اے اللہ ! ہمیں بہت توبہ کرنے والوں اور خوب پاک وصاف کرنے والوں میں شامل کر دے۔

اے اللہ ! ہمارے دل میں' ہمارے کانوں میں اور ہماری آنکھوں میں نور پیدا فرما دے۔ ہمارے پیچھے اور آگے روشنی ہی روشنی کر دے۔ ہمارے اُوپر اور ہمارے نیچے (ہر

طرف) نور ہی نور پھیلا دے۔اے اللہ ! ہمیں نور عطا فرما۔

اے اللہ ! ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اے اللہ ! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہمارے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ! حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو وسیلہ عطا فرما اور تمام مخلوق پر برتری وفضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور انھیں مقامِ محمود پر فائز فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے اور ہمیں قیامت کے دن اُن کی شفاعت میں داخل فرما دینا' بے شک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے دُنیا اور آخرت میں عافیت چاہتے ہیں۔

اے اللہ ! ہمیں بخش دے' ہم پر رحم فرما' ہمیں معاف کردے' ہمیں ہدایت عطا فرما' ہمیں رزق عنایت فرما' ہماری بگڑی بنا اور ہمیں بلندی عطا فرما۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے پاکیزہ رزق' نفع بخش علم اور مقبول عمل کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ! تو بہت معاف فرمانے والا ہے معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے پس تو ہمیں معاف فرما دے۔

اے اللہ ! تیرا عفو دَرگزر ہمارے گناہوں سے بے حد وحساب بڑھا ہوا ہے اور ہمیں اپنے عمل کے بجائے تیری رحمت ہی سے بہت اُمید ہے۔

اے اللہ ! ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا۔

اے اللہ ! ہمیں دُنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچا۔

اے اللہ ! ہمارے اعمال کو قبول فرما' بیشک تو ہی سنتا جانتا ہے۔

اے اللہ ! ہم پر صبر انڈیل (صبر کی مضبوط چٹان بنادے) اور ہمارے پاؤں جمے رکھ (ثابت قدم رکھ) اور کافرلوگوں پر ہماری مدد کر (نصرت وکامیابی عطا فرما)۔اور ہمیں مسلمانوں میں اُٹھا۔

اے اللہ ! ہم پر بھاری بوجھ نہ رکھ جیسا تو نے ہم سے اگلوں پر رکھا تھا۔

اے اللہ ! ہم ایمان لائے تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

اے اللہ ! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے' بیشک اس کا عذاب گلے کا پھندا ہے بیشک وہ بہت ہی بُری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

اے اللہ ! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہمیں پرہیز گاروں کا پیشوا بنا۔

اے اللہ ! تیرے رحمت وعلم میں ہر چیز سمائی ہے تو انہیں بخش دے جنہوں نے توبہ کی اور تیری راہ پر چلے اور انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اے اللہ ! ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

اے اللہ ! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری ہی طرف رجوع لائے اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

اے اللہ ! ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کی ہمیں برداشت نہ ہو اور ہمیں معاف فرما دے اور بخش دے اور ہم پر مہربانی کر' تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔

اے اللہ ! ہمارے دِلوں کو ہدایت کرنے کے بعد غلط راستے پر نہ پھیر اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا کر' بیشک تو ہی بڑا دینے والا ہے۔

اے اللہ ! بیشک تو سب لوگوں کو جمع کرنے والا ہے اس دن کے لئے جس میں کوئی شبہ نہیں۔ بیشک اللہ کا وعدہ نہیں بدلتا۔

اے اللہ ! ہم ایمان لائے تو ہمارے گناہ معاف کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اے اللہ ! ہم قرآن پر ایمان لائے ہیں اور رسول کے تابع ہوئے ہیں، تو ہمیں حق پر گواہی دینے والوں میں لکھ لے۔

اے اللہ ! تو نے کائنات میں موجود کسی بھی چیز کو بیکار و عبث نہیں بنایا...... یقیناً جہنم کا عذاب کفار و مشرکین اور بد مذہبوں کے لئے رکھا گیا ہے۔ تیرے لئے پاکی ہے تو ہم صحیح العقیدہ مسلمانوں کو دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

اے اللہ ! تو ہمارے سارے گناہ بخش دے اور ہماری بُرائیاں میٹ دے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔

اے اللہ ! ہمیں وہ نعمتیں اور رحمتیں عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر۔ بیشک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔

اے اللہ ! ہم نے دانستہ اور نادانستہ طور پر اپنے ہی نفسوں پر ظلم کر کے اپنا ہی بُرا کیا۔ اگر تو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں شامل ہوں گے۔

اے اللہ ! ہمیں ظالموں کے ساتھ نہ کر۔

اے اللہ ! ہم کو ظالم لوگوں کے لئے آزمائش نہ بنا اور اپنی رحمت فرما کر ہمیں کافروں سے نجات دے۔

اے اللہ ! ہمیں کافروں کی آزمائش میں نہ ڈال اور ہمیں بخش دے۔ اے ہمارے رب بیشک تو ہی عزت و حکمت والا ہے۔

اے اللہ ! ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔

اے اللہ ! تو جانتا ہے جو ہم چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ اے اللہ تجھ پر زمین میں اور آسمان میں کچھ چھپا نہیں۔ اے اللہ ! ہماری چھپی ہوئی آرزوؤں اور ضرورتوں کو جس کا ہم اظہار نہیں کر سکتے تو پورا فرما دے۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے عفو و دَرگزر کے طالب ہیں اور دین و دنیا اور آخرت میں تجھ سے

عافیت وسلامتی کے طلبگار ہیں۔

اے اللہ ! ہمارے دل میں ہوش مندی اور بھلائی ڈال دے اور ہمیں ہمارے نفس کے شر سے محفوظ رکھ۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے ہدایت' تقویٰ' پاک بازی اور استغنا کے طالب ہیں۔

اے اللہ ! تو ہمیں اپنے حبیب ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کرنے والا بنا دے اور انہیں کے دین پر تو ہمیں وفات دے اور ہمیں اپنی پناہ میں رکھ' گمراہ کرنے والے فتنوں سے۔

اے اللہ ! تو ہماری مدد کر تیرا ذکر کرنے پر اور تیرا شکر ادا کرنے اور تیری عبادت کی خوبی پر۔

اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں کفر سے' تنگدستی سے اور قبر کے عذاب سے۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور کانے دجّال کے شر سے۔

اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ لیتے ہیں کانے دجّال کے فتنہ سے' اور تیری پناہ لیتے ہیں زندگی اور موت کے تمام فتنوں سے' اے اللہ! ہم پناہ لیتے ہیں ہر گناہ اور قرض سے (تو ہمیں اُن سے بچالے)۔

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں بزدلی اور بے عزّتی سے' اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ نکمّی اور ذیل عُمر (عمر کا بدنام' شرمناک' عبرتناک اور ذلیل عرصہ) کو پہونچیں' اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں دُنیا کے فتنوں سے اور ہم پناہ مانگتے ہیں قبر کے عذاب سے۔

اے اللہ ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں بُخل سے اور بُری عمر سے اور نفس کے ہر فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

اے اللہ ! تونے جو رزق ہمیں عطا فرمایا ہے اس میں ہمارے لئے برکت فرما۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے علم نافع کا اور رزق کی کشادگی کا اور بیماری سے شفایابی کا سوال کرتے ہیں۔

اے اللہ ! ہمیں اپنے غضب کے ساتھ نہ مار اور اپنے عذاب سے نہ ہلاک کر اور ہمیں اس کے واقع ہونے سے پہلے عافیت عطا کر۔

اے اللہ ! اے حی و قیوم ! تیری رحمت سے مدد مانگتے ہیں۔

اے اللہ ! ہم کفار و مشرکین اور دشمنوں کے مقابل تجھے پیش کرتے ہیں اور اُن کے شر سے تیری پناہ لیتے ہیں۔

اے اللہ ! ہمیں اپنے دیئے ہوئے رزق میں قناعت عطا فرما اور اس میں ہمارے لئے برکت ڈال دے اور ہر چیز میں ہمارے لئے بہترین نگہبانی فرما جو غائب ہے۔

اے اللہ ! ہمیں بخش دے اور رحم فرما تو ہی زیادہ غالب اور زیادہ عزت والا ہے

اے اللہ ! ہمارے دل کو روشن کر دے، ہمارے کانوں اور ہماری آنکھوں کو منور کر دے۔

اے اللہ ! ہمارے سینہ کو دین کے لئے کھول دے اور ہمارا کام آسان کر دے۔

اے اللہ ! ہم دِل کے وسوسوں، کام کی پریشانیوں اور قبر کے فتنوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔

اے اللہ ! ہمارا سینہ کھول دے اور ہمارے لئے ہمارا کام آسان کر دے اور ہماری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ ہماری بات سمجھیں۔

اے اللہ ! ہم کو اچانک موت نہ دینا اور اچانک بیماری نہ دینا اور اچانک ہماری پکڑ نہ کرنا اور کسی کا حق ادا کرنے اور وصیت پر عمل کرنے سے غافل نہ کرنا۔

اے اللہ! ہم پناہ مانگتے ہیں کفر سے، تنگدستی سے اور قبر کے عذاب سے۔

اے اللہ! بے شک ہم پناہ لیتے ہیں تیری ناراضگی سے، اور تیرے عفو و درگزر کی سزا سے، اور ہم پناہ لیتے ہیں تیرے عذاب سے تیری رحمت کی، ہم تو تیری تعریف کا حق نہیں ادا کر سکتے۔ بس تو ایسا ہی ہے جیسے تو نے اپنی تعریف کی۔

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کے فتنوں سے اور کانے دجّال کے شر سے۔

اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہم خود گمراہ ہوں یا گمراہ کئے جائیں یا ہم کسی پر

ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم خود کسی کے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کریں یا ہمارے ساتھ جہالت (بدتمیزی) کا برتاؤ کیا جائے۔

اے اللہ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں قبر کے عذاب سے اور تیری پناہ لیتے ہیں کانے دجّال کے فتنہ سے، اور تیری پناہ لیتے ہیں زندگی اور موت کے تمام فتنوں سے، اے اللہ! ہم پناہ لیتے ہیں ہر گناہ اور قرض سے (تو ہمیں اُن سے بچا لے)۔

اے اللہ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں بزدلی اور بےعزّتی سے، اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ نکمّی اور ذیل عُمر کو پہونچیں، اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں دُنیا کے فتنوں سے اور ہم پناہ مانگتے ہیں قبر کے عذاب سے۔

اے اللہ ! تیرے کلمات تامہ کی پناہ لیتے ہیں ہر شیطان اور زہریلی بلا کے شر سے، اور ہر لگنے والی نظر بد کے شر سے۔

اے اللہ ! ہم تیری پناہ لیتے ہیں بخل سے اور بُری عمر سے اور نفس کے ہر فتنہ سے اور قبر کے عذاب سے۔

اے اللہ ! بے شک ہم تیری پناہ لیتے ہیں تیری دی ہوئی نعمتوں کے زوال سے تیری دی ہوئی صحت و عافیت کے تغیر سے اور تیری ناگہانی پکڑ سے اور تیری تمام تر ناراضگیوں اور غصّہ سے۔

اے اللہ ! بے شک ہم پناہ لیتے ہیں فقر و فاقہ سے اور ذلّت و خواری سے اور تیری پناہ لیتے ہیں اس سے کہ ہم کسی پر ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے۔

اے اللہ ! ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے جس میں عجز وانکساری نہ ہو اور اس دُعا سے جو تیری بارگاہ میں سنی نہ جائے اور اس حریص نفس سے جس کا کبھی پیٹ نہ بھرے، اے اللہ! ہم ان چاروں (آفتوں) سے تیری پناہ لیتے ہیں۔

اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں ہر بلا اور مصیبت کی سختی سے اور بدبختی کے گھیر لینے سے، اور بُری تقدیر سے اور دشمنوں کے ہم پر خوش ہونے سے

اے اللہ ! بے شک ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں فکر و پریشانی سے، رنج وغم سے، عاجزی سے، کاہلی سے، کنجوسی سے، بزدلی سے، قرض کے بوجھ سے اور زبردست لوگوں کے غلبہ اور دباؤ سے

اے اللہ ! بے شک ہم نے اب تک جو کچھ کیا ہے اس کے شر سے، اور جو کچھ نہیں کیا اس کے بھی شر سے پناہ مانگتے ہیں۔

اے اللہ ! ہم پناہ مانگتے ہیں اس کے شر سے جو ہم جانتے ہیں کہ ہم نے کیا ہے اور پناہ مانگتے ہیں اس کے شر سے بھی جو ہم نہیں جانتے ہیں۔

اے اللہ ! ہم تیری پناہ چاہتے ہیں شرک، نفاق، بُرے اخلاق، بُرے اعمال، شک، خراب عادتوں، ناگوار باتوں، مال آل واولاد کی بربادی، باہمی جھگڑوں بُرے خواہشات اور امراض سے (تو ہمیں ان سے محفوظ رکھ)

اے اللہ ! ہم قرض کے بوجھ، دشمنوں کے غلبہ اور دشمنوں کی ہنسی سے پناہ چاہتے ہیں۔

اے اللہ ! تیری پناہ مانگتے ہیں کفر اور قرض سے۔

اے اللہ۔ تو ہمیں پناہ دے، برص سے، اور دیوانگی سے اور جذام (کوڑھ) سے اور تمام بُری اور موذی بیماریوں سے۔

اے اللہ۔ تو ہمیں پناہ دے، آپس کے جھگڑے اور فساد، اور منافقت سے اور تمام بُرے اور رذیل اخلاق سے۔

اے اللہ ! تو ہمیں پناہ دے، بھوک اور پیاس سے اسلئے کہ یہ بہت بُرا ساتھی ہے۔ اور تو ہمیں پناہ دے خیانت سے اس لئے کہ یہ بدترین چُھپا ہوا ساتھی اور مشیر ہے۔

اے اللہ ! ہم شیطان کی حرکتوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں اور اس بات سے بھی پناہ مانگتے ہیں کہ ہمارے نزدیک آئیں۔

اے اللہ ! جن دوستوں، بزرگوں نے دُعاؤں کے لئے کہا ہے سب کی نیک حاجات قبول فرما۔ سب مسلمانوں کو دین ودُنیا کی دولتیں، نعمتیں اور رفعتیں نصیب فرما۔ (آمین بجاہ سید المرسلین)

وَصَل اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْن

مناجات

(امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ)

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو   جب پڑے مشکل شہ مشکل کُشا کا ساتھ ہو
یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو   شادیٔ دیدارِ حُسنِ مصطفٰے کا ساتھ ہو
یا الٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات   اُن کے پیارے مُنہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر   اَمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے   صاحبِ کوثر شہِ جُود وعَطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر   سیّدِ بے سایہ کے ظلِّ لِوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن   دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو
یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھُلنے لگیں   عیب پوشِ خلق ستّارِ خطا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حساب جرم میں   ان تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلائے   چشمِ گریانِ شفیعِ مُرتجےٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی رنگ لائیں جب میری بیباکیاں   ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب چلوں تاریک راہ پُل صِراط   آفتابِ ہاشمی نُورُ الہُدیٰ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے   رَبِّ سَلِّم کہنے والے غمزدہ کا ساتھ ہو
یا الٰہی جو دُعائیں نیک ہم تجھ سے کریں   قُدسیوں کے لب سے آمین ربّنا کا ساتھ ہو
یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے   دَولتِ بیدار عشقِ مصطفٰے کا ساتھ ہو

دَرُود تاج

درود تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقانِ رسول ﷺ کا محبوب وظیفہ ہے۔

جو شخص عروج ماہ' شب جمعہ میں بعد نماز عشاء باوضو پاک کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر ایک سوستر (۱۷۰) مرتبہ اس درود پاک کو پڑھے اور سو رہے تو گیارہ شب متواتر اسی طرح کرنے سے ان شآء اللہ اُس کو زیارت سرکار ﷺ نصیب ہوگی۔

سحر و آسیب جن و شیطان کے دفع کرنے کے لئے اور چیچک دفع کرنے کے لئے گیارہ مرتبہ پڑھ کر دم کرے ان شآء اللہ فائدہ ہوگا۔

دشمنوں ظالموں حاسدوں اور حاکموں کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے اور دفع الم و افلاس کے لئے چالیس شب متواتر بعد نماز عشاء اکتالیس مرتبہ پڑھے'

رزق کی کُشادگی کے لئے سات مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر وِرد رکھے۔

حاملہ عورت کو کوئی خلل ہو تو سات روز برابر سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پلائے۔

برائے ہر مقصود و مطلوب بعد نصف شب باوضو چالیس مرتبہ پڑھے ان شآء اللہ مقصد میں کامیابی ہوگی اور مُراد برآئے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِى اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِى الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيَمِ شَفِيْعِ الْاُمَمِ

صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُه‘ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُه‘ وَالْبُرَاقُ مَرْكَبُه‘ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُه‘ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى مَقَامُه‘ وَقَابَ قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُه‘ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُه‘ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُه‘ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ۛ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ ۛ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ ۛ اَنِيْسِ الْغَرِيْبِيْنَ ۛ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۛ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ ۛ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ ۛ شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ ۛ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ وَالْغُرَبَآءِ وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ ۛ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ ۛ اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ ۛ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ ۛ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ ۛ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلَانَا وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ ۛ اَبِىْ الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ نُوْرٍ مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ۛ يٰٓاَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۛ

دُرودِ خضری : صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

یہ ایسا دُرودِ پاک ہے کہ نہ فقط روضہ نبی اکرم ﷺ کی حاضری نصیب ہوتی ہے بلکہ مراد دین پائی جاتی ہیں اور محبت میں یقیناً اضافہ ہوتا رہتا ہے فی الحقیقت دُرود خضری ایک بڑی نعمت ہے۔

دُرودِ تُنجینا : دُرود تنجینا سے مُراد وہ دُرود شریف ہے جسے پڑھنے سے ہر مشکل اور مہم سے نجات ملتی ہے علامہ فاکہانی نے قمر منیر میں ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ کا واقعہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے بتایا کہ ہم ایک قافلے کے ساتھ ایک بحری جہاز میں سفر کر رہے

تھے کہ جہاز طوفان کی زد میں آ گیا۔ یہ طوفان قہر خداوندی بن کر جہاز کو ہلانے لگا۔ ہم لوگ یقین کر بیٹھے کہ چند لمحوں کے بعد جہاز ڈوب جائے گا اور ہم لقمہ اجل بن جائیں گے کیوں کہ ملاحوں نے بھی یہ سمجھ لیا تھا کہ اتنے تند و تیز طوفان سے کوئی قسمت والا جہاز ہی بچتا ہے۔ شیخ فرماتے ہیں اسی عالم افراتفری میں مجھ پر نیند کا غلبہ ہو گیا چند لمحے غنودگی طاری ہوئی' میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور مجھے حکم دیا کہ تم اور تمہارے ساتھی یہ دُرود ہزار مرتبہ پڑھو۔ میں بیدار ہوا' اپنے دوستوں کو جمع کیا' وضو کیا اور دُرودِ پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ ابھی ہم نے تین سو بار دُرود پاک پڑھا تھا کہ طوفان کا زور کم ہونے لگا آہستہ آہستہ طوفان رُک گیا اور تھوڑے ہی وقت میں آسمان صاف ہو گیا اور سمندر کی سطح پُر امن ہو گئی۔ اس دُرود پاک کی برکت سے تمام جہاز والوں کو نجات مل گئی۔

اس دُرود پاک کا نام تنجی یا تنجینا رکھا گیا۔ اس کے بے پناہ فضائل ہیں اور بزرگانِ دین نے بارہا مرتبہ آزمایا ہے۔ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نہایت مشکل میں گرفتار ہو گیا' اس نے وضو کر کے معطر ہو کر یہ دُرود پاک پڑھنا شروع کیا تو مشکل حل ہو گئی۔ اس دُرودِ پاک کو جو شخص ادب و احترام سے قبلہ رُو ہو کر ہر روز تین سو بار پڑھے گا اللہ کے فضل سے اس کی سخت سے سخت مشکل حل ہو جائے گی۔ شرح دلائل الخیرات کے مؤلف نے لکھا ہے کہ جسے حضور ﷺ کی زیارت کا شوق ہو وہ خالص نیت سے یہ دُرود پڑھے اور بعد از نماز عشاء ایک ہزار مرتبہ پورا کرے اور بستر کو معطر کر کے باوضو سو جائے ان شآء اللہ چالیس روز کے اندر اندر ہی زیارت رسولِ کریم ﷺ ہو گی اگر اللہ تعالیٰ کرم کرے تو ہو سکتا ہے ایک ہفتے کے اندر ہی زیارت ہو جائے۔

ایک بزرگ کا کہنا ہے جو شخص اس دُرودِ پاک کو صبح و شام دس دس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے قہر سے نجات ملے گی۔ اللہ تعالیٰ اُسے بُرائیوں سے محفوظ رکھے گا' اُس کے غم مٹ جائیں گے۔

اس دُرودِ پاک کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ جو شخص بیماری سے تنگ آ کر طبیبوں اور ڈاکٹروں سے مایوس ہو گیا ہو' اُسے چاہیے کہ اس دُرودِ پاک کو کثرت سے پڑھے ان شآء اللہ بیماری کی تکلیف سے نجات ملے گی۔

بسم الله الرحمن الرحیم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرَنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرٰتِ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ مُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ وَرَافِعُ الدَّرَجَاتِ وَیَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ وَیَاکَافِی الْمُھِمَّاتِ وَیَادَافِعَ الْبَلِیَّاتِ وَیَاحَلَّ الْمُشْکِلَاتِ اَغِثْنِیْ اَغِثْنِیْ یَآاِلٰھِیْٓ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اُن کی آل پر ایسی رحمت و برکت نازل فرما جس سے ہمیں تمام ڈر خوف اور آفتوں سے نجات ہوجائے اور جس کی برکت سے ہماری تمام حاجتیں روا ہوجائیں اور جس کی بدولت ہم تمام گناہوں سے پاک وصاف ہوجائیں اور جس کے وسیلہ سے ہم تیری بارگاہ میں اعلیٰ درجوں پر متمکن اور جس کے ذریعے ہم زندگانی کی تمام نیکیوں اور مرنے کے بعد کی تمام اچھائیوں سے بدرجہ غایت فائدہ حاصل کریں' خدائے پاک تحقیق تو ہماری دُعاؤں کو قبول فرمانے والا ہے اور ہمارے درجات کو بلند کرنے والا اور ہماری حاجتوں کو بَر لانے والا اور ہماری بلاؤں کو رفع کرنے والا اور ہماری سخت مشکلات کو حل کرنے والا' میری فریاد کو پہنچے اور اُسے اپنے حضور تک رسائی دے' میری عرض قبول فرما' الٰہی تحقیق تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔

وَصَل اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلیٰ خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْن

مُحَبَّتِ رَسُول

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی، میرا ایمان بھی روحِ ایمان بھی
مہبطِ وحیِ آیات بھی اور قرآن بھی، روحِ قرآن بھی
کیا بتاؤں قیامت کا میں ماجرا، رحمتوں غفلتوں کا ہے اک معرکہ
دل کو انکی شفاعت پہ ایمان بھی، عقل اپنے کئے پر پشیمان بھی
ہوترا مثل کوئی کبھی اور کہیں، رب نے رکھا نہیں اسکا امکان بھی
(تاجدارِ اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی)